الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

اکتوبر 2022

جشن عید میلاد النبی ﷺ

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبوت کا تاج عطا فرمایا۔

عالمِ ارواح میں تمام انبیاے کرام کی روحوں کو جمع فرما کر خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی صداقت کی تصدیق کرنے کا عہد و پیمان لیا، شبِ معراج مسجدِ اقصیٰ میں تمام انبیا کا حاضر ہونا اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بھی مسلم ہے۔ انبیا و رسل اپنے اپنے عہد میں مسرت و شادمانی کے ساتھ میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اظہار و اعلان فرماتے رہے۔

20/ اپریل 571ء کو صبح صادق کی پر نور ساعت میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش محبت میں ظہورِ قدسی ہو گیا۔ زمین سے آسمان تک بحکمِ الٰہی جشن ہی جشن تھا۔ آسمان کے ستارے جھک جھک کر خانہ کعبہ اور مولد النبی ﷺ کو سلامی پیش کر رہے تھے۔ دنیا کا ہر بچہ روتے ہوئے پیدا ہوتا ہے، مگر آپ کے نورانی لبوں پر تبسم رقص کر رہا تھا، اس سال تمام حاملہ خواتین کے لڑکے ہی پیدا ہوئے، چالیس برس کے بعد آپ کو اپنی نبوت کے اعلان کا حکم ہوا، اسی وقت غارِ حرا میں آپ پر قرآن عظیم کا نزول شروع ہوا پہلی آیت ہے:

"پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا" (سورہ علق، آیت: 1)

قرآن ایک مکمل نظام قانون ہے اور رسول کریم کی زندگی اس کی عملی تفسیر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔" (احزاب: 21)

آپ کی جلوہ گری اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، سب سے پر مسرت اور خیر و برکت کا دن ہے، عید کے معنی بھی خوشی کے ہیں، ہر دور میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا گیا، آج بھی دنیا کے مسلمان جشن مناتے ہیں، اس زریں موقع پر ہم سب کو مبارکبادیوں کے گل دستے نذر کرتے ہیں۔

قارئین اشرفیہ کو عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ مبارک پور

اشرفیہ

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبدالحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 46 شمارہ 10 | اکتوبر 2022ء | ربیع الاول 1444ھ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ : مبارک حسین مصباحی

منیجر : محمد محبوب عزیزی

تزئین کار : مہتاب پیامی

مجلس مشاورت

مولانا محمد احمد مصباحی

مفتی محمد نظام الدین رضوی

مولانا محمد ادریس بستوی

مولانا محمد عبد المبین نعمانی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپیے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپیے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپیے

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ

750 روپیے

دیگر بیرونی ممالک

$25 امریکی ڈالر £20 پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

اداریہ	امام احمد رضا ایک ہمہ گیر شخصیت	مبارک حسین مصباحی	3
	مطالعۂ قرآن		
تفہیم قرآن	دورِ جاہلیت کی رسومات اور قرآنی تعلیمات (چھٹی قسط)	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری	7
	مطالعۂ حدیث		
درس حدیث	مقاماتِ مصطفیٰ ﷺ کے گستاخ احادیث نبویہ کی روشنی میں (دوسری قسط)	مبارک حسین مصباحی	9
	فقہیات		
آپ کے مسائل	کیا فرماتے ہیں علماے دین؟	مفتی محمد نظام الدین رضوی	13
	نظریات		
فکر امروز	نعت خوانی کا مروجہ طریقہ محمود یا مذموم	مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی	17
	اسلامیات		
شعاعیں	امریکہ میں اسلام کی آمد	مفتی قمر الحسن قادری	20
	اساطین تصوف		
ذکر جمیل	فاتح ایران حضرت سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مفتی محمد اعظم مصباحی مبارک پوری	24
	شخصیات		
طرزِ عمل	مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری	پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری	26
	جادہ ومنزل		
سفر نامہ	سفرنامۂ عرب (پانچویں قسط)	خالد ایوب مصباحی	31
	ماہ نامہ اشرفیہ		
ربطِ باہم	پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور ماہ نامہ اشرفیہ (تیسری قسط)	مبارک حسین مصباحی	35
	بزمِ دانش		
فکر ونظر	نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں	مولانا بلال احمد نظامی مند سوری/مولانا محمد عابد چشتی	40
	ادبیات		
نقد ونظر	عرفانِ امام احمد رضا	تبصرہ نگار: مبارک حسین مصباحی	43
خیابان حرم	نعتیں	ثاقب قمری مصباحی/مفتی احمد حبیب قادری/سید محمد نور الحسن نور نوابی	49
	وفیات		
سفر آخرت	حضرت مولانا حافظ محمد ناظر حسین خاں جالوی اشرفی علیہ الرحمہ	مبارک حسین مصباحی	50
	لندن میں حضرت علامہ شاہد رضا نعیمی کا وصال پر ملال	مبارک حسین مصباحی	51
	آہ! حضرت شاہ فرہاد عالم لطیفی ابو العلائی	شعبۂ نشر و اشاعت خانقاہ عالیہ مدرسہ لطیفیہ	52
	مکتوبات		
صداے بازگشت	*غلام طٰہٰ *بلال احمد نظامی مند سوری *پانچواں کل ہند مسابقہ		53
	سرگرمیاں		
خیر وخبر	آل کرناٹکا بزم رضاے قدسی کی جانب سے ریلیف کی تقسیم		56

786

امام احمد رضا محدث بریلوی کی ہمہ گیر شخصیت

روز جمعہ عزیز المساجد میں ایک خطاب

مبارک حسین مصباحی

قارئین کرام! یہ تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تحریر اور تقریر ترسیلِ فکر کے دو مستقل ذرائع ہیں، تحریروں میں دلائل اور حوالے ہوتے ہیں، افکار و نظریات بڑے مستحکم انداز سے پیش کیے جاتے ہیں اور تقریروں میں لفظوں کا بانکپن، مترادفات کی فراوانی اور خطیب کا زورِ بیان ہوتا ہے، کچھ باتیں صرف ہاتھوں کی نقل و حرکت اور آنکھوں کے اشاروں سے سامعین کے ذہنوں میں اتار دی جاتی ہیں۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی عزیز المساجد میں 9/ستمبر 2022ء میں ہم نے آدھا گھنٹے وعظ کہنے کی سعادت حاصل کی جسے ہم حذف و اضافے کے ساتھ ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

نحمدهُ ونصلي على رسوله الكريم

أما بعد: فأعُوذُ باللّٰهِ مِن الشيطٰن الرجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اُولٰٓىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ (سورۃ المجادلۃ، آیت:22)

آقا ﷺ کی شان میں درود شریف

معزز مصلیانِ مسجد! یہ صفر المظفر کا بابرکت مہینہ چل رہا ہے، اس کی 25 تاریخ کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کا ایک سو چاروں عرس بریلی شریف کی سرزمین پر منعقد ہو رہا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی فردِ واحد میں ایک تحریک کا نام ہے، آپ نے اپنی حیات میں وہ علمی اور فقہی کارنامے انجام دیے کہ عقلاے روزگار ہوں یا فقیہانِ حرم، دانش ورانِ زمانہ ہوں یا جہانِ اہلِ سنت جو دیکھتا ہے وہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے، جو سنتا ہے وہ ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ بڑے بڑے قد آور دنیا کے کسی بھی گوشے سے دیکھتے ہیں، ان کی ہمہ گیر اور آفاقی شخصیت ہر جہت اور ہر رخ سے تابندہ اور باکمال نظر آتی ہے، بارگاہِ رسول ﷺ میں مقبول عاشق کی جو شان ہوتی ہے وہ آپ کے کردار کی ہر ادا سے ظاہر ہوتی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت 10 شوال المکرم 1272ھ/14 جون 1956ء، بریلی شریف کے محلہ جسولی میں ہوئی، آپ کا خاندان ایک علمی اور روحانی خاندان تھا، ہر طرف عشق و محبت کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، کسی بھی بچے پر خاندان کی تہذیب کے اثرات بڑی تیزی سے مرتب ہوتے ہیں۔

ابتدائی دور کے دو حیرت انگیز واقعات:

چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں آپ کی رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی، آپ نے قاعدہ پڑھنے کا آغاز کیا، استاذ گرامی نے الف، با اور تا وغیرہ پڑھانا شروع کیا، اپنے معلم کے بتانے کے مطابق آپ دہراتے گئے، مگر جب آپ کو لام الف [لا] پڑھایا تو آپ نے دُہرایا نہیں، استاد نے دو ایک بار فرمایا مگر اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ آپ نے الف بھی پڑھا دیا ہے اور لام بھی پڑھا دیا ہے، اب دوبارہ دونوں کو ایک ساتھ کیوں پڑھا رہے ہیں۔ قریب ہی آپ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی علیہ الرحمہ اس منظر کا مشاہدہ فرما رہے تھے، آپ نے سمجھ لیا کہ فرزندار جمند کیوں نہیں پڑھ رہے ہیں، یہ دراصل مفردات پڑھا رہے تھے، درمیان میں مرکب کیوں آ گیا، دادا جان نے بڑی شفقت سے فرمایا: آپ کے استاذ جیسے پڑھا رہے ہیں، پڑھ لو۔

عزیزانِ ملتِ اسلامیہ! آپ ذرا اعلیٰ حضرت کی بلند نگاہی اور دیدہ ریزی پر غور فرمائیں، چار سال، چار ماہ اور چار دن کی عمر ہی کیا ہوتی ہے، ابھی تو آپ قاعدۂ بغدادی کا پہلا صفحہ پڑھ رہے ہیں، دراصل جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے، ان سے ایسے ہی حیرت انگیز وقعات کا صدور

mubarakmisbahi@gmail.com

ہوتا ہے۔ آپ کے داداجان علیہ الرحمہ پورے منظر نامے پر نگاہ رکھے ہوئے تھے کہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، وہ تنہا نہیں پڑھا جا سکتا، آغاز میں جسے الف کہہ کر پڑھایا گیا وہ الف نہیں بلکہ ہمزہ تھا، یہ لام ہی کے ساتھ کیوں ملایا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ "ل ام" لکھنے میں الف درمیان میں ہے اور جب "ال ف" لکھیے تو اس کے درمیان میں ل آتا ہے، اس لیے الف کو ل کے ساتھ ملا کر "لا" لکھا جاتا ہے

اب دوسرا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ استاذ گرامی ناظرہ قرآن پڑھا رہے ہیں، ایک آیت کریمہ میں مولانا زبر پڑھا رہے ہیں، مگر آپ زیر پڑھ رہے ہیں، استاذ نے کئی بار محنت فرمائی، مگر آپ کی زبان پر زیر ہی آرہا ہے۔ داداجان حضرت مولانا رضا علی قریب میں جلوہ گر تھے، انھوں نے اسی وقت قرآن عظیم طلب فرمایا، دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ زبر کاتب کی غلطی سے ہو گیا ہے۔ داداجان نے اپنے پوتے سے ارشاد فرمایا۔ بیٹے! مولوی صاحب کے پڑھانے کے مطابق آپ کیوں نہیں پڑھ رہے تھے؟ آپ نے پسرانہ لہجے میں عرض کیا: داداجان! میں کوشش تو اسی کو پڑھنے کی کرتا تھا مگر اس وقت اپنی زبان خود میرے اختیار میں نہیں تھی۔

بلا شبہہ یہ آپ کی ذات پر اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ غلط اعراب پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر کوئی غیر مرئی طاقت آپ کو اپنے تصرف میں لیے ہوئے ہے، جن کے زبان و قلم کی نگہبانی غیبی طاقت کر رہی ہو بلا شبہہ وہی عظیم مجدد ہوتا ہے۔ ناظرۂ قرآن عظیم پڑھنے کے دوران جب مولوی صاحب نے آپ کی حیرت انگیز باتیں دیکھیں تو ایک دن آپ سے تنہائی میں دریافت کرتے ہیں کہ ہم کسی سے بتائیں گے نہیں، آپ یہ بتائیں کہ آپ ایک انسان ہیں یا جن؟ امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنی چھوٹی سی عمر میں ارشاد فرمایا: الحمد للہ میں انسان ہوں جن نہیں ہوں۔ ذرا چند لمحے ٹھہر کر آپ غور کریں، ساڑھے چار سال کی عمر میں آپ کے استاذ گرامی کو آپ کے جن یا انسان ہونے کا شبہہ ہو رہا ہے، جب وہ بچہ مجدد ہو کر تجدیدی کارنامے انجام دے رہا ہو گا تو اس کے علوم و معارف کا سورج دیکھنے کے لیے بڑے بڑے قدآوروں کی ٹوپیاں گر جاتی ہوں گی۔

حیات اور چند علمی گوشے:

تیرہ برس، دس ماہ، چار دن کی عمر شریف میں امام احمد رضا بریلوی مروجہ علوم و فنون سے فراغت حاصل فرماتے ہیں۔ محلہ سوداگران بریلی شریف میں جشن و مسرت کا عالم تھا، والد ماجد رئیس المتکلمین حضرت مولانا نقی علی بریلوی علیہ الرحمہ جلوہ گر تھے، اسی دن اعلیٰ حضرت نے علمِ فرائض کا ایک فتویٰ تحریر فرمایا، والد ماجد نے ملاحظہ فرمایا، فتویٰ بالکل صحیح ہے، دار الافتا بریلی شریف کی مسندِ افتا آپ کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ آخر دم تک آپ فتاویٰ تحریر فرماتے رہے۔

مبلغِ عالم حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی کی پیش کردہ منقبت کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں:

تمھاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو — قسیم جامِ عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا، مدار اہلِ طریقت کا — جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیا تم ہو

عزیزانِ ملتِ اسلامیہ! امام احمد رضا محدث بریلوی کے بارے میں سوانح نگاروں نے رقم فرمایا ہے کہ آپ پچاس علوم و فنون میں دست گاہ رکھتے تھے، حالات نگاروں نے علوم و فنون کی فہرست بھی پیش کی ہے، مگر عہدِ حاضر میں یونیورسٹیز اور کالجوں میں علوم کا جو تنوع سامنے آیا ہے اس کے بعد اعلیٰ حضرت کی کامل شناسائی کی فہرست لمبی ہو جاتی ہے، بعض نے ستر کہا، بعض نے ایک سو پانچ، بعض نے ایک سو بیس وغیرہ، خیر بر وقت یہ بحث کا موضوع نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بعض ایسے فنون پر بھی تحریریں نوٹ فرمائی ہیں کہ اب شاید ملک بھر میں ان کے سمجھنے والے نظر نہیں آتے، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی وغیرہ نے اعلیٰ حضرت کی ان تحریروں کو من و عن شائع کیا ہے۔ بہر حال یہ بھی ایک کام ہے، اس طرح کم از کم اصل مواد تو محفوظ ہو گیا، ہم سب کو اس کی بھی انھیں مبارک باد پیش کرنا چاہیے۔

اب ایک بڑا اور اہم سوال یہ ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی تصانیف اور تالیفات کی صحیح تعداد کیا ہے، چند برس قبل جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں حضرت علامہ خوشتر نورانی کے حوالے سے سیمینار تھا، آخر میں حضرت مولانا محمد عیسیٰ رضوی کھڑے ہوئے، انھوں نے فرمایا کہ آپ حضرات فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت کی تصانیف کی تعداد کتنی ہے؟ پروگرام میں صاحبِ سجادہ حضرت علامہ شاہ سبحانی میاں دامت برکاتہم القدسیہ بھی جلوہ گر تھے، اس موقع پر دیگر علمائے کرام کو بھی مائک پر بلایا گیا، سب نے کہا کہ اس سلسلے میں مختلف روایتیں ہیں، کسی نے

ہزار کہا، اور کسی نے کم یا زیادہ کہا، جامع الاحادیث کے مرتب اور 50 جلدوں میں تمام دستیاب رسائل اعلیٰ حضرت شائع فرمانے والے حضرت مولانا حنیف خاں رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا، تین سو پچاس سے کچھ زیادہ ہیں، جواب تک دستیاب ہو سکی ہیں، مگر علما فرماتے ہیں کہ تو کتابیں ضرور ہوں گی، کوشش جاری ہے، آپ حضرات بھی اس میں مدد فرمائیں۔

بلا شبہہ امام احمد رضا علوم و فنون کے بحرِ ذخار تھے، آپ نے بے مثال ترجمۂ قرآن کنزالایمان رقم فرمایا، کنزالایمان کی علمی، ادبی اور توضیحی حیثیت بہت اعلیٰ ہے، دنیا کی کثیر زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں، بلکہ بعض زبانوں میں تو متعدّد ترجمے ہو چکے ہیں، صدر الافاضل حضرت علامہ شاہ محمد نعیم الدین مراد آبادی نے اس پر خزائن العرفان تفسیر نوٹ فرمائی ہے۔ اس کی بھی بڑی اہمیت ہے، کنزالایمان کی عرفانی گردن میں وہ ہالۂ نور بن کر جگمگا رہی ہے۔ 12 جلدوں میں العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ہے، یہ علمی اور فقہی تحقیقات کا انمول ذخیرہ ہے، آپ نے جس مسئلے کو بھی شروع کیا، واقعہ یہ ہے کہ حق ادا فرمادیا ہے۔ آپ سے صرف ہندوستانی عوام ہی سوالات نہیں کرتے تھے، بلکہ ہند اور بیرون ہند سے بڑے بڑے علما اور مشائخ بھی سوالات ارسال فرماتے تھے آپ اپنے فتاویٰ سے استفتا کرنے والوں کو مطمئن فرمادیتے تھے، بلکہ جو گوشے سائلین نے سوچے بھی نہیں ہوتے، ان گوشوں کے بھی تسلی بخش جواب عنایت فرمادیتے تھے۔

اب باضابطہ رضا فاؤنڈیشن لاہور نے عربی و فارسی عبارتوں کے تراجم، حوالوں کی تخریج اور ترتیب جدید کا کام کیا ہے، ان جلدوں کی تعداد بتیس ہو گئی ہے۔

علمائے کرام کی محنتیں رنگ لائیں، ابتدا میں متن سے فتاویٰ رضویہ کی متعدّد جلدوں کا کام سنی دار الاشاعت جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے ہوا تھا، حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کی سرپرستی میں اس کا اکثر کام سابق نائب شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ نے انجام دیا بعد میں کچھ اہم کام بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان مبارک پوری نے انجام دیا۔

امام احمد رضا کی شخصیت اور علمی و قلمی خدمات پر عالمی سطح پر کام ہو رہا ہے۔ یونیورسٹیز اور کالجز میں پی ایچ ڈی اور ایم فل کی ڈگریاں تفویض کی جارہی ہیں، اب تک اردو، عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں تیس سے زیادہ ڈگریاں جاری ہو چکی ہیں اور یہ علمی سلسلے آج بھی پورے ذوق و شوق کے ساتھ جاری ہیں۔

عرفان و تصوف:

امام احمد رضا محدث بریلوی صرف علوم و فنون میں ہی مہارت نہیں رکھتے تھے، بلکہ عشق و عرفان میں بھی اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ مرید ہونے کے لیے کسی شیخ کامل کے متلاشی تھے، تاج الفحول حضرت علامہ شاہ عبد القادر عثمانی بدایونی قدس سرہ نے مشورہ دیا کہ آپ مارہرہ مطہرہ میں شیخ طریقت حضرت سید شاہ آل رسول قادری برکاتی کی بارگاہ میں چلیے، خیر تاج الفحول، رئیس المتکلمین، حضرت مولانا نقی علی اور امام احمد رضا محدث بریلوی وغیرہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے، امام احمد رضا کو مرشد گرامی سلسلۂ قادریہ برکاتیہ کی روحانی نسبت جوڑنے کے لیے اپنی خانقاہ کے حجرے میں لے گئے، آپ کو بڑے اہتمام سے مرید فرمایا، سلسلۂ قادریہ برکاتیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا اور اوراد و وظائف کی اجازتیں وغیرہ بھی عطا فرمادیں، جب دونوں حجرے سے باہر تشریف لائے تو موجودین کو پہچاننا مشکل ہو گیا کہ ان میں ان میں پیر کون ہے اور مرید کون!

مجھے تو اپنے رنگ میں رنگ دے کچھ اس طرح ساقی جو مجھ کو دیکھ لے اُس کو ترا دیدار ہو جائے

مرشدِ گرامی نے فرمایا تھا کہ اب تک جو مرید ہونے کے لیے آتے تھے، ان کے دلوں کا تزکیہ کرایا جاتا تھا۔ مولانا احمد رضا صاف و شفاف دل لے کر آئے تھے، اس لیے صرف بزرگوں سے نسبت جوڑنے کی ضرورت تھی وہ جوڑ دی۔ آپ نے مزید فرمایا: کہ "مجھے فکر تھی کہ بروزِ حشر اگر اللہ تعالیٰ نے سوال فرمایا کہ اے آلِ رسول! میرے لیے کیا لایا ہے؟ تو میں مولانا احمد رضا بریلوی کو پیش کر دوں گا۔"

کیا شان ہے امام احمد رضا محدث بریلوی کی کہ مرشدِ گرامی کو بھی آپ پر ناز تھا، یہ بھی فرمایا کہ خانقاہ برکاتیہ کی جانب سے اب جو بھی کتاب شائع ہوگی پہلے اسے مولانا احمد رضا بریلوی ملاحظہ فرمائیں گے، اگر وہ اجازت دیں تو شائع ہو اور اگر انکار فرمادیں تو ہرگز شائع نہ ہو۔ یقیناً آپ کا وجودِ ناز خاندانِ برکات کے لیے باعثِ فخر تھا، آج بھی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہے گا۔ کیا خوب فرمایا ہے شہزادۂ آل رسول سید نظمی میاں مارہروی نے۔

عشقِ سرکارِ دوعالم کا یہی اعجاز ہے خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت ہو گیا

آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عالم بیداری میں زیارت:

آپ کا عشقِ رسولِ کریم ﷺ بھی اپنی مثال آپ تھا، آپ کی تحریر ہو یا تقریر، آپ کا سونا جاگنا اور اٹھنا بیٹھنا سب سنن مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوتا تھا، آپ ترجمۂ قرآن کنزالایمان دیکھ لیجیے، اس میں جن آیات کے عام لغوی ترجمے سے مقامِ مصطفیٰ پر ضرب آسکتی تھی، آپ نے اپنے ترجمہ میں اس کا خاص لحاظ و پاس رکھا ہے، مثال کے طور پر "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى" [الضحیٰ، آیت:7] یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ تمام انبیاے کرام اور فرشتے معصوم ہوتے ہیں، ان سے راہ بھٹکنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اگرچہ بعض دیگر مترجمین نے اس کا خیال نہیں کیا مگر اعلیٰ حضرت نے جو ترجمہ فرمایا، اس کو بڑھ کر طبیعت مچل اٹھتی ہے، آپ نے آیت کریمہ کا عشق انگیز ترجمہ فرمایا: **"اور تمھیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"۔**

امام احمد رضا کے دل و دماغ میں مقامِ مصطفیٰ کا کامل عرفان تھا، اس لیے اتنا خوب صورت ترجمہ فرمایا، ترجمے کی ایک دو مثال نہیں، کثیر مثالیں ہیں — اسی طرح آپ نے احادیث کے نقل کرنے میں حیرت انگیز حزم و احتیاط کو مدنظر رکھا ہے، آپ نے تین سو چوپچاس کتابوں میں احادیث کی چار سو کتابوں سے احادیث اخذ فرمائی ہیں۔ علم کلام ہو یا فقہ یا دیگر علوم تمام میں آپ کا انداز یہی رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے دو بار حج و زیارت کی سعادت حاصل فرمائی، دوسری بار جب حج و زیارت کے لیے تشریف لے گئے، بارگاہِ رسولِ کریم ﷺ میں حاضر ہوئے، رات بھر صلاۃ و سلام پڑھتے رہے، آقا کی بارگاہ سے امید قوی کہ کرم فرمائیں گے، مگر عشق و وارفتگی میں اضافے ہوتے ہیں تو آزمائش کی منزلیں بھی مشکلیں ہو جاتی ہیں۔ اب اعلیٰ حضرت نے عشقِ رسولِ کریم ﷺ کی باطنی کیفیت کو مہمیز کیا اور اسی وقت وارفتگی و شوق میں ڈوب کر نعت کا یہ مکھڑا تحریر فرمایا:

وہ سوے لالہ زار پھرتے ہیں — تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا — تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

آخری مصرع میں لفظ "کُتّے" نہیں بلکہ "کِتّے" ہے۔ ہم بھی بریلی شریف کے قریب ضلع رام پور کے رہنے والے ہیں، آج بھی بطور تحقیر "کِتّے" کا استعمال ہوتا ہے، بطور دلیل دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں: "چل جا تجھ سے کِتّے دیکھے ہیں"، "اس سے کہو سمجھ کیا رہا ہے، اس سے کِتّے دیکھے ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

ہاں جب ادب و احترام کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے یہ اشعار پیش کیے، نگاہِ کرم ہوگئی، آقا کریم ﷺ کا جلوۂ زیبا نظر آیا، امام احمد رضا کی قلبی آرزو پوری ہوگئی، آقاے دو جہاں ﷺ نے کیا دیا اور بھکاری احمد رضا نے کیا لیا، یہ تو معلوم نہیں بس اتنا جانتے ہیں آقا کریم ﷺ نے اپنا نورانی جلوہ انھیں دکھا دیا۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا ہے۔

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

سرکار ﷺ کا دیدار دوسری بار حاضری کے موقع پر کیا تھا، یہ حج فرض نہیں بلکہ نفل تھا اس لیے اعلیٰ حضرت نے اس وقت یہ اشعار پیش کیے تھے۔

اصلِ مراد حاضری اس پاک در کی ہے — ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
پوچھا کسی نے ہم سے جو نہضت کدھر کی ہے — کعبہ کا نام تک نہ لیا، طیبہ ہی کہا

امام احمد رضا محدث بریلوی ایک ہمہ گیر شخصیت تھی، آپ نعت نگاروں کے امام بھی تھے، ایسا بہت کم دیکھا جاتا ہے کہ فردِ واحد فلسفیانہ موشگافیاں بھی حل کرتا ہو، فقہ و تصوف کی راز داریوں سے بھی واقف ہو اور صنفِ نعت میں بلند مقام پر بھی فائز ہو، آپ کی مطبوعہ کتاب "حدائق بخشش" سکہ رائج الوقت کی طرح دنیا بھر میں پڑھی جاتی ہے۔ جو جہاں سنتا ہے جھومنے لگتا ہے۔ آپ کا عربی اور فارسی کلام بھی اہمیت کا حامل ہے۔

کثیر شعرانے رضا بریلوی کی نعتوں کو آئیڈیل بنایا ہے، مختلف ممالک میں امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری پر ضخیم کتابیں لکھی گئیں اور رسائل کے مبسوط نمبر بھی جاری ہوئے، حضرت علامہ فیض احمد اویسی نے 25 جلدوں میں مکمل حدائق بخشش کی شرح رقم فرمائی، چند دیگر اہلِ قلم نے بھی حدائق بخشش کی مختلف شروحات رقم فرمائی ہیں۔

وقت کم ہے اور باتیں زیادہ اس لیے انھی چند جملوں پر گفتگو ختم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ *****

دور جاہلیت کی رسومات اور قرآنی تعلیمات

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

جب ان میں کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خوش خبری سنائی جاتی تو دن بھر اس کا چہرہ سیاہ رہتا، اور وہ غم زدہ ہو جاتا۔ اس بشارت کو برا سمجھنے کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا، سوچتا کہ اسے ذلت کے ساتھ زندہ رکھے، یا مٹی میں دبا دے؟ یہ لوگ کیسے برے فیصلے کر رہے ہیں۔

ان آیات کے مطابق قدیم عرب بچیوں کو پسند نہیں کرتے تھے، اور اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ تھی کہ بچیاں اپنا دفاع نہیں کر سکتیں، عموماً جنگوں میں گرفتار ہو جاتی ہیں، پھر باندی بنا کر فروخت کی جاتی ہیں، اسی طرح کسی بھی جنگ میں باپ یا اہم ذمہ مار دیا جائے تو بچیاں غیر کفو کے ہاتھ لگ جاتی ہیں، اور ذلت و رسوائی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، عورتوں کے ساتھ ہونے والے اس نارواسلوک کو عرب اپنے لیے بہت بڑی رسوائی کا باعث سمجھتے تھے، اسی لیے بچی کی پیدائش کے ساتھ فیصلہ کر لیتے کہ یا تو اسے ذلت و خواری کے ساتھ زندہ رکھیں گے، یا تباہ کر کے اپنی عزت محفوظ کر لیں گے۔ ان ظالموں نے بے قصور بچیوں کو مارنے کے بھی کئی طریقے ایجاد کر رکھے تھے، جو لوگ کم سنی میں مارنا چاہتے وہ بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے، اور جو شعور کی منزل میں قدم رکھنے کے بعد مارنا چاہتے وہ بچیوں کو پہاڑ یا کسی بلند مقام پر لے جاتے، اور وہاں سے ڈھکیل دیتے، یا پانی میں غرق کر دیتے، اس طرح بڑی بے رحمی اور سنگ دلی کے ساتھ بچیوں کی زندگیاں تباہ کر دیا کرتے تھے۔

اور یہ ایک ایسی منحوس رسم تھی جس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ خونخوار درندے بھی اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں، اپنی جان پر کھیل کر ان کا دفاع کرتے ہیں لیکن ان عربوں کے دل کتنے سخت ہو چکے تھے کہ اپنے ہاتھوں اپنی اولاد کو موت کے گھاٹ اتار دیتے اور اسے اپنے لیے بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے۔

قرآن کریم نے اس بری رسم پر روک لگاتے ہوئے فرمایا:

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ.

[الأنعام:140]

جنھوں نے جہالت و نادانی میں اپنی اولاد کو قتل کیا وہ خسارے میں ہیں۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ○ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ○ [التکویر 8-9]

قیامت میں زندہ در گور ہونے والی بچی سے پوچھا جائے گا کہ آخر تجھے کس گناہ کی سزا دی گئی۔ اور جب مظلوم بچی کہے گی کہ اسے ناحق قتل کیا گیا، اور خدا کے حضور ظالم کے خلاف شہادت فراہم ہو جائے گی اس وقت ظالم کو سخت سزا دی جائے گا۔

اس طرح قرآن مجید نے بچیوں کو زندہ در گور کرنے یا انھیں کسی بھی مار ڈالنے کی باطل رسم سے بنی نوع انسان کو نجات عطا فرمائی۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید نے اولاد کی حفاظت و تربیت کے لیے معاشرے میں رائج تمام غلط رسومات کا خاتمہ کر دیا، اور انھیں ایک ایسا محکم دستور حیات عطا فرمایا جس سے ہر شخص کی زندگی محفوظ و مامون ہو جاتی ہے۔

نکاح اور جاہلیت کی رسمیں:

نکاح ایک انسانی ضرورت اور معاشرتی عمل ہے، نکاح کے سلسلے میں لوگوں کے انداز بڑے مختلف ہوتے ہیں، ہر علاقے اور قبیلے کے افراد اپنے معاشرے میں رائج رسومات کے مطابق نکاح کرتے ہیں، اور مروجہ روایات کی پاسداری کو لازم اور ضروری سمجھتے ہیں، ان رسومات کے جواز اور عدم جواز کے سلسلے میں اسلامی نظریہ یہ ہے کہ جو رسمیں کتاب و سنت سے متصادم نہیں ان کے جواز کی گنجائش ہے، لیکن جو رسمیں قرآن و حدیث کے معارض ہیں ان کے جواز کی کوئی راہ نہیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم نے نکاح و طلاق کے سلسلے میں دور جاہلیت کی جن رسومات پر قدغن لگائی ہے، اور ازدواجی زندگی کو کامیاب اور پائیدار بنانے کے لیے جو محکم اصول عطا فرمائے ہیں ان کا بغور مطالعہ کیا جائے، تاکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

کی تقریبات انجام دی جاسکی، اسی لیے ہم یہاں نکاح وطلاق کے معاملے میں دور جاہلیت کی رسومات اور ان کے بالمقابل قرآن کریم کی واضح تعلیمات کا اجمالی تذکرہ کریں گے۔

چار سے زائد نکاح:

زمانہ جاہلیت میں لوگ چار سے زیادہ نکاح کیا کرتے تھے، اللہ رب العزت نے بشرط انصاف زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی اور فرمایا:

وَ اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا[النساء:3]

یعنی اگر تمھیں یہ اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرسکو گے تو تمھیں جو عورتیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو، دو دو، تین تین، اور چار چار، اور اگر تمھیں یہ خدشہ ہو کہ تم ان کے درمیان انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی سے نکاح کرو یا اپنی باندی پر اکتفا کرلو، یہ قریب ہے اس بات سے کہ تم ظلم نہ کروگے۔

اس آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے:

أَخْرَجَ مَالِكٌ فِي مُوَطَّئِهِ، وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي سُنَنِهِمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِغَيْلَانَ بْنِ أُمَيَّةَ الثَّقَفِيِّ وَقَدْ أَسْلَمَ وَتَحْتَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ: اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا وفارق سائرهن. وفي كِتَابِ أَبِي دَاوُدَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: أَسْلَمْتُ وَعِنْدِي ثَمَانِ نِسْوَةٍ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اخْتَرْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا۔

یعنی امام مالک نے مؤطا میں، امام نسائی اور دارقطنی نے اپنی سنن میں روایت کی کہ حضرت غیلان بن امیہ ثقفی جب ایمان لائے تو ان کی زوجیت میں دس بیویاں تھیں تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان میں چار کا انتخاب کرلو، باقی کو چھوڑ دو۔

سنن ابو داؤد میں حارث بن قیس سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اسلام قبول کیا تو میری زوجیت میں آٹھ عورتیں تھیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان میں چار کا انتخاب کرلو۔

اس طرح قرآن کریم نے بشرط انصاف چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی اور چار سے زائد عورتوں سے نکاح کو لغو اور گناہ قرار دیا۔

مہر کے بغیر نکاح:

قدیم زمانے کے بیشتر افراد مہر کی ادائیگی کے بغیر نکاح کرلیا کرتے تھے، اور اس کے لیے مختلف طریقے اپنایا کرتے تھے، کبھی شوہر ہی مہر ادا نہیں کرتا، اور کبھی ادا کردیتا، لیکن عورت کے اولیا اس پر قبضہ کرلیتے، اور کبھی ایسا ہوتا کہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس شرط پر کرتا کہ وہ دوسرا شخص اپنی بہن کا نکاح پہلے مرد کے ساتھ کردے، اس نکاح میں کوئی کسی کا مہر ادا نہیں کرتا، بلکہ اسی تبادلے کو مہر کے قائم مقام مان لیا جاتا، عرف عام میں اسے نکاح شغار کہا جاتا ہے، حدیث پاک میں نکاح شغار سے ممانعت آئی ہے۔

بہر کیف مذکورہ بالا تمام صورتیں وہ ہیں جن میں عورت اپنے حق مہر سے محروم کردی جاتی، اور اس مہر سے شوہر یا عورت کے اولیا بھرپور فائدہ اٹھاتے، قرآن مجید نے اس بری رسم کا خاتمہ کرتے ہوئے عورتوں کو ان کے جائز حقوق عطا کرنے کا حکم دیا، اور ان پر ہر طرح کے ظلم وتعدی سے منع فرمایا، ارشاد باری ہے:

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ؕ فَاِنۡ طِبۡنَ لَکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَکُلُوۡهُ هَنِیۡٓـًٔا مَّرِیۡٓـًٔا. [النساء:4].

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو، پھر وہ اپنے مہر کا کچھ حصہ تمھیں خوشی سے دے دیں تو مزے سے کھاؤ۔

بیوہ عورتوں میں وراثت اور مالکانہ تصرف:

دور جاہلیت میں نکاح وطلاق سے متعلق بہت سی ظالمانہ رسمیں متعارف تھیں، جن سے عورتوں کے حقوق پامال ہوتے تھے، اور وہ اپنے حق مہر سے کلی طور پر محروم ہوجایا کرتی تھیں، انھی رسموں میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ جب کسی مرد کا انتقال ہوجاتا تو اس کا قریبی وارث میت کی بیوی پر اپنی چادر ڈال دیتا، اس سے مقصود یہ ہوتا کہ اب وہ اپنے مورث کی بیوہ کا وارث بن گیا ہے، اور اسے بیوہ کی جان ومال میں کلی تصرف کا اختیار حاصل ہے، پھر میت کی بیوی کو یرغمال بنانے کے بعد اس کے مہر کو ہڑپ کرجانے کی تدبیریں کرتا، اس کے لیے درج ذیل چار طریقوں میں کسی ایک طریقے کو اپناتا۔

1- اس بیوہ سے نکاح کرلیتا، اور بطور مہر کچھ نہیں دیتا، مورث اعلیٰ کی جانب سے ادا کیے گئے پہلے مہر ہی کو اپنے لیے کافی سمجھتا، مزید یہ کہ وہ خود کو عورت سے زیادہ ان کی جان ومال کا حق دار سمجھتا، اسی لیے اس کا مہر ادا نہیں کرتا۔ (جاری)

درسِ حدیث | آخری قسط

مقاماتِ مصطفےٰ ﷺ کے گستاخ

احادیث نبویہ کی روشنی میں

مبارک حسین مصباحی

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے آخری رسول ﷺ کو سارے انبیاے کرام سے زیادہ فضیلتیں عطا فرمائی ہیں۔ اللہ کریم جلّ مجدہٗ نے آپ کو غیب کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔ غیب داں رسول ﷺ نے دنیا کے مجرمین کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے گستاخوں کے قبیح چہروں کو دکھایا ہے اور پیدا ہونے والے گستاخوں کے حلیے اور اوصاف بھی صاف بیان کیے ہیں۔ گستاخانِ مصطفیٰ ﷺ عہدِ رسالت سے لے کر آج تک مختلف ناموں سے سامنے آتے رہے۔ آج بھی دنیا میں بنام مسلم کثیر فرقے موجود ہیں، ہم ان کے ناموں سے قصداً گریز کرتے ہیں۔ ہم یہاں صرف احادیث نبویہ اور ان کے ترجمے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں، یہ آئینہ ہے حق و باطل کا، اگر ممکن ہو تو تمام فرقوں کے لوگ اپنی مذہبی فکروں کے چہرے ان آئینوں میں دیکھیں اور دل و دماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ غور کریں کہ نبی کریم ﷺ کی گستاخی کا کوئی ادنیٰ سا پہلوان کے افکار اور معمولات میں تو نہیں ہے۔ فتدبر یا اولی الأبصار.

مبارک حسین مصباحی

6- عَنْ عَلِيّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى الْخَوَارِجِ بِالنَّهْرِ : بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيّ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلَى زَيْدِ بْنِ حُصَينٍ وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَهَبٍ وَ مَنْ مَعَهُمَا مِنَ النَّاسِ. أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ ارْتَضَيْنَا حَكَمَينِ قَدْ خَالَفَا كِتَابَ اللهِ وَاتَّبَعَا هَوَاهُمَا بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللهِ فَلَمْ يَعْمَلَا بِالسنة وَلَمْ يُنْفِذَا الْقُرْآنَ حُكْمًا فَبَرِیءَ اللهُ مِنْهُمَا وَ رَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ، فَإِذَا بَلَغَكُمْ كِتَابِي هٰذَا فَأَقْبِلُوا إِلَيْنَا فَإِنَّا سَائِرُونَ إِلَى عَدُوِّنَا وَ عَدُوِّكُمْ وَ نَحْنُ عَلَى الْأَمْرِ الْأَوَّلِ الَّذِي كُنَّا عَلَيْهِ.

فَكَتَبُوا (الخوارج) إِلَيْهِ : أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ لَمْ تَغْضَبْ لِرَبِّكَ وَ إِنَّمَا غَضِبْتَ لِنَفْسِكَ فَإِنْ شَهِدْتَ عَلَى نَفْسِكَ بِالْكُفْرِ وَاسْتَقْبَلْتَ التَّوْبَةَ نَظَرْنَا فِيْمَا بِيْنَنَا وَ بَيْنَكَ وَ إِلَّا فَقَدْ نَبَذْنَاكَ عَلَى سَوَاءٍ، إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِيْنَ.فَلَمَّا قَرَأَ كِتَابَهُمْ أَيِسَ مِنْهُمْ وَرَأَى أَنْ يَدَعَهُمْ وَ يَمْضِيَ بِالنَّاسِ حَتَّى يَلْقَى أَهْلَ الشَّامِ حَتَّى يَلْقَاهُمْ.رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَالإِبْنُ الْأَثِيْرِ وَابْنُ كَثِيْرٍ.

(الحديث رقم 6 : أخرجه ابن جرير الطبري في تاريخ الأمم والملوك، 117/3، وابن الأثير في الكامل، 216/3، وابن كثير في البداية والنهاية، 287/7، و ابن الجوزي في المنتظم، 132/5)

”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خوارج کو نہروان سے خط لکھا: ”اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے: اللہ کے بندے امیر المؤمنین علی کی طرف سے زید بن حصین اور عبد اللہ بن وھب اور ان کے پیرو کاروں کے لیے۔ واضح ہو کہ یہ دو شخص جن کے فیصلہ پر ہم راضی ہوئے تھے انہوں نے کتاب اللہ کے خلاف کیا اور اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہشات کی پیروی کی۔ جب انہوں نے قرآن و سنت پر عمل نہیں کیا تو اللہ اور اللہ کا رسول اور سب اہل ایمان ان سے بری ہو گئے۔ تم لوگ اس خط کو دیکھتے ہی ہماری طرف چلے آؤ تاکہ ہم اپنے اور تمھارے دشمن کی طرف نکلیں اور ہم اب بھی اپنی اسی پہلی بات پر ہیں۔

اس خط کے جواب میں انہوں نے (یعنی خوارج نے) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا: ”واضح ہو کہ اب تمھارا غضب اللہ کے لئے نہیں ہے اس میں نفسانیت شریک ہے اب اگر تم اپنے کفر پر گواہ ہو جاؤ (یعنی کافر ہونے کا اقرار کر لو) اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائے گا ورنہ ہم نے تمھیں دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ سو جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا جوابی خط پڑھا تو ان کی طرف

mubarakmisbahi@gmail.com

سے (ہدایت کی طرف لوٹنے سے) مایوس ہو گئے لہٰذا انہیں ان کے حال پر چھوڑنے کا فیصلہ کر کے اپنے لشکر کے ساتھ اہل شام سے جا ملے۔"

7–عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِيْهِ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ حُدَيْرٍ (الخارجي) نَجَا بَعْدَ ذَلِكَ مِنْ حَرْبِ النَّهْرَوَانِ وَ بَقِيَ إِلَى أَيَامِ مُعَاوِيَةَ ﵁. ثُمَّ أَتَى إِلَى زِيَادِ بْنِ أَبِيْهِ وَ مَعَهُ مَولَى لَهُ، فَسَأَلَهُ زِيَادُ عَنْ عُثْمَانَ﵁، فَقَالَ: كُنْتُ أَوَالِي عُثْمَانَ عَلَى أَحْوَالِهِ فِي خِلَافَتِهِ سِتَّ سِنِيْنَ. ثُمَّ تَبَرَأْتُ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ لِلْأَحْدَاثِ الَّتِي أَحْدَثَهَا، وَ شَهِدَ عَلَيْهِ بِالْكُفْرِ. وَسَأَلَهُ عَنْ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ﵁ فَقَالَ: كُنْتُ أَتَوَلَّاهُ إِلَى أَنْ حَكَمَ الْحَاكِمِيْنَ، ثُمَّ تَبَرَأْتُ مِنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ، وَ شَهِدَ عَلَيْهِ بِالْكُفْرِ وَسَأَلَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ ﵁ فَسَبَّهُ سَبًّا قَبِيْحًا... فَأَمَرَ زِيَادُ بِضَرْبِ عُنُقِهِ. رَوَاهُ الشَّهَرَسْتَانِيُّ.(الحديث رقم 7 : أخرجه عبدالكريم الشهرستاني في الملل والنحل، 137/1)

"زیاد بن امیہ سے مروی ہے کہ عروہ بن حدیر (خارجی) نہروان کی جنگ سے بچ گیا اور حضرت معاویہ ﷛ کے دور تک زندہ رہا پھر وہ زیاد بن ابیہ کے پاس لایا گیا اس کے ساتھ اس کا غلام بھی تھا تو زیاد نے اس سے حضرت عثمان ﷛ کا حال دریافت کیا؟ اس نے کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر جب انہوں نے بدعتیں شروع کیں تو ان سے علاحدہ ہو گیا اس لیے کہ وہ آخر میں (نعوذ باللہ) کافر ہو گئے تھے۔ پھر حضرت علی ﷛ کا حال پوچھا؟ کہا: وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب حکم بنایا (نعوذ باللہ) کافر ہو گئے۔ اس لئے ان سے بھی علیحدہ ہو گیا۔ پھر حضرت معاویہ ﷛ کا حال دریافت کیا؟ تو انہیں اس نے سخت گالیاں دیں... پھر زیاد نے اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔"

8–عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ: أَنَّ رَجُلًا وُلِدَ لَهُ غُلَامٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخَذَ بِبَشَرَةِ وَجْهِهِ وَ دَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ قَالَ : فَنَبَتَتْ شَعَرَةٌ فِي جَبْهَتِهِ كَهَيْئَةِ الْقَوسِ وَ شَبَّ الْغُلَامُ فَلَمَّا كَانَ زَمَنَ الْخَوَارِجِ أَحَبَّهُمْ فَسَقَطَتِ الشَّعَرَةُ عَنْ جَبْهَتِهِ فَأَخَذَهُ أَبُوهُ فَقَيَدَهُ وَ حَسَبَهُ مَخَافَةَ أَنْ يَلْحَقَ بِهِمْ قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَوَعَظْنَاهُ وَ قُلْنَا لَهُ فِيمَا نَقُولُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ بَرَكَةَ دَعْوَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَدْ وَقَعَتْ عَنْ جَبْهَتِكَ فَمَا زِلْنَا بِهِ حَتَّى رَجَعَ عَنْ رَأْيِهِمْ فَرَدَّ اللهُ عَلَيْهِ الشَّعَرَةَ بَعْدُ فِي جَبْهَتِهِ وَ تَابَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شيبة.

(الحديث رقم 8 : أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 5 /456، الرقم : 23856، و ابن أبي شيبة في المصنف، 7 / 556، الرقم : 37904، والأصبهاني في دلائل النبوة، 1/ 174، الرقم : 220، والهيثمي في مجمع الزوائد، 6/243،275/10،وقال : رواه أحمد والطبراني ورجاله رجال علي ابن زيد وقد وثق، والعسقلاني في الإصابة، 5/359، الرقم : 6972)

"ابو طفیل سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے اس کے چہرے سے پکڑا اور اسے دعا دی اور اس کا یہ اثر ہوا کہ اس کی پیشانی پر خاص طور پر بال اگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ آیا تو اسے ان سے محبت ہو گئی (یعنی خوارج کا گرویدہ ہو گیا) اسی وقت وہ بال جو دست مبارک کا اثر تھے جھڑ گئے اس کے باپ نے جو یہ حال دیکھا اسے قید کر دیا کہ کہیں ان میں مل نہ جائے۔ ابو طفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس کے پاس گئے اور وعظ و نصیحت کی اور کہا دیکھو تم جب ان لوگوں کی طرف مائل ہوئے ہو تو رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جب تک اس شخص نے ان کی رائے سے رجوع نہ کیا ہم اس کے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب خوارج کی محبت اس کے دل سے نکل گئی تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس کی پیشانی میں وہ مبارک بال لوٹا دیئے پھر تو اس نے ان کے عقائد سے توبہ کی۔"

9–عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُهْمَانٍ قَالَ: كَانَتِ الْخَوَارِجُ قَدْ تَدْعُوْنِي حَتَّى كِدْتُ انْ ادْخُلَ فِيْهِمْ، فَرَاتْ اخْتُ اِبِي بِلَالٍ فِي النَّوْمِ انَّ ابَا بِلَالٍ كَلْبٌ اهْلَبُ اسْوَدُ عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. فَقَالَتْ: بِابِي انْتَ يَا ابَا بِلَالٍ مَا شَانُكَ ارَاكَ هَكَذَا؟ وَ كَانَ ابُو بِلَالٍ مِنْ رُؤُوسِ الْخَوَارِجِ....رَوَاهُ ابْنُ اِبِي شَيْبَةَ وَ ابْنُ اِبِي عَاصِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ اسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.(الحديث رقم 9 : اخرجه ابن ابي شيبة في المصنف، 555/7، الرقم : 37895، و عبد الله بن احمد في السنة، 634/2، الرقم : 1509)

"سعید بن جہمان سے مروی ہے بیان کیا کہ خوارج مجھے (اپنی طرف) دعوت دیا کرتے تھے (سو اس سے متاثر ہو کر) قریب تھا کہ میں ان

کے ساتھ شامل ہوجاتا کہ ابوبلال کی بہن نے خواب میں دیکھا کہ ابوبلال کالے لمبے بالوں والے کتوں کی شکل میں ہے اس کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔ بیان کیا کہ اس نے کہا: اے ابوبلال میرا باپ آپ پر قربان کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہی ہوں؟ اس نے کہا ہم لوگ تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنا دیئے گئے ہیں وہ ابوبلال خارجیوں کے سرداروں میں سے تھا۔‘‘

10- عَنْ اَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ: سَاَلَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي يَرْبُوعٍ، اَوْ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ. عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ عَنِ (الذَّارِيَاتِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَالنَّازِعَاتِ) اَوْ عَنْ بَعْضِهِنَّ، فَقَالَ عُمَرُ: ضَعْ عَنْ رَاسِكَ، فَاذَا لَهُ وَفْرَةٌ، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: اَمَا وَاللهِ لَوْ رَاَيْتُكَ مَحْلُوقًا لَضَرَبْتُ الَّذِي فِيْهِ عَيْنَاكَ، ثُمَّ قَالَ: ثُمَّ كَتَبَ اِلَى اَهْلِ الْبَصْرَةِ اَوْ قَالَ اِلَيْنَا. اَنْ لَا تُجَالِسُوهُ، قَالَ: فَلَوْ جَاءَ وَ نَحْنُ مِاءَةٌ تَفَرَّقْنَا. رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى الْاُمَوِيُّ وَغَيْرُهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ كَمَا قَالَ ابْنُ تَيْمِيَةَ.(الحديث رقم 10 : أخرجه ابن تيمية في الصارم المسلول، 195/1)

’’حضرت ابو عثمان نہدی بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنی یربوع یا بنی تمیم کے ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے پوچھا کہ ’الذَّارِيَاتِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَالنَّازِعَاتِ‘ کے کیا معنی ہیں؟ یا ان میں سے کسی ایک کے بارے میں پوچھا تو حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: اپنے سر سے کپڑا اتارو، جب دیکھا تو اس کے بال کانوں تک لمبے تھے۔ فرمایا: بخدا! اگر میں تمہیں سر منڈا ہوا پاتا تو تمھارا یہ سر اڑا دیتا جس میں تمھاری آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں۔ شعبی کہتے ہیں پھر حضرت عمر ﷺ نے اہل بصرہ کے نام خط لکھا یا کہا کہ ہمیں خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ آتا، ہماری تعداد ایک سو بھی ہوتی تو بھی ہم الگ الگ ہوجاتے تھے۔‘‘

11- عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ: قَالَ: فَبَيْنَمَا عُمَرُ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسًا يُغَدِّي النَّاسَ اِذَا جَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَ عِمَامَةٌ فَتَغَدَّى حَتَّى اِذَا فَرَغَ قَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، (وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا) فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: اَنْتَ هُوَ فَقَامَ اِلَيْهِ وَ حَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَجْلِدُهُ حَتَّى سَقَطَتْ عِمَامَتُهُ، فَقَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ، لَوْ وَجَدْتُكَ مَحْلُوقًا لَضَرَبْتُ رَاسَكَ. رَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوالْقَاسِمِ هِبَةُ اللهِ اللَّالَكَائِيُّ.(الحديث رقم 11: أخرجه هبة الله الالكائي في اعتقاد اهل السنة، 634/4، الرقم : 1136، والشوكاني في نيل الاوطار، 155/1، والعظيم آبادي في عون المعبود، 166/11، و ابن قدامة في المغني، 65/1، 8/9)

’’حضرت سائب بن یزید نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت عمر ﷺ لوگوں کے ساتھ بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے اسی اثنا میں ایک شخص آیا اس نے (اعلیٰ) کپڑے پہن رکھے تھے اور عمامہ باندھا ہوا تھا تو اس نے بھی دوپہر کا کھانا کھایا جب فارغ ہوا تو کہا: اے امیر المومنین (وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا) کا کیا معنی ہے؟ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: تو وہی (گستاخ رسول ﷺ) ہے۔ پھر اس کی طرف بڑھے اور اپنے بازو چڑھا کر اسے اتنے کوڑے مارے یہاں تک کہ اس کا عمامہ گر گیا۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر میں تجھے سر منڈا ہوا پاتا تو تیرا سر کاٹ دیتا۔‘‘

12- عَنْ اَبِي يَحْيَى قَالَ: سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْخَوَارِجِ وَ هُوَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ: (وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ)،(الزمر، 39 : 65)، قَالَ فَتَرَكَ سُوْرَتَهُ الَّتِي كَانَتْ فِيْهَا قَالَ: وَ قَرَاَ (فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوقِنُونَ)، (الروم، 30 : 60).رَوَاهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ.

(الحديث رقم 12 : اخرجه ابن ابي شيبة في المصنف، 554/7، الرقم : 37891)

’’ابویحیٰ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک خارجی نے صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی ’’اور فی الحقیقت آپ کی طرف (یہ) وحی کی گئی ہے اور اُن (پیغمبروں) کی طرف (بھی) جو آپ سے پہلے (مبعوث ہوئے) تھے کہ (اے انسان!) اگر تُو نے شرک کیا تو یقیناً تیرا عمل برباد ہوجائے گا اور تُو ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا‘‘ مزید بیان کیا: پھر اس سورت کو چھوڑ کر اس نے دوسری سورت کی یہ آیت پڑھ ڈالی ’’پس آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، جو لوگ یقین نہیں رکھتے کہیں آپ کو کمزور ہی نہ کردیں۔ (خوارج ان آیات قرآنی کو چن چن کر نماز میں پڑھتے تھے جن

سے بزعم خویش ان بدبختوں کے معاذ اللہ حضور ﷺ کی تنقیص شان کا کوئی شائبہ پیدا ہوتا تھا۔ یہ ان کی گستاخانہ سوچ اور بدبختی تھی)۔"

13-عَنْ اَبِي غَالِبٍ قَالَ: كُنْتُ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقٍ فَجَاءُوا بِسَبْعِيْنَ رَاسًا مِنْ رُؤُوسِ الْحُرُورِيَةِ فَنُصِبَتْ عَلَى دُرَجِ الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ اَبُو اَمَامَةَ رضي الله عنه فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ : كِلَابُ جِهَنَّمَ، شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، وَ مَنْ قَتَلُوا خَيْرُ قَتْلَى تَحْتَ السَّمَاءِ، وَ بَكَى فَنَظَرَ اِلَيَّ وَقَالَ : يَا اَبَا غَالِبٍ! اَنَّكَ مِنْ بَلَدِ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : اَعَاذَكَ، قَالَ : اَظُنُّهُ قَالَ : اَللّٰهُ مِنْهُمْ، قَالَ : تَقْرَا آلَ عِمْرَانَ؟ قُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : (مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَ اُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاوِيْلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ، وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ)، (آل عمران، 3 : 7)، قَالَ : (يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ) (آل عمران، 3 : 106)، قُلْتُ : يَا اَبَا اَمَامَةَ! اِنِّي رَاَيْتُكَ تُهْرِيْقُ عِبْرَتَكَ قَالَ : نَعَمْ، رَحْمَةً لَهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوا مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ، قَالَ : افْتَرَقَتْ بَنُو اِسْرَائِيْلَ عَلَى وَاحِدَةٍ وَ سَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَ تَزِيْدُ هَذِهِ الْاُمَّةُ فِرْقَةً وَاحِدَةً، كُلُّهَا فِي النَّارِ اِلَّا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ، عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوا وَ عَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ، وَ اِنْ تُطِيْعُوهُ تَهْتَدُوا، وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ، السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ خَيْرٌ مِنَ الْفِرْقَةِ وَالْمَعْصِيَةِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : يَا اَبَا اَمَامَةَ! اَمِنْ رَايِكَ تَقُولُ اَمْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ : اِنِّي اِذًا لَجَرِيءٌ قَالَ : بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً وَلَا مَرَّتَيْنِ حَتَّى ذَكَرَ سَبْعًا. رَوَاهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ.(الحديث رقم 13 : اخرجه ابن ابي شيبة في المصنف، 554/7، الرقم : 37892، والبيهقي في السنن الكبرى، 188/8، والطبراني في المعجم الكبير، 267/8-268، الرقم: 8034-8035، والحارث في المسند، (زوائد الهيثمي)، 716/2، الرقم : 706)

"ابوغالب سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجدِ دمشق میں تھا کہ خارجیوں کے ستر سر دمشق میں مسجد کی سیڑھیوں پر نصب کئے گئے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں اور زیر آسمان تمام مقتولوں سے بدتر ہیں اور ان کے قاتلوں سے جو شہید ہوئے وہ زیرِ آسمان تمام مقتولوں سے بہتر ہیں یہ کہا اور رو پڑے پھر میری طرف دیکھا اور پوچھا: اے ابوغالب: کیا تو اس شہر سے ہے میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے محفوظ رکھے انہوں نے کہا کیا تم سورۃ آل عمران پڑھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر یہ آیات "جس میں سے کچھ آیتیں محکم (یعنی ظاہراً بھی صاف اور واضح معنی رکھنے والی) ہیں وہی (احکام) کتاب کی بنیاد ہیں اور دوسری آیات متشابہ (یعنی معنی میں کئی احتمال اور اشتباہ رکھنے والی) ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف متشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیراثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے، اور اس کی اصل مراد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور علم میں کامل پختگی رکھنے والے" اور فرمایا: "جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے، تو جن کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ تو جو کفر تم کرتے رہے تھے سو اس کے عذاب (کا مزہ) چکھ لو۔" میں نے کہا ابوامامہ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ ان لوگوں (خوارجیوں پر ترس کھاتے ہوئے کیونکہ یہ اہل اسلام میں سے تھے۔ اور کہا: قوم بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئی تھی اور یہ امت ان سے ایک فرقہ بڑھے گی (یعنی بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی) اور سواد اعظم (جو سب سے بڑا طبقہ ہے) اس کو چھوڑ کر باقی سارے جہنم میں جائیں گے۔ وہ اس کے جواب دہ ہیں جو ذمہ داری ان پر ڈالی گئی اور تم اس کے جواب دہ ہو جو ذمہ داری تم پر ڈالی گئی اور اگر تم رسول اکرم ﷺ کی فرماں برداری کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور رسول اکرم ﷺ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہی ہے۔ اور غور سے (احکامات کو) سننا اور ان کو بجالانا تفرقہ اور نافرمانی سے بہتر ہے۔ پس (یہ سن کر) ایک شخص نے کہا: اے ابوامامہ! کیا تم اپنی طرف سے یہ باتیں کہہ رہے ہو یا ان میں سے کچھ آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنی ہیں؟ انہوں نے کہا (اگر میں اپنی طرف سے کہوں) تب تو میں بہت بڑی جسارت کرنے والا ہوں۔ نہیں بلکہ میں نے (یہ باتیں) ایک یا دو دفعہ نہیں بلکہ سات بار سنی ہیں۔" (جاری)

*****

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

حضور ﷺ کا امی ہونا، معجزہ ہے

بخدمت عالیہ حضرت مفتی صاحب قبلہ !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ذیل کے مسئلے میں کہ زید جو انگریزی زبان کا ایک سرکردہ مقرر ہے، اس نے دوران تقریر مثال دیتے ہوئے کہا کہ ”پیغمبر محمد مریم (ﷺ) پڑھے لکھے نہیں تھے اور کچھ اعلیٰ طاقت انھیں جاننے والا بنائی“، اس نے یہ بھی کہا کہ ”خود پیغمبر (ﷺ) کی سوانح ایک دستاویز ہے کہ خود سے پیغمبر (ﷺ) لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔“ اس نے اپنی تقریر میں تین بار کہا کہ ”پیغمبر محمد (ﷺ) پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ دریافت طلب امر یہ ہے: رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس کے تعلق سے ایسا قول کرنے والے پر اور جو لوگ اس کی یہ بات سننے اور جاننے کے باوجود اس سے راہ ورسم اور تعلق بنائے رکھیں، ان پر کیا حکم شرع عائد ہوتا ہے؟ قرآن وسنت اور ائمہ مجتہدین وفقہا کے اقوال کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب: ہر بات ہر جا نہیں کہی جاتی، پھر بیان کے لیے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں جن کا لحاظ ضروری ہوتا ہے ورنہ قلوب مسلمین میں وحشت پیدا ہوگی اور لوگ مضطرب ہوں گے۔

حضور سید عالم ﷺ کا ”امی“ ہونا معجزات سے ہے کہ آپ نے دنیا میں کسی سے نہ پڑھا، نہ لکھنا سیکھا لیکن کتاب وہ لائے جس کی کسی سورت اور آیت کا کوئی جواب نہیں، خود قرآن مقدس نے اس کے لیے فصحائے عرب کو چیلنج کیا لیکن وہ جواب لانے سے عاجز و قاصر رہے۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

آج کے حالات میں جب کسی کے امی ہونے، یا بے پڑھے لکھے ہونے کی بات کہی جاتی ہے تو یہ اس کے حق میں عیب ہوتا ہے کہ لوگ اسے جاہل سمجھتے ہیں، اس لیے مجمع عام میں اس طرح کے اظہار و بیان سے احتراز واجب ہے۔

علما کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایک معجزہ اور خرق عادت کے طور پر بیان واقعہ کرے جیسا کہ علمائے امت نے اپنی کتابوں میں کیا ہے تو درست وبجا ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ شان گھٹانے کے طور پر بیان کر رہا ہے تو اس کا حکم بہت سخت ہے لیکن ہمارے سامنے نہ تو مقرر کی پوری تقریر ہے، نہ ہی منقول جملے کا سیاق وسباق، نہ اس کا حال معلوم ہے اس لیے ہم کوئی سخت حکم جاری نہیں کر سکتے، اس کے لیے بڑی تحقیق و تنقیح ضروری ہوتی ہے تاہم خطیب تسکین قلب کے لیے علانیہ توبہ کر لے اور اگر اس کا دل یہ گواہی دے کہ اس نے بیان معجزہ کے طور پر نہیں، بلکہ برے قصد سے بیان کیا ہے تو علانیہ توبہ کے ساتھ تجدید اسلام بھی کرے، اس کا فیصلہ اسی کے قصد وعلم پر موقوف ہے۔

امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی المتوفی 942ھ اپنی عظیم الشان کتاب ”سبل الہدیٰ والرشاد“ میں لکھتے ہیں:

تنبيه: قال القاضي- رحمه الله-: من وصف النبي ﷺ بالأمّية أو نحوها من اليتم وما جرى عليه من الأذى، فإن قصد بذلك مقصده من التعظيم والدلالة على نبوته ﷺ ونحو ذلك كان حسنا. ومن أراد ذلك على غير وجهه وعلم منه سوء قصده لحق بما تقدم، أي بالشاب فيقتل أو يؤدّب بحسب حاله. ولهذا مزيد بيان يأتي في الخصائص أن شاء الله تعالى.

(سبل الہدیٰ والرشاد، ج:اص:335، 336، الباب الثالث فی ذکر ما وقفت...)

ہمارے علما نے بھی اس معجزے کا ذکر کیا ہے مگر بڑے ادب و احترام کے ساتھ، مثلاً صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”اور یقیناً امی ہونا آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی سے پڑھا نہیں اور کتاب وہ لائے جس میں اولین وآخرین اور غیبوں کے علوم ہیں۔“ (خازن)

خاکی و بر اوجِ عرش منزل — امی و کتاب خانہ در دل

دیگر:

امّی و دقیقہ دانِ عالم — بے سایہ و سائبانِ عالم

صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ۔

(خزائن العرفان تفسیر حاشیہ کنزالایمان، سورۃ الاعراف، آیت:157)

علماے امت نے حضور کے امّی ہونے ﷺ کے معجزات سے شمار کیا ہے جو بجاے خود بے پناہ حسنِ ادب کا مظہر ہے۔

ہم یہاں چند عبارتیں افادہ عام کے لیے نقل کرتے ہیں:

❖ ملا علی قاری شرح مشکات میں فرماتے ہیں:

("الأُمِّيّ") ، مَنْسُوْبٌ إِلى أُمّ، وَهُوَ الَّذِيْ لَا يَكْتُبُ وَلَا يَقْرَأُ الْمَكْتُوْبُ، كَأَنَّهُ عَلَى أَصْلِ وِلَادَةِ أُمِّهِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْكِتَابَةِ أَوْ نُسِبَ إِلَى أُمِّهِ لِأَنَّهُ بِمِثْلِ حَالِهَا، إِذِ الْغَالِبُ مِنْ حَالِ النِّسَاءِ عَدَمُ الْكِتَابَةِ، وَقَدْ كَانَ عَدَمُ الْكِتَابَةِ مُعْجِزَةً لِنَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ، مَعَ مَا أُوْتِيَهُ مِنَ الْعُلُوْمِ الْبَاهِرَةِ، قَالَ تَعَالَى: [وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ](العنکبوت:48).

(مرقاۃ المفاتیح، ج:2ص:748، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ)

❖ تفسیر بیضاوی میں ہے:

الأمّيّ الذی لا يكتب ولايقرأ وصفه به تنبيها على أن كمال علمه مع حاله إحدى معجزاته.(التفسیر البیضاوی، ج:3، ص:37، تفسیر سورۃ الاعراف، آیت:157)

❖ اسی میں دوسرے مقام پر ہے:

فإن ظهور هذا الكتاب الجامع لأنواع العلوم الشريفة على أمّي لم يعرف بالقراءة والتعلّم خارق للعادة، وذكر اليمين زيادة تصوير للمنفى ونفي للتجوز في الإسناد. إذًا لارتاب المبطلون أي لو كنت ممن يخط ويقرأ لقالوا لعله تعلّمه أو التقطه من كتب الأولين الأقدمين.(التفسیر البیضاوی، ج:4، ص:196، 197، تفسیر سورۃ الاعراف، آیت:157)

❖ تفسیر نسفی میں ہے:

{وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ} من قبل القرآن {مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ} خص اليمين لأن الكتابة غالبا تكون باليمين أي ما كنت قرأت كتابًا من الكتب ولا كنت كاتبًا {وَإِذًا} أي لو كان شيء من ذلك أي من التلاوة و من الخط {لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ} من أهل الكتاب وقالوا الذی نجد نعته في كتبنا أمي لا يكتب ولا يقرأ وليس به، أو لارتاب مشر كو مكة وقالوا لعله تعلّمه أو كتبه بيده وسماهم مبطلين لانكار هم نبوته وعن مجاهد و الشعبي مامات النبي ﷺ حتى كتب وقرأ.

(التفسیر النسفی، ج:2، ص:681- تفسیر سورۃ العنکبوت آیت 48)

❖ الخصائص الکبریٰ "باب اختصاصه ﷺ بتحريم الكتابة والشعر" میں ہے:

وذكر عمر بن شبّة في كتاب الكتاب له أنه ﷺ كتب بِيَدِهِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَة وأنه لم يكن يعلم الكتابة قبل ذلك وأن ذلك من معجزاته أن علم الكتاب من وقته وقال بهذا القول جماعة من المحدثين منهم أبو ذر الهروی و أبو الفتح النيسابوری و القاضي أبو الوليد اللخمی والقاضي أبو جعفر السمنانی الأصولي.

قال أبو الوليد: كان من أوكد معجزاته أنه يكتب من غير تعلم.(الخصائص الکبری، ج:2ص:408، 409 قسم المحرمات)

❖ المواہب اللدنیہ میں ہے:

وأما "الأمّی" فهو من أخص أسمائه، وقال تعالى: {مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا}، فهو تعالى يقرئه ما كتبه بيده، وما خطته أقلامه العلمية في ألواح قدسيه الأقدسية، فيغنيه بذلك عن أن يقرأ ما تكتب الخلق.(المواهب اللدنية، ج:1، ص:475، المقصد الثاني الفصل الأول في ذكر أسمائه الشريفة المنبئة عن كمال صفاته المنيفة)

❖ سبل الہدیٰ والرشاد میں ہے:

الأمّی: قال تعالى:{الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ} وهو الذي لا يحسن الكتابة، كما في الحديث: ((إنا أمة أمية لا نحسب ولا نكتب)). نسبة إلى الأم كأنه على الحالة التي ولدته أمه. وكانت الأمية في حقه ﷺ معجز وإن كانت في حق غيره ليست كذلك.

قال القاضی رحمه الله-: لأن معجزته العظمى القرآن العظيم إنما هي متعلقة بطريق المعارف والعلوم مع ما منح ﷺ وفضل به من ذلك. ووجود مثل ذلك ممن لا يقرأ ولا

يكتب ولا يدارس ولا لقّن مقتضى العجب ومنتهى العبر ومعجزة البشر، وليس فيه إذ ذاك نقيصة، إذ المطلوب من القراءة والكتابة المعروفة ليست المعارف والعلوم إلى آخر ما تقدم، وإنما هي آلة ووساطة موصلة إليها غير مرادة في نفسها ، فإذا حصلت الثمرة و المطلوب استغني عن الواسطة
(سبل الہدیٰ والرشاد، ج:1، ص:335، الباب الثالث فی ذکر ما وقفت...)

❖ شرح الشفامیں ہے:

(وقد علموا) أي جميعهم قبل ذلك أنه ﷺ أمّيّ) أي في جميع أمره (لا يقرأ ولا يكتب) أي في جميع عمره (ولا اشتغل بمدارسة أي مع العلماء.(شرح الشفا لملاعلی القاری ، ج: 1،ص : 571، فصل الوجه الرابع ما اسابه من أخبار القرون السالفه)

اسی میں ہے:

(كما قال الله تعالى) في حقه عند قوله: {فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ} (أمّيّ) أي منسوب إلى أمه يعنى كما ولد بعينه (لم يكتب) أى بيده (ولم يقرأ) أي بنظره أو مطلقا قبل بعثه (ولا عرف) أي هو ﷺ وسلم (بصحبة من هذه صفته) أي بمصاحبة أهل الدراسة والقراءة والكتابة (ولا نشأ) أي ولا انتشأ ولا تربّى (بين قوم لهم علم) أي دراية (ولا قراءة) أي رواية (بشىء من هذه الأمور) أي التي يمكن بمدارستها الاتصاف بممارستها (ولا عرف هو قبل) أي قبل بعثته ودعوى نبوته (بشيء منها) أى من أمور القراءة و الدراسة والكتابة ويروى ولا عرف هو قبل شيئا (قال الله تعالى: { وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ } أي قبل نزول القرآن (مِنْ كُتُبٍ) أي من الكتب الإلهية وغيرها { وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ }(العنكبوت: 48) أي ولا تكتبه من قبل أيضا .... والجمهور على أنه ﷺ لم يكتب.

وقيل كتب مرة واحدة وهو قول الباجى وصوبه بعضهم فإنه لا يقدح في المعجزة كونه كتب مرة واحدة بل يكون معجزة ثانية قال القرطبي في مختصره قوله في البخاري فأخذ رسول الله ﷺ الكتاب فكتب ظاهر قوى أنه ﷺ كتب بيده. وقد أنكره قوم تمسكا بقوله تعالى : {وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ} الآية ولا نكرة فيه فإن الخط المنفى عنه الخط المكتسب من التعلم

وهذا خط خارق للعادة أجراه الله تعالى على أنامل نبيه ﷺ مع بقائه أنه لا يحسن الكتابة المكتسبة وهذا زيادة في صحة نبوته انتهى.

ولا يخفى أن في قوله: وما كنت تتلوا من قبل أي من قبل نزول القرآن و حصول النبوة والرسالة إشارة إلى أنه كان ممنوعًا من القراءة والكتابة وهولا ينافي أن يعطيهما الله تعالى له بعد تحقق رسالته زيادة في الكرامة.

(شرح الشفاء ج:1، ص:730، 731، الباب الرابع فصل: ومن معجزاته الباہرة ماجمع اللہ تعالیٰ من المعارف والعلوم)

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ”سیرت المصطفیٰ“ میں فرماتے ہیں:

امی لقب: حضور اقدس ﷺ کا لقب ”امی“ ہے اس لفظ کے دو معنی ہیں، یا تو یہ ”ام القری“ کی طرف نسبت ہے۔ ام القریٰ مکہ مکرمہ کا لقب ہے۔ لہٰذا ”امی“ کے معنی مکہ مکرمہ کے رہنے والے۔ یا ”امی“ کے معنی ہیں کہ آپ نے دنیا میں کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ یہ حضور اقدس ﷺ کا بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے کہ دنیا میں کسی نے بھی آپ کو نہیں پڑھایا لکھایا۔ مگر خداوند قدوس نے آپ کو اس قدر علم عطا فرمایا کہ آپ کا سینہ اولین وآخرین کے علوم و معارف کا خزینہ بن گیا۔ اور آپ پر ایسی کتاب نازل ہوئی جس کی شان تبیان الکل شیء (ہر چیز کا روشن بیان) ہے۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

نگارِ من کہ بہ مکتب نرفت و خط نہ نوشت
بہ غمزہ سبق آموز صد مدرس شد

یعنی میرے محبوب ﷺ نہ کبھی مکتب گئے، نہ لکھنا سیکھا مگر اپنے چشم وابرو کے اشارہ سے سیکڑوں مدرسوں کو سبق پڑھایا۔

ظاہر ہے کہ جس کا استاذ اور تعلیم دینے والا خلاق عالم جل جلالہ ہو بھلا اس کو کسی اور استاد سے تعلیم حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ

ایسا امی کس لیے منت کش استاذ ہو
کیا کفایت اس کو اقراء ربك الأكرم نہیں

آپ ﷺ کے امی لقب ہونے کا حقیقی راز کیا ہے؟ اس کو تو خداوند علام الغیوب کے سوا اور کون بتا سکتا ہے؟ لیکن بظاہر اس میں چند حکمتیں اور فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

اول۔ یہ کہ تمام دنیا کو علم وحکمت سکھانے والے ﷺ ہوں اور آپ ﷺ کا استاد صرف خداوند عالم ہی ہو، کوئی انسان آپ کا استاذ نہ ہو، تاکہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ یہ تو میرا پڑھایا ہوا شاگرد ہے۔

دوم- یہ کہ کوئی شخص کبھی یہ خیال نہ کر سکے کہ فلاں آدمی حضور ﷺ کا استاد تھا تو شاید وہ حضور ﷺ سے زیاد علم والا ہوگا۔

سوم- حضور ﷺ کے بارے میں کوئی یہ وہم بھی نہ کر سکے کہ حضور ﷺ چوں کہ پڑھے لکھے آدمی تھے اس لیے انھوں نے خود ہی قرآن کی آیتوں کو اپنی طرف سے بناکر پیش کیا ہے اور قرآن انھی کا بنایا ہوا کلام ہے۔

چہارم- جب حضور ﷺ ساری دنیا کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پہلی اور پرانی کتابوں کو دیکھ کر اس قسم کی انمول اور انقلاب آفریں تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پنجم۔ اگر ﷺ کا کوئی استاد ہوتا تو آپ کو اس کی تعظیم کرنی پڑتی، حالاں کہ حضور ﷺ کو خالق کائنات نے اس لیے پیدا فرمایا تھا کہ سارا عالم آپ ﷺ کی تعظیم کرے، اس لیے حضرت حق جل شانہ نے اس کو گوارا نہیں فرمایا کہ میرا محبوب کسی کے آگے زانوے تلمذ تہ کرے اور کوئی اس کا استاد ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)۔

(سیرت مصطفی ﷺ، ص:84،86، امی لقب، دعوت اسلامی)

ان عبارات میں کس قدر ادب و احترام ہے وہ سب پر ظاہر ہے، جو اس پیرائے میں گفتگو کر سکے اس کے لیے بیان کی اجازت ہے اور جو اس پیرائے میں گفتگو نہ کر سکے وہ اس کے بیان سے لازماً بچے۔

خطیب کی تقریر کس نوع سے ہے، یہ معلوم نہیں، نہ ہی میرے سامنے اس کے منقولہ جملے کا سیاق و سباق پیش ہوا اس لیے کوئی سخت حکم جاری کرنا تو مشکل ہے تاہم خطیب پر لازم ہے کہ اس طرح کے مضامین ہرگز ہرگز مجمع عام میں نہ بیان کرے، خداے پاک اسے اس کے قصد کے مطابق صحیح توبہ کی توفیق دے اور مسلمانوں کا دل دکھانے سے باز رکھے۔

حکم شرعی کو واضح کرنے کے لیے یہ مسئلہ مجلس فقہاے محققین واکابر علما کی بارگاہ میں پیش کریں، وہ حضرات پورا خطاب سماعت فرماکر ہمارے پیش کردہ ارشادات علما کی روشنی میں جس حکمِ شرعی پر اتفاق کریں اس پر عمل کیا جائے، اس طرح کے مسائل مجلسِ علما کے ذریعے ہی فیصل ہونے چاہئیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ***

(ص:25 کا بقیہ) "اول دم أریق فی الاسلام" اسلام میں پہلا خون (حضرت سعد کے ذریعہ) بہایا گیا۔

حلیہ مبارک: حضرت سعد بن ابی وقاص پست قد، ٹھوس جسم والے اور مضبوط تھے، رنگ گندمی، لمبی لمبی انگلیاں، بڑا سر جس پر گھنگریالے بال، اور مجاہد ہونے کی وجہ سے سیاہ خضاب استعمال کیا کرتے تھے، آخری عمر میں بینائی رخصت ہوگئی تھی۔

علم وفضل اور روایتِ حدیث: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم میں بہت ارفع و اعلیٰ مقام تھا جو بھی مسئلہ سمجھ میں نہ آتا رسولِ کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کا جواب حاصل کر لیتے۔ آپ سے رسولِ کریم ﷺ کی 84 احادیث مروی ہیں، آپ سے متعدّد صحابۂ کرام اور تابعین نے روایتِ حدیث کی ہے، چند کے اسما یہ ہیں۔

صحابۂ کرام: حضرت عبداللہ بن عمر، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

تابعینِ عظام: حضرت زرین حبیش، عبد اللہ بن ظالم مازنی، ابو عثمان نہدی، ابن مسیب، قیس بن ابو حازم، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف، عروہ بن زبیر وغیرہ۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

ازواج و اولاد: حضرت سعد نے متعدّد اوقات میں متعدّد شادیاں کیں، آپ کی ازواج میں بنت الشہاب، بنت قیس بن معدی کرب، ام عامر بن عمر، ام بلال بنت ربیع، ام حکیم بنت قارظ، سلمیٰ بنت حفص، ظبیہ بنت عامر، ام حجر۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے 34 اولاد عطا فرمائیں جن میں سے 17 لڑکے اور 17 لڑکیاں تھیں۔

وفات: حضرت سعد بن ابی وقاص کی وفات مقامِ عقیق میں حضرت امیر معاویہ کے دور میں ہوئی۔ وفات کے بعد آپ کا جنازہ مدینہ منورہ لایا گیا، مروان بن حکم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ سنِ وفات کے سلسلے میں علما و مورخین کا اختلاف ہے، واقدی کے مطابق آپ کا وصال 55 ہجری میں ہوا اس وقت آپ کی عمر 70 سال سے متجاوز تھی، حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ آپ کا وصال 83 سال کی عمر میں حضرت امیر معاویہ کے دور میں ہوا۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک پرانا اونی جبہ نکال کر فرمایا کہ مجھے اس جبہ کا کفن دینا، اس لیے کہ میدانِ بدر میں اسی جبہ کو پہن کر میں نے مشرکین سے مقابلہ کیا تھا، اور اسی وقت سے میں نے اس کو اپنے کفن کے لیے محفوظ رکھا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سب سے اخیر میں آپ ہی کا وصال ہوا، سنِ وفات کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں لیکن 55ھ اور 56ھ مشہور ہے۔ (صحیح بخاری، سنن نسائی، الاصابۃ، اسد الغابۃ، ریاض النضرۃ وغیرہ) ❁❁❁❁

فکرامروز

نعت خوانی کا مروجہ طریقہ - محمود یا مذموم فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

رحمت عالم نور مجسم ﷺ کے فضائل و مناقب ، محامد ومحاسن، خصائص وشمائل، اخلاق وکردار اور تعریف وتوصیف بیان کرنے کا نام نعت ہے، خواہ نظم کی شکل میں ہو یا نثر کی شکل میں، حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا سب سے جامع ذکر قرآن کریم میں ہے، ان اوصاف جمیلہ اور خصائص حسنہ کے ذکر کا اصل مقصد بندوں کے مضمحل دل کو قرار وسکون ، مردہ جسم کو حیات و قوت، نیم فکر کو شعور وآگہی اور پژمردہ روح کو تازگی وتابندگی بخشنا ہے اور یہ اسی وقت حاصل ہوگا جب نعتِ مصطفی نعت خوانی کے اصول وآداب کے مطابق عشق ومحبت کے رنگ میں پڑھی جائے۔ نعت خواں اگر نعت خوانی کے آداب ملحوظ نہ رکھے تو یہی مجلسِ نعت تماشہ کا مرکز بن جاتا ہے اور آج عموماً یہی ہوتا ہے کہ نعت خواں نعت خوانی کے اصول اور تقاضے سے ہٹ کر اپنا ایک الگ رنگ پیش کرتا ہے جس کی وجہ سے نعت خوانی کی اصل چاشنی ضائع اور روح فنا ہو جاتی ہے اور مقصدِ نعت گوئی فوت ہو جاتا ہے۔

آج اکثر دیکھا جاتا ہے جب کوئی نعت خواں جب نعت پڑھتا ہے تو عموماً ایسا لگتا ہے کہ وہ نعت خواں نہیں بلکہ میدان جنگ کا کوئی مقدمۃ الجیش یا مجاہد ہے جو کسی جنگ کا بدلہ وصول کرنے یا جنگ لڑنے کے لیے اسٹیج پر آ گیا ہے، تیر وکمان اور تلوار کی طرح مائیک ہاتھ میں لے کر ہر چہار جانب گھومانے لگتا ہے، کبھی دائیں، کبھی بائیں، کبھی ایک جھٹکے میں آگے، کبھی پیچھے۔ نعت خوانی کا مروجہ طریقہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے اور حیرت بھی کہ کیا زمانہ آ گیا کہ پہلے سکون وقرار کے لیے محفلیں سجتی تھیں اور آج کی محفلیں تفریح وتماشہ کی آماجگاہ بن گئی ہیں۔

نعت نبی ﷺ پڑھنے کا وہی طریقہ محمود ومستحسن ہے جو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رہا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ یہ رہا کہ جب نعت نبی ﷺ پڑھتے یا سنتے تو مجلس میں ایسے ہوتے جیسے کہ سر پر پرندے بیٹھے ہوں۔ نعت نبی پڑھتے وقت یہ تصور ہونا چاہیے کہ ہم مجلس مصطفی ﷺ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور مجلس مصطفی میں بیٹھنے کے آداب یہ ہیں کہ جسم بالکل جامد اور آواز بالکل ساکت ہو، نہ چیخ وپکار ہو اور نہ افراط وتفریط۔ جس طرح نعت پاک لکھنے کے آداب ہیں، اسی طرح اس کے پڑھنے کے بھی آداب ہیں۔

ماضی قریب کے عظیم فقیہ وشاعر حسان الہند امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ نعت گوئی کے اصول وآداب میں فرماتے ہیں:

”حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے، جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں ،اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے غرض ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت پابندی ہے“۔[الملفوظ، ص:227]

نیز امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ نعت خوانی کے اصول وآداب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”حدیث شریف میں ہے کہ ”صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے سامنے ایسے بیٹھتے کان علی رؤسھم الطیر گویا ان کے سروں پر، پرندے ہیں یعنی بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی سمجھ کر سر پر آبیٹھیں ،شفا شریف میں ہے: کان مالکا اذا ذکر النبی ﷺ یتغیر لونه و ینحی حتی یصعب ذلك علی جلسائه. سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب حضور اقدس ﷺ کا ذکر پاک آتا ان کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے یہاں تک کہ حاضران مجلس کو ان کی وہ حالت دشوار گزرتی“۔(فتاویٰ رضویہ جلد نہم نصف آخر ص:81)

نعت پڑھنے کا جو طریقہ رائج ہے نعت خواں اپنے دل سے پوچھے کہ کیا ہم نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں اس طرح گھوم گھوم کر نبی کی نعت پڑھنے کو روا رکھ سکتے تھے؟ یقینا ایک عقل مند

azhar.misbahi1@gmail.com

مومن کا یہی جواب ہوگا کہ ہرگز نہیں تو پھر ابھی کیوں؟ ہمارے نبی کی ظاہری زندگی اگرچہ ہمارے سامنے نہیں ہے مگر ہمارے نبی آج بھی زندہ ہیں اور زندوں کے سامنے تکلم کا جو طریقہ روا ہو سکتا ہے وہی آج بھی جائز و مستحسن ہے۔ کیا حضور ﷺ ہماری نقل و حرکت سے واقف نہیں ہیں؟ جی ہاں واقف ہیں اور جب واقف ہیں تو نعت پڑھنے میں وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو ظاہری زندگی میں محمود و محبوب ہوتا۔

بارگاہ مصطفی ﷺ میں خراج عقیدت پیش کرنے کا یہ اصول بیان فرمایا گیا ہے کہ جس بات میں ادب کا پہلو زیادہ ہو اسی کو اختیار کرو جیسا کہ محققین فقہا و علما نے تصریح فرمائی، چناں چہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”امور تعظیم وادب میں سلف صالحین سے آج تک برابر ائمہ دین کا یہی آداب رہا کہ ورود وعدم ورود خصوصیات پر نظر نہ کی بلکہ تصریحًا قاعدۂ کلیہ بنایا:” کل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا“ ترجمہ جس بات کو نبی ﷺ کے ادب و تعظیم میں زیادہ دخل ہو وہ بہتر ہے، کما صرح به الامام المحقق علی الاطلاق فقیه النفس سید ی کمال الملة والدین محمد فی فتح القدیر وتلمیذه الشیخ رحمه الله السندی فی المسلك المتوسط واقره الفاضل القاری فی المسلك المتقسط واثره فی العالمگیریه وغیرھا۔ اور امام حجر کا قول گزرا کہ نبی ﷺ کی تعظیم ہر طرح بہتر ہے جب تک کہ الوہیت اللہ میں شریک نہ ہو اسی لیے سلفاً و خلفاً جس مسلمان نے کسی نئے طریقہ سے حضور ﷺ کا ادب کیا اس ایجاد کو علمانے اس کے مدائح میں شمار کیا، نہ یہ کہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ ٹھہرایا، یہ بلا انہیں مدعیان دین وادب میں پھیلی کہ ہر بات پر پوچھتے ہیں فلاں نے کب کیں؟ فلاں نے کب کیں؟ حالانکہ خود ہزاروں باتیں کرتے ہیں جو فلاں نے کیں، نہ فلاں نے کیں مگر یہ بھی طرفہ کہ تعظیم نبی ﷺ کے گھٹانے مٹانے کے لئے ایک حیلہ نکال کر زبان سے کہتے جائیں۔ (فتاوی رضویہ، رضا اکیڈمی ج:12، ص:87)

نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کا ذکر کرنا ہوتا تو محدثین کرام مجلس حدیث کا خوب خوب اہتمام کرتے۔ خود کو پہلے خوشبوؤں سے معطر کر لیتے، آداب ذکر رسالت کے مکمل اصول سے اپنے آپ کو سجا لیتے پھر احادیث مبارکہ کا ذکر فرماتے۔ سبحان اللہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث مقدسہ کے ذکر کی جب یہ شان ہو سکتی ہے تو جس مجلس میں خود نبی اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر ہو اس مجلس کی کیا شان ہونی چاہیے؟ مجلس ذکر حدیث مصطفی ﷺ کے آداب کیا ہیں ملاحظہ فرمائیں!

فتاوی رضویہ میں ہے:

”سیدنا امام مالک صاحب المذہب عالم المدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بآنکہ مثل سیدنا عبد اللہ بن عمرو وعبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم اتباع سلف و صحابہ کرام کا احداث میں نہایت ہی اہتمام رکھتے تھے۔ اس پر ان کے ایمان و محبت کا تقاضا ہوا کہ ادب و حدیث خوانی میں وہ باتیں علما کے نزدیک امام مالک کے فضائل جلیلہ سے ٹھہرا اور ان کی غایت ادب و محبت پر دلیل قرار پایا“۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں لکھتے ہیں:

”قال مطرف كان اذا اتی الناس مالکا خرجت الیھم جاریته فتقول لھم یقول لکم الشیخ تریدون الحدیث او المسائل فان قالوا المسائل خرج الیھم وان قالوا الحدیث دخل مغتسله و اغتسل و تطیب و لبس ثیابا جدیدة و لبس ساجة و تعمم و وضع علی راسه ردائه و تلقی له منصة فیخرج و یجلس علیھا و علیه الخشوع یتجز بالعود حتی یفرغ من حدیث رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم قال غیره ولم یکن یجلس علی تلك المنصة الا اذا حدث عن رسول الله ﷺ قال ابن ابی او یس فقیل لمالك فی ذلك فقال احب ان اعظم حدیث رسول الله ﷺ لا احدث به الا علی طهارة متمكنا“.

ترجمہ: یعنی جب لوگ مالک بن انس کے پاس علم حاصل کرنے آتے، ایک کنیز آکر پوچھتی: شیخ تم سے فرماتے ہیں: تم حدیث سیکھنے آئے ہو یا فقہ و مسائل؟ اگر انہوں نے جواب دیا: فقہ و مسائل، جب تو آپ تشریف لاتے اور اگر کہا کہ حدیث تو پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طیلسان اوڑھتے اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک پر رکھتے، ان کے لیے ایک تخت مثل عروس بچھایا جاتا، اس وقت باہر تشریف لاتے اور بنہایت خشوع اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے رہتے تھے اگر بتی سلگاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی ﷺ کی حدیث بیان کرنا ہوتی۔ حضرت سے اس کا سبب پوچھا فرمایا میں دوست رکھتا ہوں کہ حدیث رسول ﷺ کی تعظیم کروں اور میں حدیث بیان نہیں کرتا جب تک وضو کر کے خوب سکون و وقار

کے ساتھ نہ بیٹھوں۔(فتاویٰ رضویہ قدیم ج:12،ص،89،88)

نعت خوانی کا اب ایک طریقہ تو اور رائج ہو رہا ہے کہ نعت شریف کی پہلے ریکارڈنگ ہوتی ہے پھر ریکارڈنگ کے مطابق الگ الگ مقام پر فلمی انداز میں شوٹنگ ہوتی ہے جس سے ناظرین کو اندازہ ہوتا ہے کہ نعت خواں موقع پر ہی نعت پڑھتا ہے۔ویڈیو گرافی کا جواز یا عدم جواز کا مسئلہ اپنی جگہ مگر جو حضرات جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی نعت شریف اس طرح پڑھنا ممنوع و ناجائز ہوگا کہ اس سے نہ مضمحل دل کو قرار حاصل ہوگا اور نہ ایمان کو تابندگی ملے گی اور محض دنیوی مفاد کے حصول کے لیے نعت پڑھنا یقینا ناجائز و ممنوع ہے۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ نبی کونین ﷺ کے اوصاف حمیدہ کا جامع ذکر سب سے زیادہ قرآن کریم میں ہے اور قرآن کریم کو آلاتِ لہو ولعب کے ساتھ اس لیے پڑھنا منع ہے کہ یہ کلام الٰہی اور نعت نبی ہے جو دونوں کی شان کے خلاف ہے۔

مجدد دین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا محقق بریلوی فرماتے ہیں: "گراموفون سے قرآن مجید کا سننا ممنوع ہے کہ اسے لہو و لعب میں لانا بے ادبی ہے"۔

جلسے جلوس کا انعقاد کرنے والے ذمے داران کو چاہیے کہ ایسے نعت خواں کو بلائیں جو نبی اکرم ﷺ سے والہانہ عشق رکھے اور عشق و محبت میں ڈوب کر نعت پڑھے اگرچہ ان کی آواز شیریں نہ ہوں، ایسے شاعر کو ہرگز، ہرگز نہ بلائیں جو محض دل بستگی اور حصولِ دنیا کے لیے نعت نبی ﷺ پڑھے کہ اس کے عوض کچھ دینا لینا دونوں حرام و گناہ ہے، آج کل تو نعت خوانوں کی طلب و فرمائش پر بیس بیس ہزار، پچاس پچاس ہزار روپے دے کر نعت خوانوں کو بلاتے ہیں جو بلا شبہ ناجائز و گناہ ہے، اور گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لا تعاونوا علی الاثم و العدوان (گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو)۔

لہٰذا جس جلسے میں غیر مناسب شعرا کی آمد ہو یا خطیر رقم دے کر شعرا مدعو ہوں ایسے جلسوں میں عوام کو چاہیے کہ ہرگز چندہ نہ دیں ورنہ اس گناہ میں چندہ دینے والے بھی برابر کے شریک ہوں گے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں:

"اگر وعظ کہنے اور حمد و نعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بے شک اس آیۂ کریمہ کے تحت داخل ہیں اور حکم لا تشتروا بآیٰتی ثمنا قلیلا (میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ وصول کرو) کے مخالف، وہ آمدنی ان کے حق میں خبیث ہے خصوصا جب کہ ایسے حاجت مند نہ ہوں جن کو سوال کی اجازت ہے کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر و حرام مثل غصب ہے"۔

عالمگیری میں ہے:

"ماجمع السائل بالتكدی فهو خبيث"۔سائل نے کد و کاوش سے جو کچھ جمع کیا وہ ناپاک ہے۔دوسرے یہ کہ وعظ و حمد و نعت سے ان کا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطورِ خود ان کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال۔تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجت مند، اور عادتاً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے، اس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے، تو گرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورتِ اولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں جیسے درمختار میں فرمایا: الوعظ لجمع المال من ضلالة اليهود و النصاریٰ۔مال جمع کرنے کے لیے وعظ کہنا یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں سے ہے۔یہ تیسری صورت بین بین ہے اور دوم سے بہ نسبت اول کے قریب تر ہے جس طرح حج کو جائے اور تجارت کا کچھ مال بھی ساتھ لے جائے جسے ليس عليك جناح ان تبتغوا فضلا من ربكم (تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی رزق حلال) تلاش کرو۔) فرمایا، لہٰذا فتویٰ اس کے جواز پر ہے۔افتی به الفقيه ابو الليث رحمه الله تعالیٰ كما فی الخانية و الهندية و غيرهما و الذی ذكرته توفيق بين القولين، و بالله التوفيق، و الله تعالیٰ اعلم،

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فتویٰ دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے یہ دو قولوں کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم ج23،ص380/381)

اخیر میں خداے قدیر و غفور جل جلالہ و عم نوالہ کی بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو درگزر فرمائے، نعت نبی کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لیے نعت خوانی کے اصول و آداب ملحوظ رکھ کر نعت خوانی کی توفیق خیر عطا فرمائے اور مروجہ نعت خوانی کے طریقوں اور پیدا کردہ خرافات سے ہم سب کو نجات عطا فرمائے۔آمین۔☆☆☆-❋

شعاعیں

امریکا میں اسلام کی آمد

مفتی محمد قمرالحسن قادری، امریکہ

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی غیب داں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قال رسول الله ﷺ إِنَّ اللهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا."

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا ہے تو میں نے اس کے مشرق اور مغرب سب دیکھ لیا ہے میری امت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی ہے۔

یہ حدیث اسلام کی وسعت اور ہمہ گیری کو بیان کر رہی ہے مسلمان وہاں تک پہنچے گا جہاں تک کی زمین حضور ﷺ کے لیے سمیٹی گئی، حالیہ تجربات اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں، جس طرح دنیا کے اور حصے آپ کے لیے سمیٹے گئے تھے، امریکہ بھی ان میں سے ایک ہے کیوں کہ یہاں بھی حضور کے امتی موجود ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ امریکہ میں اسلام کب آیا؟ ہم اس پر ابھی تفصیلی روشنی ڈال رہے ہیں:

اسلام اپنی آفاقیت اور مقدار کے لحاظ سے دنیا میں پائی جانے والی اقوام میں سب سے زیادہ مقبول اور وسعت پزیر ہے، اس کی حیرت انگیز مقبولیت نے بہت سارے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے اور دنیا کا کوئی بھی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں اسلام نے اپنا اثر نہ چھوڑا ہو، یہ اور سی بات ہے کہ اسلام مخالف قوتیں اس کے اثر کو زائل کرنے کے لیے ہر وہ ہتھکنڈا استعمال کر رہی ہیں جس سے اسلام کا تشخص متاثر ہو، اور اس کی مقبولیت کی شرح رفتار متاثر ہوجائے۔ مگر حق بات وہی ہے جو رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ "الاسلام یعلو و لا یعلی" "اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا، چنانچہ عالمی منظر نامے میں جب اسلام کا جائزہ لیا جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی قوت وطاقت فردی حیثیت سے اور اپنی روحانی تاثیر کی حیثیت سے بھی اسلام ہی ہے۔

51 کروڑ 72 ہزار کلو میٹر کرۂ ارض پر پھیلی ہوئی آبادی آج یعنی 2022 میں تقریباً سات ارب 960 کروڑ 28 لاکھ 54 ہزار 624 افراد پر مشتمل ہے۔ 2015ء کے جائزے کے مطابق دنیا میں مسلم آبادی 1.7 بلین تھی جو پوری دنیا کی آبادی کا تقریباً 24 فیصد ہے اور آج امریکہ کی کل آبادی 30 کروڑ 2 لاکھ 84 ہزار ہے، جب کہ مسلم آبادی 30 لاکھ 45 ہزار ہے یعنی کل آبادی کا ایک اعشاریہ ایک فیصد۔

امریکہ میں اسلام کی آمد:

امریکا یعنی غیر منقسم براعظم امریکہ میں اسلام کی برکتیں کب پہنچیں، ابھی تک اس کا کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوسکا ہے، تحقیق جاری ہے لیکن یہ بات ضرور ثابت ہے کہ اسلام اس براعظم میں بہت پہلے داخل ہو چکا تھا۔ عموماً یہ بات ظاہر کی جاتی ہے کہ امریکہ کی تلاش سب سے پہلے کرسٹوفر کولمبس نے کی مگر یہ کوئی عمداً نہیں تھا بلکہ غیر ارادی تھا کہ وہ انڈیا کی تلاش میں نکلا تھا اور اس کا جہاز بحر اوقیانوس میں گردش کھاتا ہوا مغرب کی طرف بڑھتا چلا گیا اور سمندر کے درمیان اس نے خشکی دیکھی تو چیخ پڑا کہ ...زمین...زمین...یہ اس کے سفر کی پہلی زمین تھی جو عالم یاس میں نظر آئی تھی اور اس نے اس کا نام سن سلواڈور San Salvador رکھا۔ اس کا یہ بحری سفر انڈیا کی تلاش میں 3 اگست 1492ء کو شروع ہوا تھا، سلواڈور کی زمین پر وہ 12 اکتوبر 1492ء کی صبح کو پہنچا تھا، چنانچہ اس کے گمان میں یہی تھا کہ وہ انڈیا پہنچ گیا ہے مگر اس کو بتایا گیا کہ یہ انڈیا نہیں ہے۔ یہ علاقy اب کیریبین آئی لینڈ Caribbean Island کے نام سے جانے جاتے ہیں جو یو ایس اے کے مشرق میں واقع ہیں۔

1400ء میں اس اسپین کے بادشاہ کنگ فرڈینڈ اور اس کی ملکہ کوئین ازابیلا نے مسلمانوں کے آخری بادشاہ کو ملک بدر کر کے مسلمانوں کا قتل عام کرایا، جبراً مسلمانوں کو عیسائی بنایا گی، بہت سارے

لوگ اپنا مذہب بچانے کے لیے دوسرے ملکوں میں چلے گئے ،اس وقت کچھ لوگوں نے بحر اوقیانوس Atlantic Ocean کے غربی حصے کی طرف بھی رخ کیا۔

لیکن اسلامی مورخ محمد اکبر شاہ نجیب آبادی اپنی تاریخ اسلام میں 441ھ میں امریکہ میں اسلام کی آمد کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

”سنین الاسلام کا مصنف لکھتا ہے کہ 441ھ میں اندلس کے مسلمانوں میں سے بعض نے امریکہ کو دریافت کیا تھا، مگر اس کی زیادہ شہرت نہ ہوئی یہ شہرت کولمبس کی تقدیر میں لکھی تھی جو بہت دنوں بعد یعنی 897ھ/1493ء میں امریکہ پہنچا تھا۔“(تاریخ اسلام ،از: محمد اکبر شاہ نجیب آبادی، حصہ سوم صفحہ 265-264)

گویا کولمبس کے امریکا وارد ہونے سے تقریباً 456 سال قبل مسلمان اس زمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کر چکے تھے مگر مغرب اسلام کی کسی بھی ترقی کو حقارت سے دیکھنے کا عادی ہے، اسی لیے وہ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی بھی کریڈٹ کسی مسلمان کو جائے۔

کولمبس کے اس سفر کے دوران ایک مسلمان اس کی کشتی کا ملاح بھی تھا جو کہ جہاز رانی کا کام انجام دیتا تھا، وہ اس کے ساتھ یہاں آیا تھا چنانچہ اسلام ان امریکہ Islam In America نامی کتاب میں اس کو واضح کیا گیا ہے:

WE DO KNOW THAT ONE OF THE NAVIGATORS OF THE COLUMBUS SHIPS WAS A MUSLIM AND WE ALSO KNOW THAT THERE WAS A MUSLIM AMONGST THE SPANISN CONQUI-STADORS OF MEXICO.

ISLAM IN AMERICA P.4

ترجمہ: ہمیں یہ علم ہے کولمبس کے جہاز رانوں میں ایک مسلمان تھا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ میکسیکو کے ہسپانوی فاتحین میں بھی ایک مسلمان تھا۔

اس قول کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کا پہلا قدم جو امریکہ کی سرزمین پر پڑا وہ کولمبس کے جہاز کا ملاح تھا، کولمبس نے امریکہ کے تین سفر کیے 1493، 1498، 1502 میں، جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ کولمبس کے امریکہ آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے اپنے قدم سے اس دھرتی کو بابرکت بنادیا تھا کولمبس خود اپنی یاداشت میں اس کا ذکر کرتا ہے کہ: 21 اکتوبر 1492ء پیر کے روز جب اس کا بحری جہاز جبارا Gibara کے نزدیک پہنچا جو کہ کیوبا کا شمالی مشرقی ساحل ہے، تو اس نے ایک خوبصورت پہاڑ پر ایک مسجد دیکھی تھی، متعدّد مسجدوں کے کھنڈرات جن پر قرآنی آیات بھی لکھی پائی گئی ہیں، دریافت ہو چکی ہیں جیسے کیوبا، میکسیکو، ٹیکساس اور نیواڈا میں۔

اس بات کا اعتراف میاں فضل الرحمان نے اپنی تحریر میں بھی کیا ہے جو کہ امریکن اردو اخبار ”پاکستان پوسٹ“ کے ہفت روزہ ایڈیشن 19 ستمبر 2001ء کے شمارے کے آخر میں اشاعت پزیر ہوئی۔

”ہسٹری آف اسلام اینڈ دی مسلم ان امریکہ“ کے بیان کے مطابق مسلمان امریکہ میں 1178ء یعنی 573ھ میں امریکہ میں آچکے تھے، یہ وہی دور تھا جب کہ ہندوستان میں شہاب الدین غوری کا دور تھا اور مصر میں خلافت عباسیہ کی سربراہی ابوالعباس احمد بن مستضی الملقب بہ ناصر لدین اللہ کر رہا تھا، جب کہ اس کے کچھ ہی سال بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے 1187ء/583ھ میں بیت المقدس کو فتح کیا تھا۔

اس قول کی روشنی میں یہ بات پتا چلتی ہے کہ کولمبس کے امریکہ آنے سے کوئی تین 315 سال قبل مسلمان اس زمین پر قدم رکھ چکے تھے، چنانچہ اس لنک Link میں مزید تفصیلات مذکور ہیں:

”یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ مسلمان سیاح، کرسٹوفر کولمبس سے تین سو سال قبل امریکہ دریافت کر چکے تھے، مسلمان سیاح دریائے مسی سپی Mississippi River کے راستے اس براعظم کے اندر تک پہنچ چکے تھے، ان کی موجودگی کے نشانات بعض امریکی شہروں کے فن تعمیر اور خطاطی مثلاً سینٹ آگسٹین، فلوریڈا (جو کہ امریکہ کا سب سے قدیم شہر ہے) اور جزیروں کے نام مثلاً ”اسلاماڈور“ اور امریکی انڈین رسم و رواج میں ملتے ہیں۔“

پھر کچھ آگے چل کر اس لنک Link میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے:

”1178ء کے بارے میں ایک چینی دستاویز سنگ ڈاکومنٹ Sung Document میں مسلمان سیاحوں کے ”مولان پائی“ Maulan-Pi خطے کی طرف سفر کرنے کا ذکر ہے ،(مولان پائی امریکہ کا نام تھا) اس دستاویز کا ذکر بھی ”کھوتان امیرس“ The Khotan Amirs میں جو کہ 1933ء میں پبلش ہوا، موجود ہے۔

ہفت روزہ ”پاکستان پوسٹ“ نیویارک کے 19 ستمبر 2001ء

کے شمارہ میں "امریکہ میں اسلام کولمبس سے پہلے ہی داخل ہو چکا تھا" نامی مقالہ میاں فضل الرحمان نے کافی شواہد اکٹھے کیے ہیں، انھوں نے اپنے مضمون میں مغربی مفکرین اور امریکی آثار قدیمہ کے ماہرین کے نظریات کو بھی جگہ دی ہے، تحریر کرتے ہیں:

"ہوجیجی پیٹرکٹ" Hugyghe Patrict نے 1992ء میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا ٹائٹل ہے "کولمبس واز لاسٹ" (کولمبس آخری سیاح تھا)، ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک مشہور تاریخ دان اور ماہر لسانیات "لیو وائنر" Leo Weiener نے اپنی کتاب "افریقہ اینڈ دی ڈسکوری آف امریکہ" Africa & The Discovery Of America۔ "افریقہ اور امریکہ کی تلاش" میں لکھا ہے کہ کولمبس "منڈنکا" (مغربی افریقہ کے لوگ) کی نئی دنیا امریکہ میں موجودگی کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا، اسے بخوبی علم تھا کہ مغربی افریقہ کے مسلمان کریبین، وسطی جنوبی اور شمالی امریکہ میں کینیڈا تک پھیلے ہوئے تھے اور وہاں تجارت کرتے تھے۔ انھوں نے "ایری کوئز" (Iroquois) اور "الگون گن" (Algon Guin) ریڈ انڈین قبائل میں شادیاں بھی کی تھیں۔

"ڈیلاسی اولیری" (Delacy O'Leary) نے لکھا ہے کہ مسلمان بلا شک و شبہ اٹلانٹک (Atlantic) بحر اوقیانوس عبور کرنے کا سائنٹفک علم اور مہارت رکھتے تھے اور کولمبس سے سینکڑوں سال پہلے امریکہ پہنچ چکے تھے۔"

"ہسٹری آف اسلام اینڈ دی مسلم ان امریکہ" کے لنک میں مالی کے بادشاہ ابوبکیری کے سلسلہ وار امریکہ کے کئی سفر کا ذکر کیا گیا ہے۔ مذکور ہے کہ: "1310ء میں ابوبکیری مالی کے مسلمان بادشاہ نے، سلسلہ وار کئی سفر امریکہ کی طرف کیے۔ مڈینگا (mandinga) سے افریقی مسلمان خلیج میکسیکو میں پہنچے اور پھر مسی سپی دریا کے راستے اندرونی امریکہ کا سفر کیا۔"

پھر آگے چل کر درج ہے کہ:

"1513ء میں "پیری رئیس" (ترکی کپتان) نے دنیا کا پہلا نقشہ بنایا جس میں امریکہ بھی شامل تھا، نیز یہ کہ 1530ء میں 10 ملین سے زائد افریقی غلام بنا کر امریکہ لائے گئے ان میں سے تیس فیصد مسلمان تھے، ان غلاموں نے امریکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا کام کیا۔"

میاں فضل الرحمان صاحب نے "پاکستان پوسٹ" کے خصوصی شمارے میں مورخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن عمر نے (1300ء سے 1384ء) اپنی کتاب میں مالی کے مسلمانوں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے بحر ظلمات عبور کیا تھا۔ سلطان منسو کنکن موسیٰ مغربی افریقہ کی اسلامی سلطنت مالی کا مشہور شہنشاہ گزرا ہے۔ 1324ء میں حج کے لیے مکہ جاتے ہوئے اس نے قاہرہ میں مصری مملوک سلطان کے علما کو بتایا تھا کہ اس کے بھائی سلطان ابوبکیری (1285ء تا 1312ء) نے بحر اوقیانوس کی مہمات میں دو مرتبہ حصہ لیا تھا جب وہ اپنے دوسرے 1311ء کے سفر سے واپس نہ آیا تو وہ اس کی جگہ سلطان بنا تھا۔"

اس امر پر کہ کولمبس آنے سے قبل بھی مسلمان امریکہ میں وارد ہو چکے تھے، محققین نے باقاعدہ دلائل بھی پیش کیے ہیں، جیسے، زبان، لباس، طرز رہائش وغیرہ اور بہت سارے دیگر قرائن سے بھی جیسے عربی رسم الخط میں کندہ پتھروں کے نقوش، تعلیمی سرگرمیوں میں استعمال ہونے والے ذرائع نیز طریقۂ تعلیم وغیرہ۔

میاں فضل الرحمان کی تحقیق کے مطابق:

"ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ مقامی امریکن باشندوں کا لباس 1832ء تک مکمل اسلامی لباس رہا ہے، 1498ء میں کولمبس اپنے تیسرے بحری سفر ٹرینیڈاڈ میں لنگر انداز ہوا تھا، جہاں جہاز کے عملہ کے کچھ لوگ ساحل پر چلے گئے اور دیکھا کہ وہاں کے لوگ ایسے رنگ دار سوتی رومال استعمال کرتے تھے جو بالکل ایسے ہی تھے جیسے گوئینا (Guinea) میں لوگ سروں پر باندھتے تھے اور کمر کے گرد لپیٹتے تھے، وہ ان کو "المیزارس" (Almyzars) کہتے تھے، جو ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ہیں لپیٹنے والا، ڈھانپنے والا، جسے آپ ایپرن کہتے ہیں۔ یہ وہ کپڑا تھا جو "مورس" (Moors) [اسپین یا شمالی افریقہ کے لوگ] کے استعمال میں تھا اور جو مغربی افریقہ میں وئینا (Guinea) سے مراکو (مراکش)، اسپین اور پرتگال درآمد کیا جاتا تھا۔ سفر کے دوران کولمبس کو معلوم ہوا کہ ریڈ انڈین عورتیں پینٹیز اور لمبے چغے پہنتی تھیں اور مرد دھوتی کی طرح کمر کے گرد کپڑا لپیٹتے تھے جس کا رنگ اور ڈیزائن ایسا تھا جو غرناطہ میں عورتوں کی شالوں کا ہوتا تھا، کولمبس حیران تھا کہ مقامی لوگوں نے یہ شرم و حیا کہاں سے سیکھی ہے، حتیٰ بچوں کے جھولے بھی ایسے ہی تھے جیسے شمالی افریقہ میں پائے جاتے تھے۔"

ان سارے شواہد سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امریکہ میں اسلام کولمبس سے کئی صدی پہلے پہنچ چکا تھا، جیسا کی تفصیلی بحث سے

یہ واضح ہوا، مگر ایک اور تاریخی ثبوت سے جو بات ابھر کر سامنے آتی ہے وہ بہت ہی اہم اور بنیادی ہے۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد 2/14 کے صفحہ 75 پر مذکور ہے کہ:

"ایک یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اُن (سیدنا امام زین العابدین جگر گوشہ سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ) کی نسل میں ایک صاحب "امیر کا" بن علی بن حمزہ بن موسیٰ بن جعفر ہوئے ہیں جن کا زمانہ چوتھی صدی ہجری ہے، خیال ہے کہ سیاحت و سفر کرتے کرتے اِس (امریکہ کی) زمین پر لنگر انداز ہوئے، جسے امریکہ کہتے ہیں اور انھی کے نام "امیر کا" پر امریکہ (America) پڑا۔

ایسا ممکن ہوسکتا ہے، کیوں کہ امریکہ ایک گمنام اور غیر متعلق براعظم تھا، اس وقت اس کو یہ شہرت حاصل نہیں تھی اور ایک بافیض شخص کے برکات سے اس زمین کو یہ شہرت میسر آئی، تاہم دائرہ معارف اسلامیہ کی اس بات کو نہ تو کلی طور پر قبول کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کلی طور پر نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ گویا اس طرح سے امریکہ کی سرزمین پر ایک نظریہ کے مطابق مسلمانوں کی آمد 1178ء/573ھ ہے، جب کہ کولمبس کی روایت کے مطابق مسلمانوں کا پہلا قدم اس سرزمین پر تقریباً 315 سال بعد 1493ء/797ھ میں پڑا۔ لیکن دائرہ معارف اسلامیہ کے قول کے مطابق سلطان ابوبکیری کے امریکہ میں آنے سے قبل بھی چوتھی صدی ہجری میں اسلام امریکہ کی سرزمین پر پہنچ چکا تھا۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ:

اگر چہ اسلام اس سرزمین پر صدیوں سے موجود رہا، مگر یہاں کی تہذیب و تمدن نے اسلامی اثرات کو عدوم کر دیا۔ ایک قول کے مطابق مقامی امریکن باشندوں کا لباس 1832ء تک مکمل اسلامی لباس رہا ہے، گویا کہ برطانوی استعمار تک کسی نہ کسی شکل میں اسلام زندہ تھا، مگر امریکہ کی آزادی کے بعد جو آزادیٔ فکر کی ہوا چلی تو اس نے سب کچھ نگل لیا۔ اس سے یہ بھی پتا چلا کہ آزاد خیالی کا یہ دورانیہ 190 سال کا ہے جس میں اسلامی قدریں بالکل ختم ہوگئیں۔ حالاں کہ اس وقت کے مسلمان اپنے دین و اسلام کے حوالے سے بہت حساس ہوتے تھے۔

ہفتہ وار پاکستان پوسٹ نیویارک کے شمارہ 16 جون تا 22 جون 1995ء کے مطابق بقول ابراہیم ہمدانی:

سیکرامنٹو کے علاقہ میں مستقل رہنے والے تارکین وطن مسلمانوں کی آمد 1901ء سے کچھ قبل یا اس کے قریب ہوئی۔"

کچھ آگے چل کر رقم طراز ہیں کہ:

"پنجاب (پاکستان) کے مشرقی اضلاع مثلاً گڑھ شنکر وغیرہ سے 1901ء کے لگ بھگ کچھ مسلمان وینکور Vancouver کنیڈا میں بذریعہ بحری جہاز آئے، وہاں کچھ وقت قیام کیا، مگر کچھ افراد کو وہاں کا کام اور موسم پسند نہ آیا تو وہ کیلی فورنیا (یعنی یو ایس اے) چلے آئے۔"

بیسویں صدی میں جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ امریکہ میں ہوئی اس بار اس کا انداز کچھ الگ تھا، اب جو لوگ آئے وہ اپنے تشخص کو بچانے کے لیے بہت سرگرم ہوئے، اسلامی اقدار کے جو بھی ذرائع تھے انھیں عمل میں لاکر ایک عملی اسلام پیش کیا جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ مساجد کی تعمیرات، اسلامی تعلیمی اداروں کا فروغ، نیز عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر اسلامی تحریکات کو مستحکم کیا، جس سے پورے امریکہ میں بیداری کی لہر دوڑ گئی۔

اب مسلمان یہاں کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں شامل ہو رہے ہیں، حتیٰ کہ سیاست میں بھی نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ امریکہ میں یہودیوں کی کل آبادی ایک سروے کے مطابق 7.5 ملین یعنی 70 لاکھ 50 ہزار ہے، جب کہ مسلم آبادی اس تناسب سے 30 لاکھ 45 ہزار ہے۔ تاہم مسلمان اپنی پوری جد و جہد میں اسلام کو پروموٹ کرنے کے لیے لگا ہوا ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اب ماضی کی طرح مسلمان یہاں کالعدم نہیں ہوگا۔ کیوں کہ ماضی کے مقابلے حال میں بہت ساری وہ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔ اہل سنت و جماعت کی شرحِ نمو بہت تیز ہے۔ آج سے تیس سال قبل پورے ملک میں چند جگہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلسے ہوتے تھے، اب تقریباً ہر اس شہر میں اس کا اہتمام ہوتا ہے جہاں کہیں بھی مسلم خوش عقیدہ افراد پائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سارے ایسے امتیازات ہیں جیسے مسلمانوں کا اپنا خود تدفین و تکفین کا نظام اور علاحدہ قبرستان کا اہتمام وغیرہ، اس لیے اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ۔

نہ ہو مایوس اے اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اب اس وقت اسلام اپنی نشاۃ ثانیہ کے دور سے گزر رہا ہے اور امید قوی ہے کہ اب اسلام اپنی پوری آب و تاب اور نورانیت سے دلوں کو مسخر کرے گا۔ چناں چہ 11 ستمبر 2001ء کے حادثہ کے بعد جن لوگوں نے اسلام کو پڑھنا شروع کیا اور کثیر تعداد میں داخلِ اسلام ہوئے، اور آئے دن ہوتے جا رہے ہیں۔ ❊❊❊

ذکرِ جمیل

فاتح ایران حضرت سیدنا
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان جلیل الشان ہستیوں میں ہیں جنھیں عشرۂ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ اسلام کا آفتاب وادیِ مکہ میں طلوع ہوا تو اس کی کرنیں جن خوش نصیبوں کے آنگن میں سب سے پہلے پہنچیں ان میں حضرت سعید بن ابی وقاص میں بھی ہیں قرآن کریم نے انھیں سابقین اولین کے مبارک زمرے میں رکھا، انھوں نے کائنات کی سب سے معزز ومکرم ہستی حضور سیدِ عالم ﷺ کی رفاقت کی خوش نصیبی پائی اور سفر وحضر میں معیت وقربت کا شرف پایا۔

نام وکنیت: آپ کا اسمِ گرامی سعد، کنیت ابو اسحاق تھی۔

والد کا نام: مالک بن اہیب اور دوسری روایت کے مطابق مالک بن وہیب تھا، آپ کے والد اپنی کنیت ابو وقاص سے مشہور ہوئے، والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان تھا۔

سلسلۂ نسب یہ ہے: سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن نضر بن کنانہ قرشی زہری۔

قبولِ اسلام: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک 17 یا 19 سال کی ہوئی تو آپ نے توحید کی اذان سنی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ تاریخ کی کتابوں میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، چناں چہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

حضرت سعد کی بیٹی اپنے والد کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا میں تاریکی میں ہوں اور مجھے کچھ نظر نہیں آرہا ہے، اچانک میں نے دیکھا کہ چاند نکلا اور میں اس کی طرف چلنے لگا تو میں نے دیکھا مجھ سے قبل حضرت علی، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم چاند کی طرف جا رہے ہیں، میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ حضرات کب پہنچے؟ انھوں نے کہا کہ ہم بھی ابھی ابھی پہنچے ہیں۔ پھر حضرت سعد فرماتے ہیں کہ میں جب بیدار ہوا تو مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دے رہے ہیں، میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صفا کے قریب شعبِ اجیاد میں عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے، میں آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے مسلمان ہو گیا۔

حضرت سعد کو بھی دیگر صحابہ کی طرح اسلام لانے کی وجہ سے اپنوں اور غیروں کی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا، آپ کی والدہ آپ کے اسلام کی وجہ سے سخت برہم ہو گئیں اور یہ دھمکی دی کہ اگر تو نے اسلام سے روگردانی نہیں کی تو میں کھانا پینا ترک کر دوں گی اور مر جاؤں گی۔ حضرت سعد نے اپنی والدہ کی دھمکی کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا، بلکہ اسلام پر مضبوطی سے قائم رہے اور آپ نے اپنی والدہ سے کہا کہ اگر تجھے ہزار جان ملے اور تو ہر بار مر جائے پھر بھی میں اپنے دین سے ہرگز برگشتہ نہیں ہو سکتا۔ جب آپ کی والدہ نے آپ نے یہ استقامت دیکھی تو اپنی قسم سے باز آگئیں اور کھانا پینا شروع کر دیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے نبی کریم ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے سے قبل اپنے بھائی عمیر کے ساتھ مدینہ طیبہ ہجرت کی۔

غزوات میں شرکت: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ شرکت کی اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے، غزوۂ احد میں جب مسلمان مالِ غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو گئے تو کفار نے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا، اس ناگہانی حملہ سے مسلمان بے قرار ہو گئے اور افراتفری کا ماحول ہو گیا، اس وقت حضرت سعد نبی کریم ﷺ کے ساتھ موجود تھے اور دشمنوں پر تیر اندازی کر رہے تھے، بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے احد کے دن میرے لیے اپنا ترکش کھول دیا تھا اور فرمایا کہ اِرْمِ فدَاكَ أبي وأمي، یعنی اے سعد دشمنوں پر تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو سعد

بن ابی وقاص کے علاوہ کسی اور کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کرتے نہیں سنا۔ ان غزوات کے علاوہ حضرت سعد فتح مکہ اور بیعتِ رضوان میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔

حضرت سعد کا مرض اور رسول کریم ﷺ کی دعا: دس ہجری میں سرور کائنات ﷺ نے حجۃ الوداع فرمایا تو حضرت سعد بھی ہم رکاب تھے، لیکن مکہ جانے کے بعد سخت بیمار ہو گئے، جب نبی کریم ﷺ کو آپ کی بیماری کی اطلاع ملی تو عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس بیماری کی وجہ سے حضرت سعد زندگی سے مایوس ہو کر رو رہے تھے، سرکار نے پوچھا کہ اے سعد کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا: ڈر ہے اس سر زمین پر کہیں مجھے موت نہ آجائے جس سے میں ہجرت کر چکا ہوں، جیسا کہ سعد بن حولہ کی موت ہوگئی۔ سرکار نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ ایسا نہ ہوگا۔ عرض کی دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا فرمائے، تو سرکار نے اپنا دستِ مبارک میری پیشانی، چہرے اور شکم پر پھیرتے ہوئے دعا کی: اَللّٰھُمَّ اشف سعدا وأتمم ھجرته. اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور ان کے لیے ان کی ہجرت پوری فرما۔ پھر حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس مال کثیر ہے اور وارث صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی، کیا نصف صدقہ کر دوں، فرمایا نہیں، پھر عرض کی: تو کیا ایک تہائی؟ تو سرکار نے فرمایا کہ ایک تہائی کافی ہے۔ تم اپنی اولاد کو مال دار چھوڑ کر جاؤ یہ بہتر ہے اس سے کہ انھیں نادار چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، جو کچھ تم اپنوں پر خرچ کرو گے، اس پر بھی تمھیں اجر ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو، اس پر بھی تمھیں اجر ملے گا۔ عرض کی، یا رسول اللہ! کیا میں اپنی ہجرت سے پیچھے رہ جاؤں گا! فرمایا تم پیچھے بھی رہ جاؤ تو جو کچھ عمل تم رضائے الٰہی کے لیے کروگے، اس سے تمھاری رفعت و منزلت میں ہی اضافہ ہوگا اور امید ہے کہ میرے بعد تم زندہ رہوگے اور تمھاری وجہ سے بہت ساری قوموں کو نفع ہوگا اور بہتوں کو نقصان۔

نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف صادق آئی، حضرت سعد اس کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے بعد 45 سال تک آپ کو زندہ رکھا۔ پھر آپ کے ذریعہ بہت ساری فتوحات ہوئیں، ایران و عراق کے بہت سے علاقے مسلمانوں کے زیرِ نگیں ہوئے، ڈھیر ساری غنیمتیں ہاتھ آئیں، ایوانِ کسریٰ تباہ و برباد ہوا، ایرانی بادشاہت کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔

(ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں فتوحاتِ ایران و عراق تفصیل کے ساتھ رقم کی جائے گی)

حضرت سعد کی خصوصیات: صحابۂ کرام کے درمیان حضرت سعد کو متعدد خصوصیات حاصل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

❖ آپ عشرۂ مبشرہ میں تھے، جنھیں دنیا ہی میں سرکار نے جنت کی بشارت دی۔ ❖ سابقین اولین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

❖ آپ کو فارس اسلام کہا جاتا ہے۔

❖ سیدنا فاروق اعظم نے خلافت کے لیے جن حضرات کو نام زد کیا تھا اور ان کی شوریٰ بنائی تھی کہ ان چھ افراد میں سے جس پر اتفاق ہو جائے اسے خلیفہ تسلیم کر لیا جائے، نیز ان کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ خوش نصیب ہیں کہ رسول کریم ﷺ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ ان سے راضی تھے، انھی میں سے سعد بن ابی وقاص بھی ہیں۔

❖ راہِ خدا میں سب سے پہلے تیر چلانے والے حضرت سعد ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپ نے مشرکین کی سرکوبی کے لیے پہلا سریہ بھیجا تھا، اور وہ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کی قیادت میں روانہ کیا، جسے سریہ عبیدہ بن حارث کہا جاتا ہے، یہ سریہ 60 یا 80 مجاہدین پر مشتمل تھا، جن میں سارے مہاجرین صحابہ تھے، یہ قافلہ ثنیۃ المرۃ کے نشیب میں پہنچا جہاں قریش کی ایک جماعت سے سامنا ہوا، لیکن جنگ نہ ہوئی، ہاں اس میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے تیر چلایا جسے تاریخ اسلام کا پہلا تیر کہا جاتا ہے، جو اللہ کی راہ میں چلایا گیا۔

❖ حضرت سعد مستجاب الدعوات تھے، جو دعا آپ کی زبان سے نکلتی تھی بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی، اسی وجہ سے لوگ آپ کی بد دعا سے ڈرتے تھے، اس لیے کہ رسولِ کریم علیہ السلام نے آپ کے حق میں یہ دعا فرمائی تھی کہ اللھم سدد سھمه وأجب دعوته، اے اللہ سعد کے تیر کو سیدھا رکھ اور ان کی دعا کو قبول فرما۔

❖ یہ وہ خوش نصیب شخص ہیں جن کے لیے سرکار نے ارشاد فرمایا ”اِرْمِ سعد فداكَ أبي وأمي“ اے سعد تیر چلاتا جا تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

❖ آپ کو فاتح ایران کہا جاتا ہے۔

❖ آپ نے اسلام کے لیے سب سے پہلا خون بہایا، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مسلمان چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے، حضرت سعد اس دوران ایک گھاٹی میں چند صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ مشرکین کا ایک گروہ آیا اور صحابہ کو برا بھلا کہنے لگا، حضرت سعد جلال میں آگئے اور ایک شخص کو اونٹ کے داڑھ سے مار کر زخمی کر دیا، الاصابۃ میں حضرت ابن حجر فرماتے ہیں کہ.... (باقی ص:16 پر)

انوارِ حیات

حیات و خدمات

نباضِ قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری علیہ الرحمۃ

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری

بملاحظہ گرامی محبی مخلصی مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! یہ مقالہ گوجرانوالہ سے بھجوایا گیا ہے جو نباض قوم حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ اسے آپ اپنی نگرانی میں "الاشرفیہ" میں شائع فرمادیں۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

والسلام مع الاکرام۔ گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

بہترین محقق و مصنف، بلند پایہ مدرس، شیریں بیاں مقرر، بالغ نظر مفتی اور بافیض شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج پیر ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی علیہ الرحمۃ کا شمار ان چنیدہ افراد میں ہوتا ہے، جو صدیوں بعد کسی قوم کو نصیب ہوتے ہیں۔ عشق رسول کا فروغ ان کی زندگی کا مقصد اور سنت رسول ﷺ کی تبلیغ و ترویج ان کا مقدس مشن تھا۔ آپ کی ذات میں شریعت و طریقت دونوں چشمے یکجا تھے۔ آپ کی شخصیت کو علماء و مشائخ ہر دو طبقات کے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت حاصل ہے۔ بلاشبہ آپ کا شمار ان اولیائے کاملین میں ہوتا ہے، جن کے ذکر پر بمطابق حدیث شریف رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ حصولِ برکت و رحمت کے لئے آپ کی ولادت تا وصال مختصر حالات اس لئے بھی زیر نظر سطور میں قلمبند کئے جا رہے ہیں تاکہ نئی نسل ان کے نورانی حالات سے آگاہ ہو اور حیاتِ مستعار کو ان کی پیروی کرتے ہوئے باوقار بنانے میں کامیابی پائے۔

ولادت باسعادت: نباضِ قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق m جمادی الاخریٰ 1348ھ/دسمبر 1929ء میں اپنے ننھیالی گھر محلہ رنگ پورہ نزد جامع مسجد صدیقیہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے، جبکہ آپ کا آبائی علاقہ سیالکوٹ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر واقع کوٹلی لوہاراں شرقی ہے جو نہایت مردم خیز بستی ہے۔

والدین کریمین: آپ کے والدِ بزرگوار عاشقِ رسول جناب شاہ محمد اعوان تھے، جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ تہجد گزار اور نہایت پرہیزگار خاتون تھیں۔ حضرت نباضِ قوم کا نام محمد صادق انہیں کی خواہش پر رکھا گیا، آپ فرمایا کرتی تھیں کہ "میرے لاڈلے بیٹے کا نام محمد صادق ہے، ان شاء اللہ دنیا بھر میں اس کی صداقت کا ڈنکا بجے گا"۔ بوقت تہجد آپ دعا فرماتیں "یا اللہ! اپنے پیارے حبیب ﷺ کے طفیل میرے بیٹے کو عالمِ دین بنانا"۔

تعلیم و تربیت: "فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنابندی" کے مصداق آپ کے والد ماجد کا بسلسلہ ملازمت تبادلہ مرکز اہلِ سنت بریلی شریف میں ہوگیا، جہاں آپ کو جامعہ رضویہ منظر اسلام کے شعبۂ حفظ میں داخل کروا دیا گیا۔ دورانِ تعلیم مزارِ اعلیٰ حضرت کی حاضری اور شاہزادگانِ اعلیٰ حضرت کی زیارت کی سعادت حاصل رہی۔ ابھی چند پارے ہی حفظ کر پائے تھے کہ سیالکوٹ واپسی ہوگئی... چند دن کسبِ ہنر کے لئے بٹھائے گئے لیکن بریلی شریف میں علمِ دین کی جو چاشنی نصیب ہوئی تھی اس کی برکت سے خلیفۂ اعلیٰ حضرت فقیہ اعظم علامہ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کوٹلی لوہاراں مغربی حاضر ہوگئے، انہوں نے "صرف" کے چند اسباق پڑھانے کے بعد امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے زیرِ سایہ قائم جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں میں رجب المرجب 1364ھ/جولائی 1945ء میں داخل کروا دیا۔ یہاں ابتدائی کتب آپ نے مولانا مفتی آلِ حسن سنبھلی علیہ الرحمۃ سے پڑھیں، پھر عربی فارسی کی جملہ کتب مولانا علامہ محمد عبدالرشید جھنگوی

علیہ الرحمۃ سے پڑھیں۔ دورہ حدیث شریف محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ سے کرنے کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد کے پہلے جلسۂ دستارِ فضیلت کے موقع پر 15/ شعبان المعظم 1369ھ/2/ جون 1950ء کو دستارِ فضیلت اور سند فراغت سے مشرف ہوئے... یوں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے شروع ہونے والا تعلیمی سفر جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں اختتام کو پہنچا۔

بیعت و خلافت: دورانِ تعلیم حضرت نباضِ قوم نے محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی کی جامع الصفات شخصیت سے متاثر ہوکر آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ شیخِ کامل نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں سب سے پہلے خلافت سے نوازا، جس کی وجہ سے آپ کو حضور محدثِ اعظم کا خلیفۂ اوّل و نائبِ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ مزید کرم فرماتے ہوئے شجرہ مبارک کا یہ شعر بھی حضور محدثِ اعظم نے ہی تجویز فرمایا:

زینتِ صدق و صفا سے کر مجھے آراستہ
مرشدی صادق محمد باصفا کے واسطے

☆ بعدازاں شاہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ اور قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

زینت المساجد گوجرانوالہ تشریف آوری:
گوجرانوالہ کی قدیمی جامع مسجد جس کی تعمیر نو کے موقع پر امیر ملّت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے ”زینت المساجد“ نام رکھا تھا، اس کے لئے کسی قابل امام و خطیب کی تلاش میں انتظامیہ کا وفد محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوکر کسی جوہرِ قابل کا طالب ہوا... محدثِ اعظم پاکستان نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے پاسبانِ مسلکِ رضا مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی کو گوجرانوالہ جانے کا حکم فرمایا اور اپنے اکیس سالہ اس قابلِ فخر تلمیذِ ارشد کی چھوٹی عمر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”یہ مولانا محمد صادق ہیں‘ اِن کو چھوٹا نہ دیکھنا‘ کیونکہ انگوٹھی میں نگینہ چھوٹا مگر قیمتی ہوتا ہے‘ یہ آپ کو بہت کام دیں گے اور ان شاء اللہ ان کی برکت سے سنیت کا بہت چرچا ہوگا“۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ جیسے محدثِ اعظم پاکستان نے فرمایا تھا، وہ ارشاد مبارک سچ ثابت ہوا، گوجرانوالہ کے خزاں زدہ دینی ماحول میں بہار آگئی... شہر کے در و دیوار درود و سلام کی گونج اور صلوٰۃ و صیام کی مہک سے معطر و معنبر ہوگئے۔

دینی و ملّی خدمات: حضرت نباضِ قوم کی دینی و ملّی خدمات کا بیان تو بڑی تفصیل کا متقاضی ہے لیکن بطورِ نمونہ چند خدمات سپردِ قلم کی جارہی ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کی بدولت شہر کے دینی ماحول کو ایک نئی جہت ملی، جہاں کبھی اہلِ سنت کے اجتماعات نہ ہونے کے برابر تھے، وہاں گلی گلی، کوچہ کوچہ اہلِ سنت کے اجلاس نہایت بھرپور اور کامیابی کے ساتھ منعقد ہونے لگے، جہاں صرف تین سنی مساجد تھیں، وہاں آپ کی مجاہدانہ کاوشوں سے 2007ء تک یہ تعداد 1064 تک جاپہنچی۔ جلوسِ میلاد اگرچہ پہلے بھی نکالا جاتا تھا لیکن جو تنظیم اور رونق آپ کے آنے سے پیدا ہوئی، وہ پہلے کبھی نہ دیکھی گئی۔ آپ کی قیادت میں 66 سال تک جلوسِ میلاد پوری آب و تاب کے ساتھ نکلتا رہا اور ان شاء اللہ تا صبح قیامت جاری و ساری رہے گا۔ علاوہ ازیں ”جشن میلاد گھر گھر مناؤ سبھی“ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے احباب کو اپنے گھروں کو ذِکرِ رسالت سے منور کرنے کی ترغیب دی، جس کے نتیجے میں کثیر تعداد میں گھروں میں محافلِ میلاد منعقد ہوئیں اور ہو رہی ہیں... ذِکرِ مصطفیٰ کی ان بہاروں کو دیکھ کر مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا ”مولانا! آپ نے تو گوجرانوالہ میں اسلام کا چرچا فرمادیا ہے“۔

جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا قیام: گوجرانوالہ میں ایک ایسے دارالعلوم کی اشد ضرورت تھی، جہاں معیاری دینی تعلیم دی جا سکے۔ اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت نباضِ قوم علیہ الرحمۃ نے جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم قائم کیا جس کا افتتاح 14/ شوال المکرم 1374ھ/15/ اپریل 1955ء کو محدثِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ تھوڑے عرصہ بعد ہی زینت المساجد کی شرقی اور غربی دونوں جانب دارالعلوم کی دو مستقل عمارات تعمیر ہوگئیں۔ ابتدا میں درسِ نظامی کی کتب حضرت نباضِ قوم خود پڑھاتے رہے لیکن مصروفیات بڑھنے پر یہ فریضہ مدرسین کے سپرد کردیا۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے، جس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ علماؤ مشائخ، مدرسین و مفسرین، مفکرین و مناظرین، خطبا و صوفیا، مفتیانِ کرام اور صلحائے قوم شامل ہیں، جو دنیا بھر میں حضور نباضِ قوم کا علمی و روحانی فیضان تقسیم فرمارہے ہیں۔

☆ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کا نیو کیمپس ٹمبر مارکیٹ عالم چوک کے قریب زیرِ تعمیر ہے، جس کا سنگِ بنیاد 1433ھ / 2012ء میں خود حضرت نباض قوم نے رکھا۔ جامعہ کے ساتھ مسجد رضائے مصطفیٰ بھی تعمیر و تزئین کے مراحل سے گزر رہی ہے، جس کا دیدہ زیب گنبد و مینار بائی پاس روڈ پر دور ہی سے دعوتِ نظارہ دیتا ہے۔ حافظ آباد روڈ کلر آبادی میں سنی رضوی جامع مسجد اور رضائے مصطفیٰ سکول بھی عرصۂ دراز سے کام کر رہے ہیں۔

جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان:

دین کی خدمت کو مربوط و منظم انداز میں انجام دینے کے لئے جماعت رضائے مصطفیٰ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ 1375ھ/1956ء میں میدانِ عمل میں اترنے والی یہ تنظیم بریلی شریف میں اسی نام سے قائم تنظیم کا تسلسل ثابت ہوئی اور جلد ہی پاکستان بھر میں اس کی شاخیں منظم ہوگئیں۔ کراچی، اسلام آباد، لاہور، سیالکوٹ، خانیوال، نارووال اور خوشاب میں اس جماعت کے پلیٹ فارم سے مثالی دینی کام ہوا اور ہو رہا ہے، جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ اس تنظیم کے کارکنان کا مقصد نام و نمود نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ دینی کام کر کے خدا و مصطفیٰ کی رضا کا حصول ہے۔

ماهنامه رضائے مصطفیٰ: تبلیغی میدان میں لٹریچر کی اہمیت مسلمہ ہے، جس سے عقائدِ اہلِ سنت کی ترویج کے ساتھ ساتھ مخالفین کے اعتراضات کے ہاتھوں ہاتھ جواب دینا ممکن ہوتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حضور محدثِ اعظم پاکستان کی سرپرستی اور نائب محدثِ اعظم کی نگرانی میں 1376ھ/1957ء میں "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ کا اجرا عمل میں آیا، اس کے مدیر رفیقِ نباضِ قوم مولانا الحاج محمد حفیظ نیازی مقرر ہوئے، جو جلد ہی اہلِ سنت کا بین الاقوامی ترجمان کہلانے لگا۔ رکاوٹوں اور بے جا مقدمہ بازیوں کے باوجود یہ جریدہ مسلسل اشاعت کے 64ویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔

مکتبہ رضائے مصطفیٰ: سنی لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت و دستیابی کے لئے 1376ھ/1957ء ہی میں مکتبہ رضائے مصطفیٰ کا قیام عمل میں آیا، جو اب تک بفضلہ تعالیٰ سینکڑوں کتب شائع کر چکا ہے۔ مرکزی دفتر چوک دارالسلام میں ہے جبکہ ایک برانچ زینت المساجد اور دوسری برانچ مرکز رضائے مصطفیٰ عالم چوک میں قائم ہے۔

تصنیفاتِ مبارکہ: تقریر و تبلیغ، وعظ و ارشاد اور تدریس کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود تحریری میدان میں بھی زبردست خدمات انجام دیں، جنہیں ملک و بیرون ملک قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ آپ کی بیسیوں کتب میں سے چند اہم کے نام یہ ہیں: نورانی حقائق' تاریخی حقائق' روحانی حقائق' براہینِ صادق' دعوتِ عمل' مسلکِ سیدنا صدیقِ اکبر' وغیرہ۔ علاوہ ازیں مختلف عنوانات پر پچاس کے قریب آپ کے تحریر کردہ مقالات کو اشتہار کی شکل میں شائع کیا گیا، مختصر وقت اور ایک ہی نشست میں پڑھے جانے کی وجہ سے ملک و بیرون ملک یہ اشتہارات اس قدر مقبول ہوئے کہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

تحریکات میں شرکت: بے پناہ مصروفیات کے باوجود آپ نے ملکی سطح میں جاری اہلِ سنت کی مختلف تحریکات میں مجاہدانہ شرکت فرمائی۔ تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ کا کردار یادگار ہے۔ 1970ء دارالسلام ٹوبہ میں سنی کانفرنس میں آپ کی پڑھی ہوئی تاریخی نظم آج بچے بچے کی زبان پہ جاری ہے:

جاگ اُٹھے ہیں اہلِ سنت گونج اُٹھا نعرہ ہے
دور ہٹو اے دشمنِ ملّت پاکستان ہمارا ہے

☆ 1970ء کے انتخابات میں جانشینِ قطب مدینہ مولانا فضل الرحمن مدنی علیہ الرحمۃ اور پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری علیہ الرحمۃ کے اصرار پر آپ نے امیدوار بننا قبول فرمایا۔ پیپلز پارٹی کے امیدوار کے بعد سب سے زیادہ ووٹ آپ کو ملے۔

عشق و وفا کی امتحان گاہ میں: حضرت نباض قوم نے نتائج کی پرواکئے بغیر ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ پر حق بات کی، جس کی پاداش میں چھ مرتبہ مختلف مواقع پر پابند سلاسل کئے گئے لیکن حق گوئی و بے باکی کی روش میں ذرہ برابر بھی کمی آنے نہ پائی۔

حاضریٔ حرمین شریفین: نباضِ قوم کو دینی خدمات کا صلہ یہ ملا کہ عین جوانی میں والدہ محترمہ اور ہمشیرہ صاحبہ کی ہمراہی میں بذریعہ بحری جہاز حاضریٔ حرمین شریفین سے نوازے گئے۔ چار ماہ پر محیط اس مبارک سفر میں 31 روز خاص مدینہ طیبہ میں حاضری رہی۔ واپسی پر لاہور اسٹیشن پر استقبال کے لئے محدثِ اعظم پاکستان بنفسِ نفیس تشریف لائے۔ گوجرانوالہ اسٹیشن پر بھی فقید المثال استقبال ہوا۔ کچھ عرصہ بعد محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد

گوجرانوالہ تشریف لائے تو محفل کے دوران فی البدیہہ یہ اشعار منظوم فرمائے:

ہوئے جب سے حاضر ہیں روضہ پہ تیرے
جبھی سے ہیں صادق نثارِ مدینہ
کبھی گردِ کعبہ ، کبھی پیشِ روضہ
ہیں قربان مکہ ، نثارِ مدینہ

اخلاق وعادات: حضرت نباض قوم اعلیٰ اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ کی ایک ایک ادا سے عشقِ رسول کا ظہور ہوتا تھا۔ سنت رسول کی پابندی آپ کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ آپ کی پرہیزگاری ضرب المثل تھی۔ سخاوت، قناعت، عفو و درگزر، شرم و حیاء، حلم، بردباری، مہمان نوازی جیسے اوصاف آپ میں بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔ عاجزی و انکساری آپ کے اندر انتہا درجے کی تھی لیکن اس کے باوجود رُعب ودبدبہ کا عالم یہ تھا کہ بڑے بڑوں کی زبانیں آپ کے سامنے گنگ ہو جاتی تھیں۔ صاف ستھرا اور سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے، وعظ و خطاب اور نماز کے دوران نفاست سے بندھا ہوا خوب صورت عمامہ زیبِ سر ہوتا تھا، موسم سرما میں شیروانی بھی لباس میں شامل ہوتی۔ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر عربی جبہ زیبِ تن فرما لیتے۔ آواز صاف، بھاری اور شیریں اس قدر تھی کہ کانوں میں رَس گھولتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ وقت کے بہت پابند تھے۔ وعظ و تقریر کا نذرانہ طے نہیں کرتے تھے، نہ ہی دورانِ خطاب نوٹ نچھاور کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو اکثر تحفہ لے کر جاتے۔ بیمار پرسی کا اہتمام کرتے، جنازوں میں حتی المقدور شرکت فرماتے۔

علالت و سفرِ آخرت: وصال سے کوئی سات سال قبل آپ بوجہ ضعف و نقاہت صاحب فراش تھے لیکن علالت کے باوجود آپ کے چہرۂ مبارک کی نورانیت میں کوئی فرق نہ آیا۔ غذا نہ لینے کے باوجود چہرہ مبارک کی شگفتگی پر معالجین بھی حیران تھے۔ وصال سے دو سال قبل آپ کی پیشانی پر نام مبارک "محمد" بھی قلم قدرت سے تحریر ہو گیا تھا، زائرین بوقتِ زیارت ایمان میں مزید پختگی محسوس کرتے۔

☆ 18/ ذوالحجہ 1436ھ / 3/ اکتوبر 2015ء کو یومِ سیدنا عثمانِ غنی h کے موقع پر، عصر کے بعد آپ کے کمرے میں آپ ہی کی آواز میں ریکارڈ شدہ اعلیٰ حضرت کا ایمان افروز کلام:

سچی بات سکھاتے یہ ہیں... سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں

گونج رہا تھا... جب ٹیپ ریکارڈ سے یہ شعر گونجا:

نزعِ روح میں آسانی دیں... کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

تو ایک دم آپ نے آنکھیں کھولیں، خوب مسکرائے اور باآواز بلند کلمہ شریف پڑھنے لگے پھر درود شریف ان الفاظ میں پڑھا:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

یہ وہ آخری الفاظ تھے جو آپ کے مقدس ہونٹوں سے ادا ہوئے۔ یاد رہے عالم نزع میں کسی قسم کی گھبراہٹ کے کوئی آثار نہ دیکھے گئے، بلکہ درود شریف کے آخری الفاظ یا حبیب اللہ پر آنکھیں اور آواز بند ہو جانے سے ہی معلوم ہوا کہ طائر روح عالم قدس کی طرف پرواز کر گیا ہے۔ یہ مغرب کی اذاں سے قبل تقریباً پانچ بج کر چالیس منٹ کا وقت تھا... ابھی دنیاوی سورج کے غروب ہونے میں چند منٹ رہتے تھے کہ آفتابِ علم و معرفت نوّے سال ضیا پاشیوں کے بعد غروب ہو گیا اور دنیائے علم و معرفت میں اندھیرا چھا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

"صادق" کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

شب بھر نورانی چہرے کے دیدار کا سلسلہ اگلے روز تقریباً گیارہ بجے تک بلا روک ٹوک جاری رہا۔ پھر جسد مبارک کو غسل دیا گیا۔ غسل و کفن کا سامان دربار حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ سے بھیجا گیا تھا۔ کفن کے اوپر آپ کے استاذ و مرشد محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ الرحمۃ کے دربار شریف سے لائی گئی چادر اوڑھائی گئی۔ نماز ظہر کے بعد اس عاشق صادق کی چارپائی کو لمبے بانس باندھ کر برستی آنکھوں اور دلدوز آہوں کے درمیان کاندھوں پر اٹھا کر جناح اسٹیڈیم لے جایا گیا۔ گل پاشی کا سلسلہ راستہ بھر جاری رہا۔ مختلف چوکوں پر جنازے کے جلوس کا پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ جناح اسٹیڈیم اور اس کے ارد گرد تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ گوجرانوالہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ عالمی مبلغ اسلام مفتی محمد عباس رضوی کی اقتدا میں پڑھا گیا، جس میں مقتدر علما و مشائخ اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ نمازِ مغرب سے کچھ دیر قبل ولی کامل کو مرکز اہلِ سنت زینت المساجد کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔ انتقال کو چوبیس گھنٹے گزر جانے کے باوجود حضرت صاحب قبلہ کا نورانی چہرہ گلاب کی مانند تروتازہ تھا۔

حضرت نباضِ قوم، اکابرین و معاصرین کی نظر میں:

حضرت نباضِ قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی علیہ الرحمۃ نے ایسے مجاہدانہ انداز میں دین کی خدمت کی کہ خلقِ خدا جھوم اُٹھی اور دل

کی گہرائیوں سے آپ کی خدمات کی معترف ہوئی، یہاں نہایت اختصار کے ساتھ چند تاثرات پیش کئے جا رہے ہیں، جو تفصیل چاہیں وہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ (ذوالحجہ 1437ھ/ستمبر 2016ء) میں "نذرانۂ اہلِ دانش بحضور ولی کامل" کے عنوان سے راقم الحروف کا مضمون ملاحظہ فرمائیں، جس میں حضرت نباضِ قوم کے بارے میں اکابرین، معاصرین کے ساتھ ساتھ اعترافِ حقیقت پر مشتمل مخالفین کی آراء بھی درج کی گئی ہیں:

☆مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نے وقت کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے خدماتِ دینیہ انجام دینے پر آپ کو "نباضِ قوم" کا خوبصورت لقب عنایت فرمایا۔

☆قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی نے آپ کے تقویٰ و طہارت کا تذکرہ فرمایا۔

☆ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی نے آپ کو اپنے گھر کا فرد شمار فرمایا

☆شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی نے آپ کو اہلِ سنت کا شیر قرار دیا۔

☆مفسر قرآن مفتی احمد یار خاں نعیمی نے فرمایا کہ "قرآنِ پاک میں جن صادقین کی معیت اختیار کرنے کا حکم ہے، دورِ حاضر میں وہ مولانا محمد صادق ہیں"۔

☆ شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی نے آپ کو منصب دیکھے بغیر حق گوئی کرنے والا قرار دیا۔

☆مولانا ابوالکلام سید فیض الحسن نے فرمایا کہ "وہ ہمارے شرعی لباس سے گرد جھاڑتے ہیں"۔

اب چند معاصرین کی آراء فقط نام اور ان کے ارشاد فرمودہ چند الفاظ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں:

☆مولانا شاہ احمد نورانی: ہم سب کے لئے واجب الاحترام عالم دین... ☆مولانا عبد الستار خاں نیازی: سچے عاشق رسول، عالم باعمل... ☆ مفتی اختر رضا خاں الازہری: مسلکِ اعلیٰ حضرت کے صحیح اور بے لوث ترجمان... ☆علامہ فیض احمد اویسی: امام احمد رضا کی تحقیق کی پاسبانی، انہی کا خاصہ... ☆ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی: اللہ تعالیٰ نے انہیں نصف صدی سے زائد خدمتِ دین کی سعادت نصیب فرمائی اور عزت بخشی... ☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: حق وصداقت کے شمشیرِ برہنہ... ☆سید ہاشمی میاں: احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا خوگر اور تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتیٔ اعظم کا مظہر... ☆ مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی: نعمت غیر مترقبہ... ☆ مولانا پیر علاؤ الدین صدیقی: سنیت کا بھرم اور مسافرانِ راہ حق کے لئے رہنمائے وصال... ☆علامہ الحاج منیر احمد یوسفی: قدآور، بارعب اور پُروقار شخصیت جو بے خوف و خطر حق گوئی کا اعزاز رکھتے ہیں...

جمال الاولیا، استاذ العلما، بدر الفضلاء، مرجع الفقہاء علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری کی خدماتِ دینیہ کے اعتراف کا یہ پہلو بھی قابلِ تحسین ہے کہ حیاتِ ظاہری میں ہی آپ کی متعدد سوانح حیات شائع ہو چکی تھیں، جن میں دیرینہ رفیق الحاج محمد حفیظ نیازی کی تحریر کردہ ساڑھے پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل "فیضان صادق" بڑے خاصے کی چیز ہے۔ وصال کے بعد بھی متعدد کتب شائع ہوئی اور ہو رہی ہیں۔ راقم الحروف نے بھی "انوارِ صادق" کے نام سے 48 صفحات پر مشتمل از ولادت تا وصال مختصر تذکرہ مرتب کیا جو بارہا شائع ہو کر ملک و بیرون ملک ہزاروں کی تعداد میں پہنچا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ دنیاداروں کا تذکرہ مٹتا چلا جاتا ہے اور اللہ والوں کا تذکرہ و چرچا دن بدن بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو اللہ والے تا عمر اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے ذکر میں مصروف و مشغول رہے اور اب "فاذکرونی اذکرکم" کے وعدۂ الٰہی کے تحت تا قیامت اُن کا چرچا ہوتا رہے گا۔

باقیاتِ صالحات: حضرت نباضِ قوم کے صاحب زادگان والا شان، مولانا علامہ الحاج محمد داؤد رضوی اور مولانا علامہ الحاج محمد رؤف رضوی بفضلہ تعالیٰ پابندِ شریعت و سنت اور سراپا اخلاص و مروّت ہیں اور اپنے والدِ بزرگوار کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے کمربستہ ہیں۔ آپ کے روحانی فرزندوں یعنی مریدوں کی تعداد ہزاروں میں ہے جبکہ خلفا کی تعداد بھی چالیس کے لگ بھگ ہے۔

عرسِ مقدس: آپ کا مزار شریف مرجع خلائق ہے، جہاں ہر سال 17، 18 ذوالحجہ کو آپ کا عرس مبارک فیض بخشِ عام ہوتا ہے، جس میں ہزاروں کی تعداد میں احباب شرکت کرتے ہیں جبکہ ہر چاند کی اٹھارہ تاریخ کو ماہانہ ختم شریف ہوتا ہے جس میں سینکڑوں افراد شرکت کی سعادت پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کے مزار شریف پر کروڑوں رحمتوں کی برسات فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ آمین۔

سفرنامہ

پانچویں قسط

سفرنامۂ عرب

خالد ایوب مصباحی شیرانی

7اپریل جمعرات کو ہم قبل افطار مکہ مکرمہ سے جدہ پہنچے اور 10 اپریل تک یہیں قیام رہا۔ کرم فرما خلیل خان نے ہمارے انتظام میں تمام شیرانی بھائیوں کی افطار پارٹی رکھی تھی، جس کی بدولت ہماری تمام بھائیوں سے یکجا ملاقات ہوگئی۔

ہم نے یہ پایا کہ خلیل خان عرف کے کے صاحب کا یہاں مقیم ہمارے بھائیوں پر قائدانہ سا اثر ہے۔ سب کو محبت کے ساتھ مربوط رکھنا، سب کا خیال رکھنا، سب سے یاری دوستی نبھانا اور پردیس میں اپنائیت کا احساس دلانا جسیم بدن کے باوجود متحرک کردار والے اس انسانیت دوست کی پہچان تھی۔

جدہ کے متعلق یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ ہمارے حاجیوں کی جائے نزول بھی ہے اور مکہ مکرمہ کا ایرپورٹ بھی۔ ہاں یہ بتایا جانا چاہیے کہ جس طرح جدہ میں حاجیوں کے قافلے اترتے ہیں، اسی طرح وہاں تاجروں کا بھی ورود ہوتا ہے۔ پرانے انداز کا نیا شہر جو جدید اور قدیم دونوں رنگتوں کا بھرپور مزہ دے۔

کے کے صاحب کے جسم کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ متحرک کردار کے حامل ہوں گے لیکن جب اٹھاؤ، بھرپور جوش کے ساتھ اٹھتے ہیں اور جتنا کوئی نحیف بدن نہیں چل پاتا، اس سے زیادہ ایکٹیو ہو کر چلتے ہیں، نہ خود تھکتے ہیں، نہ اپنے ساتھیوں کو تھکنے دیتے ہیں۔

ہمیں اپنی پوری ٹیم کے ساتھ بن لادن کیمپ لے گئے، جہاں ہمارے کئی عزیز رہتے ہیں۔ یہ کیمپ کیا ہے؟ عام طور پر عرب بھر میں پائی جانے والی پردیسیوں کی نئی بستی ہے۔ دو دو تین تین منزلہ عارضی رہائش گاہیں جو فائبر کے چھپروں سے بنائی گئی ہیں، سستے داموں میں ایک مدت تک کام نکال دیتی ہیں اور پھر بھی نقل و حمل کی پوری گنجائش رہتی ہے۔

شہر کا چکر لگاتے ہوئے ہمارا گزر شاہی ایرپورٹ سے بھی ہوا۔ ہمیں پتہ چلا کہ ایسے ایرپورٹ ہر بڑے شہر میں بنائے گئے ہیں، جن کا واحد استعمال کبھی کبھی اس شہر میں بادشاہ سلامت کا نزول اجلال ہوتا ہے۔

جدہ کا ٹھیک ٹھاک حصہ سمندر کو ٹچ کرتا ہے۔ یہیں کنارے پر بادشاہ کا شاہی محل بنا ہوا ہے، جس پر تبصرے کی ضرورت نہیں۔

محل سے متصل سمندر کے اندر فوارہ نما پانی کا مینار سا بنایا گیا ہے، جس پر مسلسل مینار کی طرح پانی چڑھتا اور اترتا رہتا ہے۔ اس مینار آب کو ہم نے رات میں بہت دور سے چمکتا دیکھا، اگر کے کے صاحب نے اس کی درج بالا تفصیل نہ بتائی ہوتی تو ہمیں بھی بنا قریب گئے محض ایک خوب صورت روشنی کا گمان رہتا۔

سمندر کے کنارے پر ایک نہایت خوب صورت ہوٹل بنایا گیا ہے، جس کے نیچے سمندر کا پانی گزرتا ہے اور جنت تجری تحتھا الانھار کا نقشہ پیش کرتا ہے۔

حکومت عرب جدہ شہر کی غیر معمولی توسیع اور تحسین چاہتی ہے، جس کے لیے ایک بڑے جگر گردے والا کام یہ کیا گیا ہے کہ قدیم شہر کی گھنی آبادی والے اندرونی حصے کے کئی کلومیٹر ایریا کو ملبے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ کو جدہ پروجیکٹ کے نام سے جانا جاتا ہے، اس کی مکمل شکل تو آنے والا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گا، البتہ ہم نے جو ملبہ دیکھا تو سریوں کے انبار سے ایسا لگا جیسے کھیتوں میں درختوں کی چھنگائی کے بعد لکڑیوں کے بڑے بڑے ڈھیر پڑے ہیں۔ کہیں دور تک صاف سپاٹ میدان پڑا ہے، کسی کونے پر سریوں کے آڑے ترچھے ڈھیر ہیں اور کہیں اینٹ گارے کا ٹوٹا بکھرا چورن ہے۔ اس توڑے ہوئے حصے کے علاوہ اطراف و جوانب کا خاصا علاقہ تھا، جس کی شکست و ریخت ابھی باقی ہے، بجلی کنکشن کاٹ دیے گئے ہیں اور ایک ویرانی سی چھائی ہوئی تھی۔ ہم نے ان اندھیری کالونیوں کو غور سے دیکھا تو ترس آنے لگا۔ کچھ بلڈنگیں ایسی تھیں، جن کی تازگی دور سے صاف ہویدا تھی۔

میلوں کو محیط اس پرانے شہر کو ایک فیصلے پر یوں اتھل پتھل کر دینے کی ہمت عرب حکمرانوں کی ہی ہو سکتی ہے اور اس کے لیے سچ

مچ بڑا کلیجہ چاہیے۔

جدہ میں گھومتے ہوئے، ہمارا گزر ایک مسجد سے متّصل اس قتل گاہ سے بھی ہوا، جہاں غیرت مند عرب میں قتل کی سزا کے لائق لوگوں کو جلادوں کے ہاتھوں بر سر بازار ان کے آخری بھیانک انجام تک پہنچایا جاتا تھا۔

اس سے کچھ آگے چل کر ہم نے وہ مقفل احاطہ بھی دیکھا جو دنیا کی پہلی خاتون اور ہم سب کی ماں حضرت سیدہ حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آخری آرام گاہ ہے۔ مقفل ہونے کی وجہ سے پس دیوار سے ہی فاتحہ پڑھنا مجبوری رہی۔

جدہ کا انڈسٹریل ایریا خاصا پھیلاؤ رکھتا ہے جبکہ جدہ کا عمومی رنگ شہر بمبئی کی طرح ہے، گھنی آبادی اور ایک حد تک آج کے عرب کی بو نہ دینے والا پرانے طرز کا پرانا سا شہر۔

جدہ میں ہمارے لیے سب سے زیادہ خوش گوار لمحہ وہ تھا جب ہماری ملاقات بشارت بھائی صدیقی اشرفی حیدر آبادی سے ان کے فلیٹ پر ہوئی۔ عرب میں ورود کے ساتھ ہی ہم دونوں وہاٹس ایپ کے ذریعے رابطے میں تھے اور ملاقات پلان کر رہے تھے، جو آخر ایک شام کی علمی افطاری پر مکمل ہوئی۔

بشارت بھائی سے کوئی سات سالوں سے رابطہ ہے، جب ماہ نامہ احساس کا دور تھا اور جامعہ اشرفیہ کے شعبۂ تربیت تدریس سے وابستگی۔ بشارت بھائی کے مطابق ان کے لیے ہمارے تعارف کا ذریعہ رسالے کی ندرت اور ہندی زبان رہی۔ ان کا ماننا ہے کہ ہندی زبان میں اسلامیات پر خاصا کام ہونا چاہیے، جو نہیں ہو سکا، آپ نے ماہ نامہ احساس کے ذریعے اس خلا کو پر کرنے کی کوشش کی اور اس پر رسالہ کا معیار سہا گہ۔

بشارت بھائی کے احساس کو سلام کرنے کو جی چاہتا تھا، جو گفتگو گفتگو میں حافظ اشرف اور خلیل خان صاحبان کے سامنے ہماری فکر کو لفظوں کا پیرہن دیتے جا رہے تھے۔

اس نیت سے کہ ممکن ہے ہم خیال احباب مل جائیں مناسب لگتا ہے کہ ہم یہاں اپنی فکر رو ئیں۔ ہندی وہ بھارتی زبان ہے جو مہاراشٹر، گجرات، اتر پردیش، بہار، جھارکھنڈ، راجستھان، اڑیسہ، دہلی، پنجاب، ہریانہ ہماچل پردیش، اتراکھنڈ، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ وغیرہ کوئی آدھم آدھ بھارت کی ترجمان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس ناحیہ سے کہ گجرات اور مہاراشٹر وغیرہ جہاں وہاں کی علاقائی زبان ہی بول چال اور تعلیم کی زبان ہے، وہاں بھی ہندی کو سمجھا جاتا ہے۔ ایسے میں ایک ایسی زبان جو ملک کی اتنی بڑی آبادی کی دعوتی ترجمان ہو، کیا اس میں اسلامیات پر خاطر خواہ ذخیرہ نہیں ہونا چاہیے؟

شاید حساس قارئین کو یہ سن کر دھچکا لگے کہ عام اسلامی لٹریچر اور کتب حدیث وفقہ کو چھوڑیے صرف ترجمے کی حد تک دیکھا جائے تب بھی کلام الٰہی قرآن مجید کا بھی جماعتی سطح پر کلام الرحمن نامی صرف ایک ترجمہ ہے، جو آل رسول حضرت سید حسنین میاں نظمی مارہروی علیہ الرحمہ نے کیا اور بس۔ جبکہ اس علمی پروجیکٹ کا قابل غور پہلو یہ ہے کہ چوں کہ ہندی لے دے کر بھارت کے انھی علاقوں کی زبان ہے اس لیے اس میں اسلامیات پر جو کام ہو سکتا ہے، بہر صورت اسی علاقے میں ہو سکتا ہے، کیوں کہ نہ یہ انگریزی کی طرح عالمی زبان ہے کہ اسلامی جگت میں کہیں بھی کام ہونے کی گنجائش ہو اور نہ اردو کی ہی طرح قدرے وسیع کہ پاکستان جیسے ملکوں میں بھی کام ہو سکے۔

الحمد للہ رب العالمین ادارہ قرآن کے پاس ہندی میں اسلامیات پر لمبے چوڑے کام کا پروجیکٹ تیار ہے، خواہش مند/درد مند/ضرورت مند/حوصلہ مند/رضا کار رابطہ کر سکتے ہیں۔

افطار سے قبل افطار کی پر تکلف تیاریوں کے ساتھ شدہ شدہ رسمی گفتگو ہوتی رہی اور بعد افطار وہ مستقل علمی بزم سجی کہ یاد رہے گی۔

بشارت بھائی نہ باضابطہ روایتی عالم دین ہیں اور نہ مدرسوں میں دو دن گزارے لیکن بفضلہ تعالیٰ وہ گہرا علمی ذوق، شوق، لگن، مطالعہ اور فکر پائی ہے کہ دوران گفتگو خاصے پڑھے لکھوں کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیں بالکل ٹھیک اس فقہی قضیے کا مجسم جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں لکھا ہے:

سند کوئی چیز نہیں، بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنھوں نے سند نہ لی، ان کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہیے... مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس وتدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علمائے کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا، فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدر جہا زائد تھے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23)

خود نے اپنے احوال ذکر کرتے ہوئے بتایا: جب میں انٹر میں تھا، تبھی میرے کتابی شوق کا حال یہ تھا کہ اپنی پاکٹ منی سے کتابیں

چھپاتا تھا۔

بشارت بھائی کے مرشد طریقت اور میرے مرشد اجازت حضرت شیخ الاسلام سید مدنی میاں ان کے متعلق فرماتے ہیں: بشارت جناتی آدمی ہے جانے کہاں سے نسخے تلاش کر نکالتا ہے، کن کن سے کام کروالیتا ہے اور کیسا کیسا سخت ترین کام بھی کر گزرتا ہے۔ اگر ہم بشارت کو جنات نہ بھی کہیں تو ان جناتی خوبیوں کو ان کے اندر ضرور مانتے ہیں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کے ان علمی کاموں میں خوب برکتیں ارزاں فرمائی ہیں۔ جیسے ان کی بلند فکری اور اخلاص ہے کہ وہ پرانے اور نام دار ارباب قلم سے زیادہ نئی علمی صلاحیتوں کو میدان فراہم کرنے کا مزاج رکھتے ہیں اور انھیں غیر شعوری تربیت دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے ان علمی کاموں کے پیچھے تقریباً نوجوان نسل ہے، ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے تعلقات میں بھی غیر معمولی برکتیں عطا فرمائی ہیں۔ ہندو پاک کا شاید ہی کوئی مشہور قلمی چہرہ ایسا ہوگا، جو ان کے نام و کام سے براہ راست متعارف، متاثر اور وابستہ نہ ہو اور عاجزی یہ ہے کہ ان تعلقات کو نبھانے کی پہل بشارت بھائی کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ اردو کے علاوہ عربی اور انگریزی دنیا کے عالمی اکیڈمک ارباب علم وقلم سے گہرے مراسم ان اردو تعلقات پر مستزاد۔

بشارت بھائی کی وہ خوبی جو ان اشاعتی کاموں میں انھیں سب سے ممتاز کرتی ہے، یہ ہے کہ وہ یہ پورا کام اپنے ذاتی پیسوں سے کرتے ہیں اور اپنی جاب کے بعد باقی اوقات اسی میں لگے رہتے ہیں۔

سن 2007 میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر انگریزی میں دار الاسلام فاؤنڈیشن کے تحت بشارت بھائی کی پہلی کتاب شائع ہوئی اور 2010 میں ادارہ اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن قائم ہوا، جس کے تحت اردو کتابیں شائع ہوتی ہیں۔ اس وقت سے جو پاکیزہ سلسلہ چلا، اس کے تحت اب تک ان کی کوششوں سے 100 سے زائد اسلاف کرام کی کتابوں اور رسالوں کے عربی سے اردو میں ترجمے کیے جا چکے ہیں۔ ان کی تحریک پر 40 سے زائد نئی اربعینات تیار کی جا چکی ہیں اور 20 سے زیادہ اربعینات کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ 100 سے زیادہ اردو اور 20 سے زیادہ انگریزی کتابیں اور رسالے شائع کر چکے ہیں جبکہ انگریزی میں جن کتب و رسائل کا ترجمہ ہوا ہے، ان کی تعداد بھی 100 سے زائد ہے، جن میں مسند امام اعظم ابو حنیفہ سب سے اہم قرار دی جا سکتی ہے۔

پہلے سر کھپا کے اپنے ذاتی ذوق سے یہ تلاش کرنا کہ کس موضوع پر کام کروایا جانا چاہیے؟ یا کس کتاب کا ترجمہ کیا جانا چاہیے؟ یا ترجمہ ہونا ہے تو اردو میں ہونا چاہیے یا انگریزی میں؟ کتاب لکھی جانی چاہیے تو کس نوعیت کی؟ موضوع کے انتخاب کے بعد اس کی مکمل خاکہ نگاری، اس کے بعد اس کے لیے مناسب فرد کا تعین، اس تعین کے بعد منتخب فرد کی مکمل علمی اور قلمی معاونت، کام کی تکمیل کے بعد حسب ضرورت کتاب کی ٹائپنگ اور مکمل پروف ریڈنگ۔ 380 کتابوں کی تحریک/ تالیف/ تخریج/ تجدید/ تحقیق/ ترجمہ/ تحشیہ وغیرہ کے یہ چار سطروں میں ذکر کردہ 35/سالہ حیدر آبادی نوجوان بشارت صدیقی کے وہ جاں کاہ کام ہیں، جو پچھلے 15/سالوں سے تقریباً بنا تکان جاری ہیں اور جن کاموں کے تسلسل کا ایک بڑا حصہ ہنوز عزم و راز ہے۔

ان تفصیلات سے اہل علم نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ سچ مچ بشارت بھائی کے کام جناتی ہیں۔ جن کاموں کے لیے کبھی کبھار زندگیاں ناکافی ہوتی ہیں، وہ یہ کر چکے ہیں یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک بڑے ادارے کے کام بشارت بھائی کا اخلاص تن تنہا کر رہا ہے۔

بشارت بھائی نے پہلے سے ملاقات کے لیے کتابیں سجا رکھی تھیں، افطار کے بعد ان کا ڈھیر لے آئے۔ اتنی گنجائش نہ تھی کہ کسی ایک کتاب کا بھی تفصیل سے مطالعہ کیا جا سکے، اس لیے سرورق دیکھتے اور ایک کتاب کی تین چار جگہوں سے ورق گردانی کرتے ہوئے بھی جب عشا کا وقت ہو چلا تو مجبوری تھی کہ اپنے رفقا کا خیال رکھتے ہوئے چلا جائے اور بشارت بھائی کو الوداعی سلام کیا جائے۔

اس بات کا افسوس رہے گا کہ دونوں کی شدید خواہشوں کے باوجود اس شہر میں دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی البتہ بشارت بھائی سے سنجیدہ اور علمی ملاقات کا اختتامیہ ہمارے کے کے صاحب کے اس غائبانہ جملے پر کتنا دل چسپ ہوا، کے کے صاحب جب سگریٹ پی پلا کر اور انتظار کرتے کرتے تھک گئے تو سیڑھیوں سے اترنے کے بعد حافظ صاحب سے مارواڑی میں کہنے لگے: اے مولصاب گیلا (پاگل) ہے، کتاباں لکھن میں ہی آپ کی (اپنی) زندگی برباد کر دی۔

حافظ صاحب نے جب ہم سے خلیل خان کا یہ تاثر بیان کیا تو تمام سنجیدگی بھول کر بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی اور آج بھی جب یہ جملہ حاشیہ خیال میں گزرتا ہے، ویسے ہی لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگتی ہے، جیسے ابھی آپ مسکرا رہے ہیں۔

جانا تھا قطر، دوبئی پہنچ گئے:

پچھلی بار کورونا کی پہلی لہر سے ٹھیک پہلے ہم نے دوبئی کا سفر کیا تھا اور اب کی بار سعودی عرب کے بعد دوبئی کی بجائے قطر کو ترجیح دینا چاہ رہے تھے لیکن مرضی مولی کہ قطر کے ویزے کا پروسیس کچھ ایسا گنجلک ثابت ہوا کہ جس قافلے کو قطر جانا تھا وہ نخواہی پہلے دوبئی پہنچ گیا اور وہ بھی ریاض و دمام کی دوبارہ سیر کرتے ہوئے۔

ہوا یوں کہ سعودی عرب اور قطر کے تعلقات کی کشیدگیوں کی وجہ سے یہاں سے قطر کا آن ارائیول ویزہ کیسے لگے گا؟ کیا کچھ فارملٹیز ہوں گی اور کورونا کے بعد کی کیا گائڈ لائن ہے؟ اس بابت کوئی بھی ٹھیک اور اطمینان بخش معلومات نہیں دے پا رہا تھا جبکہ وہاں کی ویب سائٹ پر بھی آئے دن جو معلومات اپڈیٹ ہو رہی تھیں، وہ تردد میں ڈالنے والی تھیں۔ ہمارے دوست اور کرم فرما حافظ احمد علی صاحب مسلسل کوشش میں تھے کہ جلد سے جلد یہ کام تکمیل آشنا ہو جائے اور وہ ہماری ضیافت کریں لیکن سب کی مشترکہ کوششوں اور خواہشوں کے باوجود اس کو انجام تک پہنچتے ہوئے کوئی پانچ دن کا اضافی وقت لگ گیا اور آخر 15 اپریل کی شام کو اچانک ہم نے دمام سے دوبئی کی فلائٹ لے لی۔

10 اپریل کو 10 بجے شب ہم جدہ سے طائف ہوتے ہوئے ریاض روانہ ہوئے اور جدہ کی سرحد پر وسیع علاقے کو محیط حافظ صاحب کے دوست مراد خان قائم خانی کے سفاری کیمپ میں موجود بقالے پر چائے پی کر طائف کی گھاٹیوں پر چڑھنے لگے۔ طائف کی پر پیچ گھاٹیاں جتنی تاریخی ہیں، اتنی ہی ہری بھری بھی ہیں۔ دل تھام کر جب چوٹی پر پہنچو تو گرمی میں بھی جسم سردی سی ٹھٹھرن محسوس کرتا ہے۔

رات کے دوسرے پہر جب تک یہاں پہنچے، سر شام کی افطار کے لیے افطار کا وقت ہو چکا تھا، سر راہ واقع ایک ہوٹل میں مندی کھائی گئی اور اسی کو سحری کا درجہ دے کر سرپٹ دوڑنے لگے۔ ریاض تا ریاض یعنی حرمین شریفین اور جدہ کے اس سفر میں کوئی ہفتے بھر سے ہماری ڈرائیورنگ خدمت پر مامور حسین بھائی کو ریاض سے گہرا لگاؤ ہے، انھیں کہیں سے بھی ریاض کا سفر ایسا لگتا ہے جیسے وہ گھر کی طرف بڑھ رہے ہوں، اس لیے ان کی اس ڈرائیورنگ کا رنگ جوشیلا تھا۔

طائف سے نکلتے ہوئے ہمیں سوق عکاظ کا بورڈ دیکھنے کو ملا اور اسی کے ساتھ حاشیہ دماغ پر بازار عکاظ کی تاریخ گردش کرنے لگی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ زمانہ جاہلیت کی اس جولان گاہ اور میلے کی آج کیا عمرانی حیثیت ہے لیکن آثار و قرائن سے ایسا لگا، جیسے وہاں اب شہر بستا ہے۔

اس سے پہلے کہ دھوپ کا جادو سر چڑھے، سورج کے چڑھنے سے پہلے ہی ہم ریاض نشیں ہو چکے تھے۔ ہمارے میزبان لقمان حیات خان نے اس دوبارہ آمد پر جس خوشی اور عقیدت کا اظہار کیا، وہ بھلائی نہیں جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور ان کی اس محبت کو سلامت رکھے۔

ہم نے پچھلے سفر ریاض میں ان کے فلیٹ کے بغل میں واقع مسجد کی زیارت نہیں کی تھی، آج جماعت کے بعد وہاں نماز پڑھی تو صف کے آگے رکھی قرآنی پٹی پر یہ نصیحت دیکھ کر عربوں کی تعظیم قرآن پر حیرت بھی ہوئی اور کسی دوسرے نے نصیحت لی ہو، یا نہ لی ہو، ہم نے عبرت و نصیحت دونوں ایک ساتھ لی: الرجاء عدم مد القدمين باتجاه القرآن الكريم

قطر ویزے کی کشش و پنج کے بیچ ہی یہ فیصلہ ہوا کہ دمام سے قطر قریب ہے، سو وہاں سے کوشش ہونی چاہیے اور اس کے لیے 12/ اپریل کو علی الصباح ہم ٹکٹ کروا کے ریاض ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔

ریاض-دمام کی یہ نارمل چیئر کار ریلوے سروس انڈین میٹرو سے کہیں آگے اور کتنی ہی بہتر ہے۔ ایئرپورٹ سی سہولیات، تقریباً ویسی ہی بہترین بناوٹ اور اس بھاری انتظام کے بیچ بہت کم بھیڑ۔

چار سو کلومیٹر کی مسافت چار گھنٹے میں پوری کر کے جب ہم دمام ریلوے اسٹیشن پہنچے تو دن کا پہلا پہر اپنے پر سمیٹ رہا تھا۔

دن بھر اپنے قدیم حجرے میں آرام کے بعد آج نماز عشا کے وقت ہم نے مولانا صدام حسین صاحب کی مسجد عبد اللہ بن عباس کے نزدیک واقع لولو ہایپر سپر مارکیٹ میں وقت گزاری مناسب سمجھی۔

کیا وسعت اور کیا ذخیرہ اندوزی، یہ مال کیا ہے؟ دنیوی مال و متاع کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہے۔ جس طرف بڑھیے درجہ بندی کے تحت انسان کی پیدائش سے وفات تک کا گویا ہر سامان یکجا کر دیا گیا ہے۔ کپڑوں کی دنیا میں چلے جائیے تو یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے بچوں کے لیے کیا خریدا جائے اور کیا چھوڑ دیں، وہیں کہیں نسوانی دنیا آباد ہے، کہیں مردانی، کہیں جوانی تو کہیں شبانی۔ نوع بنوع، رنگ برنگے سجے ہوئے ملبوسات ایسا تاثر دیتے ہیں جیسے کپڑے ہی دنیا ہوں لیکن ایسا نہیں جب تکنیکی، گھریلو، کھیل کود اور الیکٹرانک مصنوعات کے آباد جہاں کو دیکھتے ہیں تو پھر ایک نئی دنیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ بلا مبالغہ کوئی ایک ایکڑ قطعہ اراضی پر واقع اس مال کی مالیت کروڑوں ریال اور اربوں روپے کی ہوگی۔ (جاری)

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

اور ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور

مبارک حسین مصباحی

بفضلہٖ تعالیٰ سہ ماہی مجلہ "ذوق" ضلع اٹک پاکستان نے "فضیلۃ الشیخ نمبر" ایک ہزار صفحات پر شائع کر کے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے، اس کے مرتب پروفیسر سید نصرت بخاری ہیں اور معاون خصوصی راشد سیماب ہیں۔ پیش نظر مضمون ہم نے اسی نمبر کے لیے تحریر کیا تھا۔ ہم فضیلۃ الشیخ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری اور مرتبین کی بارگاہوں میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ مضمون میں ہم نے کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ از: احقر مرتب غفرلہ

صفحہ 14 پر ڈاکٹر فیصل گلیاوی کی تحریر ہے، عنوان ہے **"لبادۂ احباب میں اغیار"** آپ نے پانچ صفحات سے کچھ زائد پر معلومات افزا مضمون سپرد قلم کیا ہے۔ ایک اچھے قلم کار کی حیثیت سے آپ نے اس کافر و مرتد کے کفریات پر روشنی ڈالی ہے۔ زبان و بیان صاف اور واضح ہے۔ حق یہ ہے کہ آپ نے اپنے موضوع کا بڑی حد تک حق ادا کر دیا ہے، آپ نے ابتدائی ضروری باتوں کے بعد مدعی نبوت کافر و مرتد غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے کفریات حوالوں کے ساتھ نقل فرمائے ہیں۔ ان کے بعد آپ لکھتے ہیں:

"قادیانی کون؟ جس کا عقیدہ ہو کہ مرزا اللہ کا نبی اور رسول ہے، نبی قادیانی کی شکل میں آئے ہیں، مرزا کا قول قول فیصل ہے۔ قرآن قادیان کے قریب نازل کیا گیا، کلمہ میں جہاں محمد اس سے محمد عجمی (مرزا قادیانی) مراد ہے۔ مرزا قادیانی رحمۃ للعالمین ہیں۔ مرزا کی بیٹی سارے نبیوں کی بیٹی ہے، مرزا کی اولاد شعائر اللہ ہے، مرزا کی بیوی ام المومنین ہے، مرزا کے گھر والے اہل بیت ہیں، مرزا کی باتیں احادیث ہیں، مرزا کے جانشین خلفاے راشدین ہیں۔ الخ ص: 17۔

اس کے بعد آپ نے "علماے اہل سنت نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے" کے عنوان سے چند اکابر و مشائخ کا ذکر اور ان کے فتاوی اور ارشادات کو نقل فرمایا ہے۔ ان میں چند یہ بزرگ ہیں:

(1)- مجدد دین و ملت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(2)- تاجدار گولڑہ قاطع قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(3)- مجاہد ختم نبوت مولانا امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(4)- حافظ الحدیث والقرآن، استاذ العلما پیر سید جلال الدین شاہ مشہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھکھی شریف۔

رد قادیانیت میں ان کے کارناموں کا تذکرہ کیا ہے ان کے بعد فتاویٰ علماے برصغیر پاک و ہند اور فتاویٰ علماے حجاز و شام کا مختصر بیان ہے۔

"دیسی ملحدین کے ولایتی حربے" اس کے قلم کار ہیں ڈاکٹر سید تصدق حسین شاہ، اپنے موضوع پر مضمون اچھا ہے، قارئین یقیناً اس سے استفادہ کریں گے اور دعائیں دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

صفحہ 23 پر ہے: **"کیا امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختار ثقفی کی تعریف کی"** یہ تحقیقی تحریر رقم فرمائی ہے حضرت مولانا احمد رضا نوری دام ظلہ العالی نے، اس تحریر کی موضوع سے مناسبت یہ ہے کہ انجینیر محمد علی مرزا اپنے بیان میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بہتان لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ: "ابن کثیر نے بھی تعریف کی ہے، قاتلین حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے پر مختار ثقفی کی اور اس نے مسلمانوں کے دل ٹھنڈے کیے ہیں۔" (چینل انجینیر محمد علی مرزا، تاریخ: 23 اکتوبر 2016ء مسئلہ نمبر 157، وقت ایک بج کر پچپن منٹ تا دو بج کر سولہ منٹ)

حضرت مولانا احمد رضا نوری نے بڑے مستحکم دلائل اور تاریخی شواہد کی روشنی میں واضح کیا کہ مختار ثقفی ناصبی تھا، امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے شدید بغض رکھتا تھا، یہ کذاب ملعون اور مدعی نبوت تھا۔ امام حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح کے بعد جب امام کو اپنے لشکر پر بے وفائی کا خدشہ ہوا تو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چھوٹی سی فوج لے کر مدائن کی طرف چلے گئے۔ اس وقت مدائن کا نائب مختار کا چچا تھا اور یہ خود بھی مدائن میں موجود تھا، اس مختار ثقفی کی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی کی کہانی حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "اور جب حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی خیانت کو

محسوس کیا تو آپ اپنے لشکر کو چھوڑ کر ایک چھوٹی سی فوج کے ساتھ مدائن کی طرف تشریف لے آئے تو مختار ثقفی نے اپنے چچا سے کہا اگر میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دوں تو ہمیشہ کے لیے اس کے نزدیک میرا ایک کارنامہ ہو گا، اس کے چچا نے اسے کہا، اے میرے بھتیجے! تو نے مجھے بہت بڑا مشورہ دیا۔" (البدایہ والنہایہ، ج:8 ص:361 مترجم، ناشر: نفیس اکیڈمی کراچی طبع اول جنوری 1989ء)

مدعی نبوت ثقفی حضرت امام زین العابدین کے خلاف بھی جھوٹی باتیں منسوب کرتا تھا، آپ نے یہ روایت بھی نقل فرمائی ہے:

"عن ابی عبد الله علیه السلام قال: كان المختار يكذب علىٰ على بن الحسين عليهما السلام۔"

امام عبد اللہ (جعفر صادق) نے فرمایا: مختار (بن ابی عبید ثقفی) امام علی بن حسین زین العابدین علیہما الرحمہ پر جھوٹ بولتا تھا۔ خلاصۂ مضمون یہ ہے کی مختار ثقفی اہل سنت اور اہل تشیع سب کے نزدیک جھوٹا، عیار، ابن الوقت اور مدعی نبوت تھا، اس نے جو حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد آپ کے دشمنوں پر تلوار اٹھائی تھی اس کا مقصد اہل بیت اطہار علیہم الرضوان سے محبت اور عقیدت ہر گز نہیں تھی بلکہ وہ ایک لالچی خود غرض تھا، بعد میں اس کا جو انجام ہوا وہ سب کے سامنے ظاہر ہے۔

"خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درست ترجمہ و مفہوم" اس تحقیقی مضمون کے قلم کار ہیں جناب مبارک علی رضوی، آپ نے بڑے واضح دلائل سے خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معنی اور مفہوم سمجھانے کی کاوش فرمائی ہے۔ آپ نے پہلے حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نقل فرمائی، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میری اور دیگر انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک حسین و جمیل عمارت بنائی مگر ایک کونے میں اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی لوگ اس کے گرد گھومتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے مگر ساتھ یہ بھی کہتے کہ یہاں اینٹ کیوں نہ لگائی گئی۔ فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جنت فختمت الانبیاء پس میں وہ اینٹ ہوں اور میں "سلسلۂ نبوت ختم کرنے والا ہوں۔ (صحیح مسلم، ص:114، کتاب الفضائل، دار الفکر بیروت، 2003ء)

قلم کار کا بنیادی نقطۂ نظر یہ ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معنی ہے کہ آقا نبوت کی ایسی مہر ہیں کہ آپ نے سلسلۂ نبوت پر مہر ثبت کر کے اس سلسلہ نبوت کو قیامت تک کے لیے بند کر دیا، اپنے مدعا کے ثبوت میں آپ نے قرآن عظیم، احادیث نبویہ اور لغات سے بھی بھرپور دلائل اور شواہد جمع فرمائے ہیں۔

صفحہ 33ء پر مضمون ہے: **"صوفیاے کرام سے منسوب متنازعہ عبارات پر انجینئر مرزا کے موقف کا تحقیقی جواب"** نعمان شاہ انگلینڈ۔ مضمون بہتر ہے اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔ آمین

" قادیانیوں سے مسلمانوں کا اصل اختلاف" از : ضیاء رسول امینی، یہ مضمون بھی بڑی حد تک قابل مطالعہ ہے۔

" شناسائی" کے عنوان سے دو مکتوب ہیں۔ پہلا مکتوب معروف ادیب و شاعر حضرت مولانا کلام احمد ازہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کا ہے۔ آپ اپنے مکتوب گرامی میں رقم طراز ہیں:

"بلا شبہ ایک ذرہ ناچیز کو آسمان کا تارا بنا دینا اہل بیت اطہار ہی کا حصہ ہے۔ میں اپنی قسمت پر جتنا ناز کروں کم ہے۔ بطور تحدیث نعمت یہ کہنا بجا یقین کرتا ہوں۔

ایک شہزادے کی توصیف ہی تھی
جس کے صدقے عجب کمال ملا
صابر اس کی وجاہتوں کا امین
بعد اس کے یہ خوش خصال ملا

در اصل شیخ طریقت حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم القدسیہ اور حضرت علامہ مفتی سید مبشر رضا قادری دامت برکاتہم العالیہ نے ہمارے حضرت کو مجلس ادارت میں شامل فرمایا، اس نعمت غیر مترقبہ پر وہ بے حد شکر گزار ہیں، اور کہتے ہیں کہ ایک ذرہ ناچیز کو آسمان کا تارا بنا دینا اہل بیت اطہار ہی کا حصہ ہے۔"

خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "انما انا قاسم واللہ یعطی" "اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور تقسیم میں کرتا ہوں۔ یہ دونوں بزرگ اسی داتا کی نسل پاک اور خانوادہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چشم و چراغ ہیں:

آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

دوسرا مکتوب گرامی ہے حضرت علامہ محمد نظام الدین مدیر: مدرستہ البار یہ الدرس النظامیہ، چاند گاؤں چاٹگام، بنگلہ دیش کا۔ آپ بھی دونوں بزرگوں کی علمی اور عملی خدمات سے بے حد متاثر ہیں، خاص طور پر تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ختم نبوت فورم کے حوالے سے بھی مبارک باد پیش کرتے ہیں، آپ کو مجلس مشاورت کا رکن بنایا گیا ہے، ہم اس کے لیے بھی دونوں سادات کرام کے ساتھ محب

گرامی وقار حضرت علامہ محمد نظام الدین دامت برکاتہم العالیہ کو بھی ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

صفحہ 40 پر آپ نے **"اظہارِ تشکر"** کے عنوان سے ماہ نامہ "الخاتم ﷺ انٹرنیشنل" کی اہمیت اور ضرورت پر بھرپور روشنی ڈالی ہے اور فتنۂ انکار ختم نبوت کے عالمی تقاضوں پر اپنے زر نگار قلم کو حرکت دی ہے۔ حضرت مدیر اعلیٰ دامت برکاتہم العالیہ، مجلسِ ادارت اور مجلسِ مشاورت کا شکریہ ادا فرمایا ہے۔ نیز لکھا ہے مجلس ادارت و مشاورت میں ان تمام کے اسمائے گرامی حروف تہجی کی ترتیب سے شامل کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد اندرونی ٹائٹل پر ہدیۂ تبریک اور مبارک باد کے عنوان سے بھرپور مبارک بادیں پیش فرمائی ہیں۔ آپ اس کی ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

"ان میں علامہ مولانا سید مبشر رضا قادری صاحب زید مجدہ کا کردار نہایت روشن اور نمایاں طور پر سامنے آیا ہے۔ آپ نے سوشل میڈیا پر قادیانی گماشتوں کا ایسا تعاقب فرمایا ہے کہ انھیں ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر دیا ہے۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جہاد بالقلم کے محاذ پر بھی اپنی خدمات پیش فرمائی ہیں۔ قادیانیت کے رد میں آپ کی تین چار کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ حضرت آپ کے ارشاد گرامی کی روشنی میں تین چار کتابیں تو صرف رد قادیانیت میں منظر عام پر آچکی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے دیگر گراں قدر نگارشات دیگر موضوعات پر ہیں یہ معلومات فراہم فرما کر آپ نے ہمارے اشتیاق کی چنگاری کو شعلہ جوّالہ بنا دیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی علمی اور تحقیقی کتب کی ہمیں زیارت کیسے ہو؟ ہماری اس خامہ فرسائی کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ آپ حضرات نے ناموس رسالت مآب ﷺ کے تحفظ کے لیے انٹرنیشنل اقدام کیا ہے۔ قادیانیت کفر و ارتداد میں سڑے ہوئے فتنہ اور دیگر منکرین ختم نبوت کی آلائشوں سے امت مسلمہ کی حفاظت کے لیے مجاہدانہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ حضرات کی اس مردانگی کی شکر گزاری کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں، ساتھ ہی ہم دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ مدیران، پروفیسر، حافظ غلام محی الدین اور عالی جناب ضیا رسول کی بارگاہوں میں، اسی کے ساتھ تبریکات کے گلدستے نذر کرتے ہیں، ناظم نشر و اشاعت حضرت مولانا احمد رضا نقشبندی دام ظلہ العالی کی عالی جناب میں اور ہم شکر گزار ہیں قانونی مشیر ضیا ابراہیم بھنڈر ایڈوکیٹ ہائی کورٹ کے۔

اب آخری بات انتہائی ادب سے پیش ہے کہ رسالے میں بعض مضامین میں جدید رسم الخط کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، اسی طرح چند جگہوں پر کمپوزنگ کی جانب بھی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ یہ اور ان جیسی چند باتیں ہیں، حالاں کہ عصر جدید میں جدید تقاضو کو نظر انداز کرنا غیر مناسب ہے، بہر حال مجموعی طور پر ماہ نامہ مجلہ الخاتم ﷺ انٹرنیشنل اپنے موضوع پر قابل صد افتخار پیش کش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ و تسلیم۔

نوٹ: ہماری درج بالا تحریر بعنوان "شناسائی" ماہ نامہ مجلہ الخاتم ﷺ انٹرنیشنل گوجرانوالہ، پاکستان محرم، صفر، ربیع الاول 1442ھ/ستمبر، اکتوبر، نومبر 2020ء، بفضلہٖ تعالیٰ تین قسطوں میں شائع ہوئی۔

ساتواں مکتوب:

"امیر المجاہدین نمبر"۔۔۔ ایک حقیر سا نذرانہ

امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشاق رسول کے میر کارواں ہیں آپ نے دعوت و عزیمت کی ایسی لازوال اور بے مثال داستان رقم فرمائی ہے کہ آپ عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن بن گئے۔ آپ کی تابناک حیات و خدمات نہ صرف ہمارے لیے قابل رشک ہیں بلکہ قابل تقلید ہیں۔ آپ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ارباب علم و دانش نے بے شمار مضامین و مقالات لکھے، مختلف جرائد و رسائل کے خصوصی نمبر سامنے آئے اور بیسیوں کتابیں شائع ہو کر سامنے آچکی ہیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔

ختم نبوت فورم کے ترجمان ماہنامہ "الخاتم" انٹرنیشنل بھی حسب روایت محافظ ناموس رسالت و ختم نبوت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنا حقیر سا نذرانہ "امیر المجاہدین نمبر" لیے حاضر ہے۔ ع: گر قبول افتد زہے عز و شرف

پیش نظر "امیر المجاہدین نمبر" میں آپ کی ہمہ جہت شخصیت سے تمام پہلوؤں کا کما حقہ احاطہ تو نہیں کیا جا سکا البتہ اس نمبر کے ذریعے آپ کی سوانح حیات کے لیے مختلف عنوانات کے تحت ایک خاکہ پیش کر دیا گیا ہے۔

یہ عظیم نمبر سولہ ابواب میں منقسم ہے۔ پہلا باب "پیغامات" ہے اس میں 175 اہل علم و فضل کے پیغامات الف بائی کے تحت دیئے گئے ہیں۔

اسی طرح بالترتیب "حیات و خدمات" میں گیارہ، "مکالمات" میں چودہ "درسیات" میں چھ، "سیاسیات" میں پانچ، "تحریکات" میں انتیس، "رضویات" میں تین، "اقبالیات" میں پانچ، "احترامات" میں چوداں، "رشحات" میں سات، "امتیازیات" میں سولہ، "متفرقات" میں چوداں، "اثرات" میں چوداں، "سانحات" میں بارہ، اور "شذرات" میں دس، مقالات و مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ اور آخری سولہواں باب "منظومات" پر مشتمل ہے جس میں شعرائے کرام کی اُناسی منظومات

بھی الف بائی کے تحت دی گئی ہیں۔ ہر باب میں بھی مضامین و مقالات کی ترتیب الف بائی کے تحت دی گئی ہے۔

کوشش کی گئی ہے کہ تمام مضامین و مقالات اپنے متعلقہ ابواب میں رکھے جائیں، اگرچہ تمام مضامین و مقالات اپنے ابواب میں بالکل فٹ نہیں آرہے لیکن ترتیب میں ہر مضمون اور مقالہ کے غالب رخ کا لحاظ ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تاکہ قارئین کی ضیافت طبع کے لیے دلچسپی کا عنصر بھی غالب رہے۔

یہ ہماری خوش بختی ہے کہ ایک عاشق رسول ﷺ کے تذکار پر مشتمل یہ عظیم "امیر المجاہدین نمبر" ہمیں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

دعاگو و دعاجو۔ احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ
برہان شریف، ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان

ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل کے "امیر المجاہدین نمبر" کی فہرست قارئین کے ذوقِ طبع کے لیے پیش کی جاتی ہے، نمبر ایک دو روز میں شائع ہونے کے لیے پریس میں بھیج دیا جائے گا، دعا فرمائیں کہ اس کی اشاعت بھی صوروی اور معنوی لحاظ سے بے مثال ہو....

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

مکتوب از: احقر مبارک حسین مصباحی غفرلہ
خادم التدریس والصحافۃ
الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) انڈیا
قابل صد احترام دامت برکاتہم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امیر المجاہدین نمبر کی زیارت ہوئی آنکھیں پر نور اور دل مسرور ہوا اس کی لیے آپ اور آپ کے رفقا بے پناہ مبارک بادیوں کے مستحق ہیں اللہ تعالی آپ سب کو جزاؤں سے سرفراز فرمایے آمین

مجلہ ذوق اٹک آپ کے تعلق سے خصوصی شمارہ شایع کر رہا ہے مبارک ہو اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے آمین۔ ہمارے لائق جو خدمت ہو مطلع فرمائیں۔ میں دراصل کافی بیمار ہو گیا تھا اس لیے رابطہ نہیں کر سکا۔

آپ کا اپنا فقیر مبارک حسین مصباحی غفرلہ

امیر المجاہدین نمبر پر چند باتیں:

یہ ایک سچائی ہے کہ امیر المجاہدین قدس سرہ کی نماز جنازہ میں جتنا مجمع تھا پاکستان کی کسی نماز جنازہ میں اتنا کثیر مجمع نظر نہیں آیا، آپ تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑے داعی اور مجاہد قائد تھے، ایک ہزار چھتیس صفحات پر مشتمل ماہ نامہ الخاتم کا "امیر المجاہدین نمبر" یقیناً آپ کی مقبولیت کی ضمانت ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس میں پاکستان کی تحریریں زیادہ ہیں اور ہونا بھی چاہئیں، آپ نے پاکستان کی سرزمین پر درس و تدریس، دعوت و تبلیغ، امامت و خطابت اور گستاخانِ رسول ﷺ کے مقابل محاذ آرائی فرمائی، آپ حکومتِ پاکستان کو بھی مسلسل للکارتے رہے، آپ ملکی اور غیر ملکی شاتمانِ مصطفیٰ کے خلاف مسلسل محاذ جنگ قائم فرماتے رہے، فرانس کے چند بے ہودوں نے رسولِ کریم ﷺ کے خاکے بنائے تو آپ سر دھڑ کی بازی لگا کر انھیں للکارتے رہے، فرانس کے صدر کیمرون کے خلاف آپ نے آخری دھرنا دیا، آپ تنہا نہیں تھے بلکہ پاکستانی غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی بڑی جماعت آپ کی معاونت اور حمایت کر رہی تھی، آئیے اب تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ کا پس منظر ہمارے ہی سابقہ مضمون سے ملاحظہ فرمائیے۔

"پاکستان کی سرزمین پر مردِ مجاہد، غازی ملک ممتاز قادری شہیدِ عشقِ رسول ﷺ کو کون نہیں جانتا، اس غازی نے گورنر پنجاب کے 27 گولیاں ماری تھیں، اس گستاخِ رسول کا جرم یہ تھا کہ اس نے ایک مسیحی خاتون آسیہ گستاخِ رسول، جسے موت کی سزا 8 نومبر 2010 کو سنائی گئی تھی، گورنر نے شیخوپورہ کی جیل میں ملاقات کی اور کہا تھا:

"آپ کو جو سزا سنائی گئی ہے وہ انسانیت کے خلاف اور بڑی ظالمانہ سزا ہے۔ سلمان تاثیر نے تحفظ ناموسِ رسالت قانون C-295 کو کالا قانون قرار دیا اور علمائے کرام کو جوتے کی نوک پر رکھنے کی بات کہی اور منکرینِ ختم نبوت مرزائیوں کو مسلمان سمجھتا تھا۔"

مقامِ مسرت ہے کہ 27 گولیوں کی تاب نہ لا کر وہ گستاخ جہنم رسید ہو گیا، خاص بات یہ رہی کہ گورنر سلمان تاثیر کی نمازِ جنازہ پڑھانے والا بھی کوئی عالم نہ مل سکا۔ ملک بھر میں اہلِ سنت و جماعت نے تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ اور تحفظ ختم نبوت کے تعلق سے سرگرمیاں جاری رکھیں اور ہمارے موضوعِ سخن امیر المجاہدین حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی قدس سرہ بھی پیش پیش تھے۔ 29 فروری بروز پیر صبح چار بجے تکبیر و رسالت کے نعرے لگاتا ہوا غازی ملک ممتاز قادری نے اپنے ہاتھوں سے گلے میں پھانسی کا پھندا ڈالا اور اپنے اور ہم سب کے آقا مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی بارگاہ میں اپنے غلامانہ انداز سے سر پر عمامہ شریف باندھ کر حاضر ہو گئے۔

بہت نزدیک ہے وہ دن کہ جب دنیا کے ہونٹوں پر
مرا افسانہ ہوگا اور میری گفتگو ہوگی

اب آپ ذرا غور فرمائیں، ایک طرف گورنر پنجاب سلمان تاثیر جس نے محبوب خدا مصطفےٰ جانِ رحمت کی شانِ اقدس میں

گستاخی کی، ختمِ نبوت کے قانون میں ترمیم کرنے کی کوشش کی اور منکرینِ ختمِ نبوت مرزائیوں کے لیے نرم گوشہ پیش کیا، اس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی تیار نہیں ہوا۔ جب کہ عاشقِ رسول حضرت غازی ملک ممتاز قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے جنازے میں لاکھوں لاکھ کا مجمع تھا۔ جس نے سنا بے تابی کے ساتھ دوڑا، اس سعادت کو دونوں جہاں میں کامیابیوں کی ضمانت سمجھا اور شفیعِ محشر ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ کا حق دار ہوا۔ مجدد و مفکر عاشقِ رسول ﷺ لکھتے ہیں:

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمھاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ، پرہیز گاری واہ واہ

اسی مردِ مجاہد عاشقِ رسول ﷺ کے لیے خادمِ سنیت ناموس، رسالت کے حقیقی پہرے دار حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ میدان میں آتے ہیں، تو عشاق رسول آپ کے پیچھے چلنے کے لیے بے تاب ہوجاتے ہیں، تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے آپ کے نقوشِ قدم پر اپنے قدم بڑھاتے ہیں اور اس مردِ مجاہد کے نعروں کی صدائے احتجاج بن جاتے ہیں۔ تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے نعروں کو گھر گھر تک پہنچانے والے آپ ہیں۔ یہ نعرہ تو پہلے بھی تھا مگر اس نعرہ کو بچے بچے کی زبان پر آپ نے پہنچایا، گھروں کی خواتین ہوں یا کمزور و لاغر بزرگ تمام آپ کے نعروں کی صداؤں میں ڈوبتے چلے گئے۔ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی کوئی الگ شخصیت نہیں تھے، علم و فضل والے بھی آپ کے عہد میں ہزاروں تھے، مگر عشقِ رسول کی سچی تپش نے آپ کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے بہت قریب کر دیا تھا۔ آپ نے اپنے خطابات میں حکومت کے جابروں کو بھی للکارا اور رسول پاک ﷺ کی حرمتوں سے کھلواڑ کرنے والے ناپاک گستاخوں کو بھی جوتے کی نوک پر رکھا۔ آپ رسول پاک ﷺ کے ایسے شیدائی تھے کہ بڑی سے بڑی طاقت بھی آپ کے پائے استقلال کو متزلزل نہیں کر سکی۔ بالکل حق فرمایا ہے عاشقِ رسول ڈاکٹر اقبال نے:

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود دار خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

اور ڈاکٹر نے یہ فرما کر تو عشق و عرفان کا حق ادا کر دیا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی ، تمام بو لہبی است"

(ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، ستمبر تا دسمبر 2020، ص:84، 85/ماہ نامہ الخاتم انٹرنیشنل، گوجرانوالہ پاکستان، ربیع الثانی تا شوال المکرم 1442ھ/دسمبر 2020 تا جون 2021، ص174 تا 176)

3 ربیع الآخر 1442ھ/19 نومبر 2020ء بروز جمعرات 8 بج کر 30 منٹ پر آپ داغِ مفارقت دے گئے، آپ کی ولادت مملکت خداداد پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھیپ کے ایک موضع نکہ توت میں 22 جون 1966ء میں ہوئی، آپ کی فراغت جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے ہوئی، آپ کے استاذ گرامی حضرت مولانا حافظ عبد الستار سعیدی تحریر فرماتے ہیں:

"دورِ طالب علمی میں آپ تقریر سے ہچکچاتے تھے، دو ایک بار ہفتہ وار تربیتی پروگرام میں غیر حاضر رہے، پھر میں نے سختی سے پابند کیا تو پہلی تقریر میں ہی حکمِ الٰہی سے آپ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا۔

ستم گر ادھر آ، ہنر آزمائیں تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

(ماہ نامہ الخاتم، ص:48، امیر المجاہدین نمبر)

آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں کوٹلی آزاد کشمیر کے معروف شیخ طریقت حضرت حاجی پیر عبد الواحد صدیقی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔ آپ زبردست حافظِ قرآن، تجوید و قراءت میں نام ور، مختلف علوم و فنون میں یکتائے روزگار، خاص طور پر فنِ صرف و نحو میں اپنی مثال آپ تھے "**تیسیر ابواب الصرف مع مصادر ضروریہ**" صفحات 681، "**تعلیلات خادمیہ**" صفحات 680، اور "**فقیہ اسلام امام احمد رضا بریلوی بحیثیت مرجع العلما**"، یادگار تحقیقی تصانیف ہیں۔ فتاویٰ رضویہ مطبوعہ 7 یا 9 جلدوں کا مطالعہ کرنا اور ان میں سے مستفتی علما کے اسمائے گرامی جمع کرنا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ آپ نے پہلا سفرِ حج و زیارت 1408ھ/1988ء میں کیا۔ دوسرا سفر حرمین طیبین برائے عمرہ اور زیارت 1414ھ/1994ء میں، تیسرا سفر حرمین برائے عمرہ و زیارت 1421ھ/2001ء میں کیا۔ آپ سرکار ﷺ سے حیرت انگیز محبت فرماتے تھے، بعد میں عقیدت مند اصرار کرتے رہے مگر آپ نے نفلی حج و زیارت کے لیے صرف اس لیے تشریف نہیں لے گئے کہ آقا کریم ﷺ نے دریافت فرمالیا کہ اے خادم حسین! آپ یہاں کیوں؟ کیا تحفظ ناموسِ رسالت کے مسائل حل ہوگئے؟ تو اس خادم کے پاس جواب کیا ہوگا۔ آپ اپنے اکابر سے حد درجہ محبت فرماتے تھے، ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے آپ نے جان توڑ کاوشیں فرمائیں، دھرنے کے دوران ہی آپ کی طبیعت بگڑی اور ایک سچا عاشقِ رسول ﷺ دنیا چھوڑ کر جنت نشیں ہوگیا۔

انھیں جانا، انھیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا (جاری)

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

نومبر 2022 کا عنوان	شہریار ارم تاجدارِ حرم
دسمبر 2022 کا عنوان	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ، عقائد اور معمولات

مردِ مومن اسیرِ دنیا نہیں ہوتا

از: مولانا بلال احمد نظامی مندسوری

مرد مؤمن اسیر دنیا نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا کو مسخر کرنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے انسانوں کو تسخیر کائنات کی تعلیم دی ہے اور مرد مؤمن کو انسانوں کے دلوں کو پھیرنے اور نگاہ بافیض سے تقدیر بدلنے کا ملکہ و قوت عطا فرمائی ہے۔ جس کے متعدّد شواہد کتب سیر و تاریخ میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک یہاں رقم کیے جائیں گے۔

لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ تقدیر میں تبدیلی و ترمیم کے تعلق سے ضروری باتیں حاشیہ ذہن پر مرتسم کرلی جائیں۔

* تقدیر مبرم حقیقی * تقدیر مبرم غیر حقیقی * تقدیر معلق

پہلی قسم تقدیر مبرم حقیقی ہے۔ یہ آخری فیصلہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالی کے حکم سے لوح محفوظ پر لکھ دیا جاتا ہے اور اس میں تبدیلی نا ممکن ہے اسی لیے جب فرشتے لوط علیہ السلام کی قوم پر حکم عذاب لائے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عریضہ پیش کیا باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے عذاب نازل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

يَآ إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَذَا اِنَّهُ قَدْ جَاءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ. (ہود، 76:11)

اے ابراہیم! اس بات سے درگزر کیجیے، بیشک اب تو آپ کے رب کا حکم آچکا ہے اور انھیں عذاب پہنچنے ہی والا ہے جو پلٹایا نہیں جاسکتا۔

چونکہ یہ عذاب قضائے مبرم حقیقی تھا اس لیے نہ ٹل سکا۔

دوسری قسم مبرم غیر حقیقی ہے جس تک اکابر اولیا اور مقربین بارگاہ الٰہی کی رسائی ہوسکتی ہے جیساکہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی بارے میں فرماتے ہیں:

میں قضائے مبرم کو رد کردیتا ہوں۔ (بہارِ شریعت، 6:1)

اسی کے تعلق سے احادیث نبویہ میں ارشاد ہوتا ہے:

لَا يُرَدُّ الْقَضَاءِ إِلاَّ الدُّعَاءَ.

(ترمذي، کتاب القدر، باب ماجاء لایرد القدر رالا الدعاء، رقم: 2139)

”صرف دعا ہی قضا کو ٹالتی ہے۔“

اِنَّ الدُّعَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ الْمُبْرَمَ.

(دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، 364:5، رقم: 8448)

”بے شک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔

اسی طرح قبولیت دعا کے تعلق سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایت ہے کہ اگر کوئی بندہ اللہ کی قسم اٹھاکر کوئی بات کہدے تو اللہ اسے ضرور پورا فرماتا ہے۔ (بخاری، کتاب الصلاح)

مذکورہ احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ مرد مؤمن کسی کے حق میں دعا کردے تو رب تبارک و تعالی اس کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے

اور اس کی دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔

تقدیر کی تیسری اور آخری قسم قضائے معلق کی ہے جس تک اکثر اولیائے کاملین وصلحائے عظام اور نیک بندوں کی رسائی ہوسکتی ہے، چاہے وہ عطائے الٰہی سے ہو یا شفیع المذنبین نبی اکرم ﷺ کی عطا سے ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ بھی ہے کہ اگر کوئی بندہ چاہے تو ہم اس کے بدلنے والے ارادے، نیت اور دعا کے ساتھ ہی اس کی تقدیر بھی بدل دیں گے۔ جیساکہ سورۃ الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝

(الرعد:13، 39)

”اللہ جس (لکھے ہوئے) کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) ثبت فرمادیتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ) ہے۔

مذکورہ آیات و احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت تقدیر میں تبدیل و ترمیم فرماتا ہے البتہ جو محکم اور مبرم حقیقی ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔

جب بندہ، اطاعت الٰہی میں کامل، رضائے الٰہی کا خوگر، شریعت مصطفوی ﷺ وسنت مصطفوی کا عامل، خشیت الٰہی سے لبریز سینہ، تقویٰ وورع جیسی صفات کا حامل اور توکل علی اللہ کا بحر بیکراں بن جاتا ہے تو مرد مؤمن کہلاتا ہے، پھر اس کا ہر کام منشائے الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور رب تبارک و تعالیٰ اس بندے کے اس قدر قریب ہوتا ہے کہ اس کے لیے کائنات کو تسخیر فرمادیتا ہے پھر وہ جو چاہتا ہے ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی زبان اور نگاہ میں ایک خاص اثر پیدا فرمادیتا ہے، کہ زبان سے جو کہیں گے ہوجائے گا اور اگر نگاہ کرم فرمادیں تو مٹی سونے میں بدل جائے، چور ولی ہوجائے، ڈاکو مسلمان ہوکر مقرب بارگاہ الٰہی ہوجائے، ڈوبتے تیرنے لگ جائے، خوف و دہشت کی علامت بن کر قہر برپانے کرنے والی قوم مسلمان ہوکر اسلام کی پاسبان بن جائے۔ ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اللہ پاک اپنے ان بندوں کو نہ صرف اپنا قرب خاص عطا فرماتا ہے بلکہ انہیں بلند شان بھی عطا فرماتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں، جن سے وہ سُنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عطا فرماتا ہوں۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، 248/4، حدیث: 6502)

تذکار اولیا میں تبدیلی تقدیر کے واقعات ملتے ہیں جن میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں کثرت سے اس قسم کے واقعات رونما ہوئے ہیں۔

بہجۃ الاسرار میں ہے کہ: ابوالمظفر حسن نامی ایک تاجر نے حضرت سیدنا شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی، حضور! میں تجارت کے لیے قافلہ کے ہمراہ ملک شام جارہا ہوں۔ آپ سے دعا کی درخواست ہے۔ سیدنا شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، تم اپنا سفر ملتوی کردو، اگر گئے تو ڈاکو تمھارا سارا مال بھی لوٹ لیں گے اور تمہیں بھی قتل کرڈالیں گے۔“ تاجر یہ سن کر بڑا پریشان ہوا، اسی پریشانی کے عالم میں واپس آرہا تھا کہ راستے میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ پوچھا، کیوں پریشان ہو؟ اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، پریشان نہ ہو شوق سے ملک شام کا سفر کرو۔ انشاء اللہ عزوجل سب بہتر ہوجائے گا۔ چنانچہ وہ قافلے کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ اسے کاروبار میں بہت نفع ہوا۔ وہ ایک ہزار (1000) اشرفیوں کی تھیلی لیے حلب پہنچا۔ اتفاقاً وہ اشرفیوں کی تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا، اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سوگیا، نیند میں اس نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا کہ ڈاکوؤں نے قافلے پر حملہ کرکے سارا مال لوٹ لیا ہے اور اسے بھی قتل کرڈالا ہے۔ خوف کے مارے اس کی آنکھ کھل گئی۔ گھبرا کر اٹھا تو وہاں کوئی ڈاکو وغیرہ نہ تھا۔ اب اسے یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی اس نے فلاں جگہ رکھی ہے۔ جھٹ وہاں پہنچا تو تھیلی مل گئی۔ خوشی خوشی بغداد شریف واپس آیا۔ اب سوچنے لگا کہ پہلے غوث اعظم سے ملوں یا شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے؟ اتفاقاً راستے میں ہی سیدنا شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مل گئے اور دیکھتے ہی فرمانے لگے، پہلے جاکر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملو کہ وہ محبوب ربانی ہیں، انھوں نے تمھارے حق میں ستر بار دعا مانگی تھی تب کہیں جاکر تمھاری تقدیر بدلی جس کی میں نے خبر دی تھی۔

اللہ عزوجل نے تمھارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے بیداری سے خواب میں منتقل کردیا۔ چنانچہ وہ بارگاہ غوثیت مآب میں حاضر ہوا۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھتے ہی فرمایا: ”واقعی میں نے تمھارے لیے ستر مرتبہ دعا مانگی تھی۔“ (بہجۃ الاسرار)

مردِ مومن کی ہر ادا انقلاب آفریں ہوتی ہے

از: مولانا محمد عابد چشتی

شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنے مذکورہ شعر میں جس مرد مومن کی بات کی ہے وہ اسلامی قالب میں ڈھلا ہوا ایک ایسا انسان ہے جس کی زندگی خدا کی ابدی تعلیمات اور اس کے حبیب مکرم کے ذریعہ کھینچے گئے ان تابندہ خطوط پر گزرتی ہے، جس پر چل کر انسان دارین کی سعادتوں کو اپنی قسمت کی سوغات بنالیتا ہے، وہ اپنی شخصیت کے ظاہر و باطن کو پاکدامنی، عفت مآبی، خوف و خشیت، تسلیم و رضا، صداقت و عزیمت، عشق رسالت اور رضائے الٰہی جیسی اسلامی صفات سے اس طرح مزین کرلیتا ہے کہ اس کا سراپا ایمانی غیرت کا عکس بن جاتا ہے جس کا نتیجہ حیرت انگیز اثرات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جہاں اس مرد مومن کی ہر ادا انقلاب آفریں ہو جاتی ہے اور اس کی زندگی کے ہر پہلو میں اثراندازی کے ایسے جوہر کھلتے ہیں کہ فلسفہ و منطق اور مادیت آشنا فکریں اس کی توضیح و تاویل کرنے سے درماندہ اور عاجز نظر آتی ہیں۔

اقبال نے مرد مومن کی جس "نگاہ" کو اپنے شعری تخیل کا مرکزی حصہ بنایا ہے در اصل وہ ایمانی قوت کی اسی اثراندازی کا استعارہ ہے جس کا ظہور مومن کے گفتار و کردار، جلوت و خلوت، نشست و برخاست، تکلم و خاموشی غرض اس کی زندگی کی ہر کیفیت سے ہونے لگتا ہے جس کے اندر ایسی مقناطیسی قوت ہوتی ہے کہ جو اس کے دائرہ اثر میں آتا ہے وہ اسے اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے اور پھر جن کے مقدر میں اندھیرے ہوتے ہیں ان کی قسمت کے طاق غیبی اجالوں سے دمکنے لگتے ہیں۔ مرد مومن کی اس پاکیزہ نگاہ کے تاثیری جلووں کا مشاہدہ ہمیں اپنے اسلاف کی حیات میں دیکھنے کو ملتا ہے جن کی نگاہ کیمیا اثر جس طرف اٹھی ہزاروں آشفتہ مقدروں کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔ ماضی قریب کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت صدر مجلس علمائے اہل سنت، ابدال وقت حافظ بخاری حضرت خواجہ سید شاہ عبد الصمد چشتی پھپھوندوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات سے جڑا مندرجہ ذیل حادثہ "نگاہ مرد مومن" کی بہترین مثال ہے،

چناں چہ: ملفوظ مصابیح القلوب کے مصنف علامہ ظہیر السجاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ضلع اٹاوہ میں ملا عظیم صاحب تھے جن کا میلان غیر مقلدیت کی طرف زیادہ تھا اور اٹاوہ میں غیر مقلدوں کے امام و مقتدا، جنہیں لوگ "مولوی نابینا" کہتے تھے، ان سے حد درجہ متاثر اور عقیدت کی حد تک لگاؤ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حافظ بخاری خواجہ عبد الصمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اٹاوہ میں جلسہ ہوا تو کسی نے ملا جی سے جلسے میں شرکت کی درخواست کی، پہلے تو ملا جی نے انکار کیا اور عذر یہ پیش کیا کہ تم لوگ جلسے میں قیام کروگے جب کہ یہ شرک ہے اور اگر میں کھڑا نہ ہوا تو ان کے متوسلین میرے ساتھ بد سلوکی کر سکتے ہیں، مگر جو صاحب شرکت پر مصر تھے انھوں نے ترکیب یہ سوجھائی کہ دوران تقریر ہی آپ پنکھا لے کر کھڑے رہیں لہٰذا قیام تعظیمی کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور یوں آپ شرک سے بچ جائیں گے۔ خیر! ملا جی نے شرکت کی اور حضرت حافظ بخاری کے پاس پنکھا لے کر کھڑے ہو گئے، حضرت نے تقریر فرمائی، اجلاس ختم ہوا اور ختم ہوتے ہیں اہل جلسہ نے یہ منظر حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھا کہ ضلع اٹاوہ کے مشہور غیر مقلد ملا عظیم کا سر ہے اور حضرت حافظ بخاری قدس سرہ کے قدم ہیں، مرد مومن کی نگاہ نے اپنا کام کر دیا، دل کا زنگ دور ہوا اور غیر مقلدیت سے تائب ہو کر عاشقوں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

تجربات اور مشاہدات یہ کہتے ہیں کہ بد عقیدگی جب کسی کے دل میں گھر کر جائے تو افہام و تفہیم کے راستے بہت تنگ ہو جاتے ہیں، اس وقت اسلامی لٹریچر کے مضبوط حوالے بھی دل کی کدورت مٹانے اور تمرد زدہ طبیعت کو جادۂ حق پر لانے میں کبھی کبھی ناکام ہو جاتے ہیں مگر یہ سخت ترین مراحل نگاہ مرد مومن کی روحانی تاثیر سے پلک جھپکتے طے ہو گئے، گمراہیت، کائی کی طرح چھٹ گئی،... (باقی ص:48 پر)

abid.chishti@rediffmail.com

نقد و نظر

عرفانِ امام احمد رضا

ترتیب و تدوین: محمد ساجد رضا مصباحی، محمد عارف حسین مصباحی

مبارک حسین مصباحی

انتہائی مسرت و شادمانی ہے کہ اب خاکِ ہند کے مختلف صوبوں میں علمائے اہل سنت قرطاس و قلم کے حوالے سے بھی بیدار ہو چکے ہیں، خاص طور پر جوانوں میں قلمی اور فکری امنگ و ترنگ اطمینان بخش نظر آتی ہے، ان میں احوالِ عصر کے تقاضے سمجھنے کی صلاحیت ہے اور نت نئے موضوعات پر لکھنے لکھانے اور مختلف راہیں نکالنے کی تگ و دو بھی مسلسل جاری ہے۔

قابل صد مبارکباد ہیں علمائے اہل سنت اتر دیناج پور بنگال ہند کہ انھوں نے حالات کو سمجھنے کے لیے اجتماعی پلیٹ فارم بنایا اور اس سمت میں متعدّد علمی اور فکری تحریکیں چھیڑیں، سہ ماہی **پیغام مصطفیٰ** اتر دیناج پور، اس دینی اور علمی جریدے کی ذمہ داری تنظیم عاشقانِ مصطفیٰ، شاہ پور بازار، ضلع اتر دیناج پور بخوبی سنبھالے ہوئے ہے۔ مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا مفتی ساجد رضا مصباحی، جب کہ مجلس ادارت میں نائب مدیر حضرت مولانا غلام محمد ہاشمی مصباحی، معاون مدیر حضرت مولانا محمد مسجد رضا قادری اور سرکولیشن مینیجر ہیں حضرت مولانا محمد مظفر حسین رضوی اور مینیجر ہیں جناب محمد وسیم رضا، رسالہ اپنے آغاز سے لے کر اب تک پابندی کے ساتھ معیاری نکل رہا ہے۔ مضامین وقیع، گراں قدر اور مفید ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اسے لمبی عمر عطا فرمائے، آمین۔

"تذکرۂ علمائے اہل سنت اتر دیناج پور" ترتیب کے آخری مرحلے میں ہے، یہ تذکرہ دیگر صوبوں اور اضلاع کے لیے نمونۂ عمل ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ

اس وقت ہماری میز پر ہے **"عرفان امام احمد رضا"** 668 صفحات پر مشتمل ہے یہ ضخیم، دیدہ زیب اور مجلد دستاویز ہے، صد سالہ عرس امام احمد رضا محدث بریلوی کے زریں موقع پر "دو روزہ امام احمد رضا نیشنل سیمینار و کانفرنس" 20، 21 ربیع الآخر 1444/29، 30 دسمبر 2018 میں دار العلوم فیض عام کونہ، نوری نگر کمات، ضلع اتر دیناج پور مغربی بنگال میں منعقد ہوا، رضا شناسی کے حوالے سے اس تاریخی سیمینار میں ملک کی نامور شخصیات نے شرکت فرمائی۔ "عرفان امام احمد رضا" سیمینار میں پیش آمدہ مضامین اور کچھ دیگر اہم نگارشات کا مرقعِ جمیل ہے۔ ترتیب و تدوین کے گراں قدر فرائض انجام دیے ہیں محب گرامی وقار معروف قلم کار حضرت مولانا مفتی محمد ساجد رضا مصباحی دام ظلہ العالی اور پیکر اخلاص حضرت مولانا محمد عارف حسین مصباحی زید مجدہ نے۔

اتر دیناج پور کی سرزمین پر مشائخ اہلِ سنت کی تشریف آوری عرصۂ دراز سے ہوتی رہی ہے، تاج دار اہلِ سنت حضور مفتیِ اعظم ہند، مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن اڑیسوی، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی وغیرہ اکابر آتے رہے۔

مرتبِ باوقار حضرت مفتی ساجد رضا مصباحی نے مدرسہ اسلامیہ فیض عام اتر دیناج پور کے بارے میں سالانہ میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ایک مکمل پوسٹر نقل کیا ہے ہم ذیل میں اس کی تلخیص پیش کرتے ہیں:

عظیم الشان جلسہ بمقام موضع کونہ، 17، 18، 19 شعبان المعظم 1380ھ/22، 23، 24 ماگھ/4، 5، 6 فروری 1961ء میں منعقد ہوا جس میں درج ذیل مشائخ اور علما کی جلوہ گری ہوئی:

(1)- فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی، بریلی شریف۔

(2)- مناظر اعظم حضرت مفتی محمد حسین مفتی اعظم سنبھل۔

(3)- شہزادۂ شیر بیشۂ اہلِ سنت، حضرت علامہ مشاہد رضا پیلی بھیت۔

(4)- بلبل ہند حضرت مفتی رجب علی قادری

اکابر اہلِ سنت کی آمد کے تذکار کا مقصد یہ ہے کہ یہ علاقہ 1961 سے اپنے مشائخ اور علما کی قدر کرنا جانتا ہے، مگر یہ تو تاریخی

ثبوت ہیں، مسلمان ان علاقوں میں مدتوں سے آباد ہیں، ان کی دینی، علمی اور اخلاقی ضرورتوں کی تکمیل اولیاے کرام، علماے عظام اور دیگر اہل علم ہی فرماتے رہے ہیں۔

اتر دیناج پور کی اس تاریخی آبادی میں امام احمد رضا نیشنل سیمینار و کانفرنس کا انعقاد وہاں کے ذمہ دار علماے کرام کا ایک تاریخی اور یادگار کارنامہ ہے، خاص بات یہ ہے کہ اس جشنِ صد سالہ میں مالی تعاون بھی 381 علماے کرام نے کیا۔ اس فہرست کے بعد مرتبین نوٹ لگاتے ہیں:

”اس فہرست میں صرف انھی علماے کرام کے نام شامل ہیں جنھوں نے جشنِ صد سالہ اعلیٰ حضرت وہاٹس ایپ گروپ کے ذریعے ”امام احمد رضا نیشنل سیمینار و کانفرنس“ کا مالی تعاون فرمایا، ان کے علاوہ بھی کثیر علماے کرام نے مختلف ذرائع سے تعاون فرمایا۔“

اس مجموعۂ مضامین میں چھ ابواب ہیں، ابواب کو اگر اول دوم اور سوم کے بجاے پہلا دوسرا اور تیسرا باب ہوتا تو شاید زیادہ بہتر تھا۔ دوسری چیز یہ کھٹک رہی ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی شخصیت۔ خدمات اور روابط و تعلقات وغیرہ کو صرف ایک باب میں سمیٹ دیا گیا ہے، اگر ان ذیلی سرخیوں کو عقائد و کلام، علم حدیث و اصول حدیث اور فقہ و اصول فقہ وغیرہ کو مستقل باب بنا دیا جاتا تو شاید زیادہ بہتر ہوتا۔ اس مرقع جمیل میں:

ابتدائیہ: 2 تحریریں۔

بابِ اول میں: تقریظات 3 و تاثرات میں 21 تحریریں ہیں۔

باب دوم میں: امام احمد رضا نیشنل سمینار پس منظر و پیش منظر

باب سوم میں: خطبات و مشاہدات۔

باب چہارم میں: مقالات ہیں جو درج ذیل ضمنی عنوانات پر منقسم ہیں:

عقائد و کلام، علم حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، معاشیات و سیاسیات، اصلاح و موعظت، ادبیات، اوصاف و کمالات، خدمات و اثرات اور روابط و تعلقات، کل 65 تحریریں۔

اس باب کے بعد ضمیمہ ہے۔ ایک تحریر۔

باب پنجم میں امام احمد رضا نیشنل سیمینار و کانفرنس کی کہانی اخبارات و رسائل کی زبانی۔ دو تحریریں۔

باب ششم میں: ذکر ان کا جنہیں یاد رکھا جائے گا، دو تحریریں۔

یہ ایک سچائی ہے کہ ”عرفانِ امام احمد رضا“ میں اہم مضامین اور تحقیقات ہیں۔ آپ کی آفاقی اور ہمہ گیر شخصیت کا عرفان ان تحریروں کی روشنی میں بڑی حد تک ہو جاتا ہے، ہمارے یہاں کانفرنسیں تو بڑی بڑی ہوتی ہیں، مگر عام طور پر چند گھنٹوں میں چوکے چھکے لگا کر بات ختم کر دی جاتی ہے۔ لاکھوں روپئے خرچ کر کے بھی عوام کے ہاتھ میں معمولی سی شناسائی آتی ہے، پہلے تو خطبہ بھی کہاں تک صحیح بیان کرتے ہیں، یہ الگ مسئلہ ہے، پھر سامعین بھی ان بیانات میں بہت کچھ گھٹا بڑھا دیتے ہیں۔ اس پس منظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ”امام احمد رضا نیشنل سیمینار و کانفرنس“ ایک یادگار کارنامہ ہے جسے ”عرفانِ امام احمد رضا“ میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

محب مکرم حضرت علامہ مجاہد حسین رضوی مصباحی نے ”**امام احمد رضا اور مسئلہ تکفیر میں کمال احتیاط**“ کے موضوع پر مختصر فاضلانہ تحریر عطا فرمائی ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ امام احمد رضا محدث بریلوی کی عظیم شخصیت وفکر پر بہت سے شبہات قائم کیے جاتے ہیں، ایک یہ کہ آپ نے چار دیابنہ کی عبارتیں مشائخ حرمین کے سامنے بطور استفتا پیش فرمائیں، انھیں فتاویٰ کے مجموعے کا نام ”حسام الحرمین“ ہے، مگر مولوی اسماعیل دہلوی کے تعلق سے سکوت اختیار فرمایا جب کہ استاذ مطلق حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی نے اپنی علمی کتاب ”تحقیق الفتوی“ میں اس کی تکفیر فرمائی ہے، آپ کے فتوے پر اس عہد کے اکابر علما اور مشائخ کی تصدیقات بھی ہیں۔

حضرت علامہ مجاہد حسین رضوی نے شاید اسی اعتراض کے جواب میں یہ گراں قدر تحریر رقم فرمائی ہے۔

حضرت مولانا اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

”**احتمال کی قسمیں اور لزوم والتزام کفر:** احتمال کی تین قسمیں ممکن ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

اول: [احتمال في الكلام] یعنی کلام میں کوئی جائز توجیہ و تاویل ہو سکتی ہو، یہ احتمال لزوم کفر کی نفی کرتا ہے، یاد رہے کہ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔

دوم- [احتمال في التكلم] یعنی اس بات میں شبہہ آجائے کہ قائل نے وہ کفر کا کلمہ بولا یا نہیں، یہ احتمال جب آئے گا تو قائل کا التزام کفر ثابت نہ ہو سکے گا۔

سوم: [احتمال فى المتكلم] یعنی خود قائل کے مطابق شبہہ ہو کہ اس نے بے خیالی و بے خبری میں یا حالت سُکر یا غلبۂ حال

میں یہ کلام کہا ہے اور اس کی قباحت پر آگاہ نہ کیا گیا کوئی ضعیف قول اس کی توبہ کامل جائے تو بھی قائل کا التزام کفر ثابت نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے لزوم کفر والتزام کفر کے اسی فرق کو ملحوظ رکھا اور مولوی اسماعیل دہلوی کے اقوال کفریہ سے قائل کے توبہ کر لینے کی شہرت کے سبب ان کی نظر میں ایک گونہ احتمال في المتكلم پیدا ہو گیا اور التزام کفر متحقق نہ ہوا، اس لیے اسے کافر کہنے سے اپنی زبان روک لی اور فرمایا کہ:

ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا اله لا الله کی تکفیر سے منع فرمایا ہے، جب تک وہ وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن وجلی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی نہ رہے۔ [فان الاسلام یعلو ولا یعلی] اسلام غالب ہے مغلوب نہیں [مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اور بے شک کہتا ہوں کہ بلاریب ان تابع ومتبوع سب پر ایک گروہ علما کے مذہب میں بوجوہ کثیرہ کفر لازم -والعیاذ باللہ ذي الفضل الدائم. (فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد15، ص:429،430)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"بالجملہ تکفیر اہل قبلہ واصحاب کلمہ طیبہ میں جرأت وجسارت محض جہالت بلکہ سخت آفت جس میں وبال عظیم ونکال کا صریح اندیشہ و العیاذ باللہ رب العالمین، فرض قطعی ہے کہ اہل کلمہ کے ہر قول وفعل کو اگرچہ بظاہر کیسا ہی شنیع قطعی ہو حتی الامکان کفر سے بچائیں، اگر کوئی ضعیف سے ضعیف، نحیف سے نحیف تاویل پیدا ہو جس کی رو سے حکم اسلام نکل سکتا ہو تو اس کی طرف جائیں، اور اس کے سوا اگر ہزار احتمال جانب کفر جاتے ہوں خیال میں نہ لائیں۔" (فتاویٰ رضویہ مترجم، جلد21، ص:317)

محدث بریلوی امام احمد رضا کی اس احتیاطی فکر سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ مسئلۂ تکفیر میں کتنے محتاط تھے، مسئلۂ تکفیر کے حوالے سے ان کی فکر پر اعتراض کرنے والے سوچیں کہ آپ بلا شبہہ کسی کی تکفیر کرنے میں آخری مرحلے تک احتیاط فرماتے تھے۔ فتدبروا أولی الأبصار.

محب گرامی حضرت مولانا محمد عارف حسین قادری مصباحی دام ظلہ العالی قابل ذکر فاضل اشرفیہ ہیں، تدریسی صلاحیت اور فتویٰ نویسی سے بڑی حد تک شناسائی ہے، علم وعمل کے ساتھ پیکر اخلاق بھی ہیں، کچھ کر گزرنے کا جذبہ آپ کے دل ودماغ پر ہمیشہ چھایا رہتا ہے۔ دنیا کا ہر بڑا کام مصروف ترین فنکاروں نے انجام دیا ہے، آپ اس مجموعہ مضامین کے مرتب بھی ہیں، آپ کا ایک طویل تحقیقی مضمون **"امام احمد رضا ایک عظیم ناقد حدیث"** بھی شامل ہے، اس کے صفحات کی تعداد 60 ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مفتی صاحب دام ظلہ العالی نے بڑی محنت اور تحقیق سے یہ علمی تحقیقات جمع فرمائی ہیں، عہد رسالت مآب ﷺ سے لے کر امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک احادیث کے حفظ وترسیل کا معاملہ بہت درست رہا، عہد رسالت میں تو قرآن عظیم بھی نازل ہوتا رہا، اس لیے آقا کریم ﷺ نے احادیث کو نقل کرنے میں احتیاط سے کام لینے کا حکم صادر فرمایا، مگر بعض صحابہ کرام حزم واحتیاط کے ساتھ احادیث نوٹ کر کے اپنے پاس محفوظ فرما لیتے تھے، ان لکھنے والوں میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے، مگر اس کے بعد مسلمانوں میں کچھ ناروا چیزیں در آئیں۔ اپنی معروف کتاب **"تدریب الراوی"** میں محدث جلیل حضرت حماد بن زید نے فرمایا:

"وضعت الزنادقة علی رسول الله ﷺ اربعة عشر الف حدیث." (تدریب الراوی، ص:252)

زنادقہ نے حضور ﷺ پر چودہ ہزار حدیثیں گڑھیں۔

روافض نے بھی اہل بیت کے فضائل میں حدیثیں گڑھیں ان کے مقابلے میں بعض ناصبیوں نے اور چند جاہل سنیوں نے بھی حضرت معاویہ، سیدنا صدیق اکبر، اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں کچھ حدیثیں گڑھیں۔

اسی مضمون میں ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی نے حافظ ابویعلی اور حافظ خلیل کے حوالے سے صراحت فرمائی ہے کہ رافضیوں نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے فضائل میں تقریباً تین لاکھ حدیثیں گڑھیں۔

ان نازک اور انتہائی حساس تقاضوں کے پیش نظر فن اسماء الرجال اور احادیث کے نقد وطعن کے حوالے سے اصول حدیث ایک مستقل فن کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا، اس موضوع پر سیکڑوں مستقل تصانیف بھی ہیں اور مسائل شرعیہ کے ضمن میں بھی بہت سے مسائل پیش کر دیے جاتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ امام احمد رضا محدث بریلوی فن حدیث میں حد درجہ مہارت رکھتے تھے، بقول علامہ حنیف خاں بریلوی:

"میں نے تلاش وجستجو شروع کی تو اب تک امام احمد رضا خاں

کی ساڑھے تین سوکتب ورسائل میں تقریباً چار سوکتابوں کے حوالے احادیث مبارکہ کے تعلق سے ملے[جامع الاحادیث،ج:1،ص:41)

امام احمد رضا عظیم فقیہ و محدث تھے، آپ نے فنِ حدیث، اصولِ حدیث، رجالِ حدیث، اکابر محدثین پر تطفلات، اپنے عہد کے بعض نام نہاد محدثین پر حیرت انگیز نقد و نظر، ان تمام تفصیلات کو حیرت انگیز انداز سے مقالہ نگار نے جمع فرمایا ہے، آپ کے نقد کی صرف ایک مثال ذیل میں پڑھیے۔

"(5)-عن ام المومنين صديقه رضى الله تعالى عنها قالت : كان رسول الله ﷺ في السفر يؤخر الظهر و يقدم العصر، و يؤخر المغرب و يقدم العشاء.

ترجمہ:ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ارشاد فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سفر میں ظہر کو دیر فرماتے، عصر کو اول وقت پڑھتے، مغرب کی تاخیر فرماتے عشا کو اول وقت پڑھتے۔[شرح معانی الآثار، باب جمع بین الصلاتین الخ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج:1،ص:113]

اس حدیث کی سند یہ ہے:حدثنا فحدثنا الحسن بن البشير ثنا المعافي بن عمران كلاهما عن مغيره بن زياد الموصل عن عطاء بن ابي رباح عن ام المومنين عائشة .

اس سند میں ایک راوی مغیرہ بن زیاد موصلی ہیں جن کے بارے میں میاں نذیر حسین دہلوی نے تقریب کا حوالہ دے کر یہ دعوی کیا تھا کہ وہ وہمی ہیں اسی لیے مجروح اور نا قابل اعتبار ہیں۔ واضح رہے کہ تقریب میں یہم کے ساتھ صدوق کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ اور اس صورت میں راوی ہرگز مجروح نہیں ہوتا بلکہ اس طرح کے کثیر رواۃ توصحیحین میں بھی موجود ہیں۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے کثیر نظائر و شواہد کی روشنی میں یہ واضح فرمایا کہ یہ نہ مجروح ہیں اور نہ ہی نا قابل اعتبار بلکہ امام ترمذی، امام نسائی، امام ابو داؤد اور امام ابن ماجہ کے رجال سے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مبارک و مسعود کلمات یہ ہیں:

حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا مروی امام طحاوی و نیز امام احمد وابن ابی شیبہ استادان بخاری ومسلم کے رَد کو پھر وہی معمولی شگوفہ چھوڑا کہ ایک راوی اس کا مغیرہ بن زیادہ موصلی ہے، اور یہ مجروح ہے کہ وہمی تھا۔ قاله الحافظ في التقريب.[معیار الحق،ص:401]

اقول: اولا: تقریب میں صدوق کہا تھا وہ صندوق میں رہا۔

ثانیا: وہی اپنی وہمی نزاکت کہ له اوهام کو وہمی کہنا سمجھ لیا۔

ثالثا: وہی صحیحین سے پرانی عداوت تقریب دور نہیں، دیکھئے تو کتنے رجال بخاری و مسلم کو یہی صدوق له اوهام[سچا ہے، اس کے اوہام ہیں] کہا ہے۔

رابعا: مغیرہ رجال سنن اربعہ سے ہے امام ابن معین وامام نسائی دونوں صاحبوں نے یہاں تشدد شدید فرمایا:ليس به باس[اس میں کوئی برائی نہیں]زاد يحي له حديث واحد منكر[اس کی صرف ایک حدیث منکر ہے]لاجرم وکیع نے ثقہ، ابوداؤد نے صالح، ابن عدی نے :عندي لاباس به[میرے نزدیک اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ کہا تو اس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں، اگرچہ درجہ صحاح پر بالغ نہ ہو جس کے سبب نسائی نے:ليس بالقوى[اس درجے کا قوی نہیں ہے۔ ابواحمد حاکم نے: ليس بمتين عندهم[اس درجے کا متیّن نہیں ہے ان کے نزدیک]کہا:لا انه ليس بقوى ليس بمتين و شتان مابين العبارتين[نہ یہ کہ سرے سے قوی اور متین نہیں ہے، ان دو عبارتوں میں بہت فرق ہے۔]حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا، اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صدہا ہیں۔(میزان الاعتدال، ترجمہ مغیرہ بن زیاد موصلی:8709، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ج:3،ص:190/فتاوی رضویہ مترجم، ج:5،ص:186، رسالہ:حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین)(ص:207،208)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ بلا شبہہ عبقری شخصیت تھے، آپ تمام علوم متداولہ میں اعلیٰ حضرت تھے، آپ کی انفرادیت فقہ حنفی میں تھی، اس تعلق سے متعدّد مضامین اور تحقیقی مقالات ہیں، سرِ دست ہم اسم گرامی پیش کرتے ہیں ڈاکٹر حسن رضا پی ایچ ڈی پٹنہ کا۔ آپ نے سب سے پہلے امام احمد رضا محدث بریلوی کے فقہی مقام پر ڈاکٹریٹ کی۔ آپ ڈائریکٹر اردو تحقیقات عربی وفارسی پٹنہ سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ آپ سنجیدہ اور باوقار خطیب ہیں۔ آپ کے مقالے کا عنوان ہے **"طبقاتِ فقہا اور امام احمد رضا"** آپ نے واقعی اپنے عنوان کا بڑی حد تک حق ادا فرما دیا ہے۔ مباحث پر گفتگو کرنا اپنے تبصرے کی تنگ دامنی کے خلاف ہوگا، آپ کے مقالے کی آخری سطریں ملاحظہ فرمائیں:

"اعلیٰ حضرت کی انھی فقہی تحقیقات اور بے مثال تنقیحات کا جائزہ لینے کے بعد علامہ سید اسماعیل مفتی حرم علیہ الرحمہ پکار اٹھے:

"لو راه الأمام أبو حنيفة لجعله في أصحابه"

ایک حد تک ہم بھی اس رائے سے متفق ہیں کہ اعلیٰ حضرت قواعد اصول و فروع اور احکام میں ابو حنیفہ کے ایک عظیم مقلد تھے اور تقلیدی شان کے ساتھ ہی منصب اجتہاد فی المسائل واجتہاد فی المذہب کی پوری اہلیت رکھتے تھے۔" (ص:225)

ان مقالات میں معلومات کا ذخیرہ ہے، حضرت قاری محمد شبیر فیضی نے **"امام احمد رضا اور تواضع و انکساری"** کے موضوع پر چند چیزیں بڑی اہم نقل فرمائی ہیں:

"مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے۔ ایک سال بریلی میں رمضان المبارک کی 20 تاریخ سے اعتکاف کیا، اعلیٰ حضرت مسجد میں آتے تو فرماتے جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں مگر فرصت نہیں ملتی، آخر 26 ماہ رمضان کو فرمایا آج سے میں بھی معتکف ہی ہو جاؤں، اعلیٰ حضرت بعد افطار پان نوش فرماتے، شام کو کھانا کھاتے، میں نے کسی دن نہیں دیکھا سحری کو صرف ایک چھوٹے سے پیالے میں فرنی اور ایک پیالی میں چٹنی آیا کرتی تھی، وہ نوش فرمایا کرتے، ایک دن میں نے دریافت کیا حضور فرنی اور چٹنی میں کیا جوڑ؟ فرمایا نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک ہی پر ختم کرنا سنت ہے، اس لیے یہ چٹنی آتی ہے، ایک دن شام کو پان نہیں آئے اور یہ بہت پختہ عادت تھی کہ کھانے کی کوئی چیز طلب نہیں فرماتے، خاموش رہے، مگر چوں کہ پان کے از حد عادی تھے، ناگواری ضرور پیدا ہوئی، مغرب سے تقریباً دو گھنٹے بعد گھر کا ملازم ایک بچہ پان لایا، حضرت نے اسے ایک چپٹ مارا اور فرمایا کہ اتنی دیر میں لایا بعدہ سحری کے وقت سحری کھا کر مسجد کے باہر دروازے پر تشریف لائے اس وقت رحیم اللہ خان ملازم اور میں دو شخص مسجد میں تھے، فرمایا: آپ صاحبان میرے کام میں مخل نہ ہوں، میں گھبرایا اور عرض کی حضور ہم تو خدام ہیں مخل ہونا کیا معنی؟ بعد میں اس بچے کو بلوایا جو شام کو پان دیر میں لایا تھا اور فرمایا کہ شام کو میں نے غلطی کی جو تم کو چپٹ ماری، دیر سے بھیجنے والے کا قصور تھا، لہذا تم میرے سر پر چپٹ مارو اور ٹوپی اتار کر اصرار فرما رہے ہیں، ہم دونوں بہت مضطرب اور دم بخود پریشان اور وہ بچہ بھی بہت پریشان اور کانپنے لگا، اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا، حضور میں نے معاف کیا، فرمایا تم نابالغ ہو تمہیں معاف کرنے کا حق نہیں، تم چپٹ مارو، مگر وہ نہ مار سکا، بعدہ اپنا بکس منگوا کر مٹھی بھر پیسے نکالے اور پیسے دکھا کر فرمایا میں تم کو یہ دوں گا، تم چپٹ مارو، مگر وہ بے چارہ نہیں کہتا رہا، حضور میں نے معاف کیا، آخر کار اعلیٰ حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سی چپتیں اپنے سر مبارک پر اس کے ہاتھ سے لگائیں اور پھر اس کو پیسے دے کر رخصت فرمایا۔"

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس علم کے جبل شامخ کے وجود ناز میں شریعت کی پاسداری اور تواضع و انکساری کتنی حیرت انگیز تھی، آپ اپنے ذاتی معاملات میں کتنے محتاط اور دیانت دار تھے، ایسے کتنے ہی واقعات عام زندگیوں میں پیش آتے رہتے ہیں، علما اور صوفیا کی شخصیات اہم ہیں مگر خود ہم لوگوں کے احوال بھی قدم قدم پر افسوس ناک ہیں، نفس نفس میں شریعت و سنت کا لحاظ رکھنا کتنا مشکل امر ہے، اے اللہ تو ہمیں بھی سچی خشیت ربانی اور اپنے رسول ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق سے سرفراز فرما۔

ہم یہ تو نہیں کہتے کہ امام احمد رضا سائنسی علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے مگر جن مسائل میں فقہی نقطۂ نظر سے آپ نے توجہ فرمائی، اس میں حق ادا فرما دیا، یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنے فتاویٰ میں جو تحقیقات درج فرمائی ہیں، فقہ حنفی کے ماخذوں سے استفادہ کیا ہے مگر بر وقت ان سے استفادہ یہ آپ کی حیرت انگیز اخاذ طبیعت کا کمال ہے مثال کے طور پر **"امام احمد رضا اور سائنسی علوم":**

"امام احمد رضا اور نظریہ طاعون [PLAGUE]:

امام احمد رضا نے میڈیکل سائنس کے اس مضمون [Plague] پر ایک حیران کن تحقیق کرتے ہوئے "تيسير الماعون للسكن في الطاعون" نامی رسالہ لکھ کر میڈیکل سائنس کے باطل اور جھوٹے نظریات کو چیلنج کیا اور یہ ثابت کیا ہے کہ کسی وبا کے بارے میں اسلامی نظریہ یہ ہے کہ جہاں ہو وہاں جانے سے گریز کیا جائے اور جہاں یہ مرض ہو اس سے بھاگنا نہیں چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے طاعون سے بھاگنے کو میدان جنگ سے فرار کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے اس فعل کو گناہ کبیرہ قرار دیا اور صبر و استقامت سے رہنے والے کو شہادت کے درجہ کی خوش خبری سنائی۔ (ص:545)

حضرت مولانا فرید احمد خاں شفیقی نے اس قسم کی اور بھی گراں قدر مثالیں جمع فرمائی ہیں۔

"عرفان امام احمد رضا" میں کثیر اہل علم کی نگارشات ہیں، سب پر اظہار خیال کرنا بہت مشکل ہے، حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی، حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی، حضرت مفتی شفیق احمد شریفی، حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی علیہ الرحمہ، حضرت مفتی ذوالفقار

علی رشیدی مصباحی، ڈاکٹر سجاد عالم مصباحی، حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد، حضرت مفتی مبشر رضا ازہر مصباحی، حضرت مفتی عبد الخبیر اشرفی مصباحی، حضرت مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی، حضرت مفتی شعیب عالم نعیمی اور راقم سطور مبارک حسین مصباحی وغیرہ وغیرہ۔

پیش نظر "عرفان امام احمد رضا" گوناگوں اوصاف کا حامل ہے، مبارک باد کے مستحق ہیں علماے اہل سنت اتر دیناج پور کہ انھوں نے اہل سنت کی نابغۂ روز گار شخصیت، مجدد و خطیب، بے مثال مترجم قرآن اور بلند پایہ مفسر، یگانۂ روز گار محدث وناقد، اپنے عہد کے عبقری فقیہ، امامِ نعت گویاں، معارف تصوف کے پیش رو، حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچنے والے یگانۂ عصر مصلح اعظم، عشق رسول ﷺ کی خوشبو آپ کے اقوال اور افعال سے پھوٹتی تھی اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بلاشبہ امام احمد رضا محدث بریلوی بے شمار خوبیوں کے حامل تھے ان کی مثال چند صدیوں میں نظر نہیں آتی۔

علم اور اخلاص کے پیکر قابل صد تکریم حضرت مولانا مفتی ساجد رضا مصباحی دام ظلہ العالی، آپ عالی دماغ رکھتے ہیں، کامیاب استاذ اور مستند فتویٰ نویس ہیں، صحافت میں بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں، معاملہ فہم، نیک سیرت ہیں، آپ کی متعدّد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، آپ کی تحریروں میں ادیبانہ رنگ رہتا ہے، فقہی بصیرت کے حامل ہیں، اس لیے شریعت کی پاس داری بھی خوب رہتی ہے۔

دوسرا اہم نام ہے معتبر فرزند اشرفیہ، تدریس و تحریر میں ممتاز صلاحیت کے حامل حضرت مولانا مفتی محمد عارف حسین مصباحی دام ظلہ العالی، آپ علمی تدبر اور عملی توازن رکھتے ہیں، معاملات میں سنجیدہ اور کچھ کر گزرنے کا مسلسل حوصلہ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ سے دین و سنیت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے۔ آمین

اب ہم چند معروضات پیش کرتے ہیں:

(1)- امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی باضابطہ مکمل حیات و خدمات پر کوئی مضمون نہیں ہے حالاں کہ ہوتا تو زیادہ مناسب ہوتا۔

(2)- امام احمد رضا کی تصانیف کے حوالے سے بھی کوئی مستقل مضمون نہیں ہے۔

بہر کیف کتاب جامع اور معلومات افزا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کی سرفرازیوں سے نوازے اور عرفان امام احمد رضا محدث بریلوی کا اجالا دنیا کے گوشے گوشے میں عام ہو۔ آمین۔ ❊❊❊

(ص:42 کا بقیہ)...

رشد و ہدایت کے پھول کھلے اور قدرت کے قلم نے ملاجی کی تقدیر میں شر کی جگہ خیر رقم کر دیا۔

ایمان اپنے تمام تر تقاضوں کے ساتھ جس قدر انسان کے رگ و پے میں سرایت کرتا چلا جاتا ہے اس کی نگاہ کی یہ غیر مرئی تاثیر اتنی ہی بڑھ جاتی ہے، پھر خواہ نگاہ اٹھے یا پلکوں کے سیاہ پردے کی اوٹ میں جھک جائے بہر صورت فکر و عمل کی آوارگی پر اس کی ضرب اتنی کاری ہوتی ہے کہ جس کی دھمک لوح محفوظ تک سنائی دیتی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "شفاء الصدور" میں ملک شام کے ایک پاک دامن نوجوان کا تذکرہ بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے جس کی سب سے بڑی خوبی یہی تھی کہ وہ "مرد مومن" تھا۔ کافر بادشاہ کی قید میں پڑے اس نوجوان کے ایمان و یقین کا امتحان ایک جواں سال دوشیزہ کے ذریعہ لیا گیا، جس کے حسن کی حشر سامانی کے آگے رنگ و شباب کے نہ جانے کتنے پیکر دم توڑ چکے تھے۔ رات کی تنہائی میں نوجوان کے حجرے میں یہ دوشیزہ داخل ہوئی تاکہ نوجوان کے عزم و یقین اور ایمان کے بھرم کو توڑ کر اپنے دام حسن میں لے آئے اور اسے کفر کی طرف پلٹنے پر مجبور کر دے، نوجوان نے اپنے کمرے میں نسوانی وجود کا احساس کیا تو نگاہ جھکا لی، لڑکی کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا مگر نوجوان کی وہ پاکیزہ نگاہ جھکی کی جھکی رہی اور مرد مومن کی یہ جھکی نگاہ ہی اس کافر ادا دوشیزہ کی حسن تقدیر کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ آخر نگاہ نے اثر کیا اور وہ خود بول اٹھی کہ مجھے بھی اس دین میں داخل کر لو جس نے تمھاری نگاہوں میں فرشتوں سی حیا پیدا کر دی ہے۔ (بحوالہ لالہ زار)۔

اس واقعہ کو سامنے رکھ کر جب علامہ اقبال کے شعر کو زبان سے دہراتے ہیں تو لطف کی کیفیت دو آتشہ ہو جاتی ہے اور دل خود گواہی دیتا ہے کہ:

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!

اب تو صرف ہم ہیں، ہمارے دلائل ہیں، تقریریں ہیں، تحریریں ہیں، چشتی اور قادری نسبتوں کی سندیں ہیں، اگر نہیں ہے تو بس وہی "نگاہ" جس کی کرشمہ سازی سے ہی کام بنتے آرہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مرد مومن بنائے۔

❊❊❊

خیابان حرم

نعتیں

درود

نکہتِ موسمِ بہار درود
طلعتِ نقشِ گل عذار درود
وجہِ افزایشِ وقار درود
سرخ روئی کا ہے مدار درود
سر بسر لطف، سر بسر اکرام
سر بسر مغفرت شعار درود
جوہرِ حسن شہ پہ چشم نثار
بوئے گیسو پہ مشکبار درود
حدِ فاصل اسی کو کہتے ہیں
ہے خطا لیل تو نہار درود
میرے دل پر ہے نقش صلِّ علی
میری دھڑکن کی ہے پکار درود
ان کو حاصل ہے علمِ غیب و شہود
سنتے ہیں وہ تہِ مزار درود
نصِّ قطعی کا وہ مخالف ہے
جس کو لگتا ہے ناگوار درود
جرأتِ معصیت کچل ڈالو
بھیج کر ان پہ بار بار درود
میرا حق الیقین کہتا ہے!
کر ہی ڈالے گا بیڑا پار درود
ساز اخلاص کا جو ہو ثاقبؔ
چھیڑ دیتا ہے دل کے تار درود

ثاقب قمری مصباحی

گلاب

جو بانٹتا ہے زمانے کو رحمتوں کے گلاب
اُسی شجر نے کھلائے ہدایتوں کے گلاب
خدا گواہ علی فاطمہ حسین و حسن
نجابتوں کے ہیں چشمے طہارتوں کے گلاب
سخنورانِ عرب سامنے ہیں قُفل بہ لب
لبِ نبی پہ کھلے جب فصاحتوں کے گلاب
کرم تو یہ ہے کہ ہم جیسے مجرموں کے لیے
لبِ کریم پہ ہوں گے شفاعتوں کے گلاب
گداگرِ درِ سلطانِ بحر و بر ہوں میں
ہیں میری دامنِ قسمت میں نعمتوں کے گلاب
ہے لفظ لفظ میں حسن کلام کی خوشبو
ہیں غنچۂ لبِ اقدس پہ حکمتوں کے گلاب
در حبیب ہے بٹتی ہے دولت کونین
یہیں تو کھلتے ہیں لوگوں کی قسمتوں کے گلاب
مرے کریم مرے دامنِ حیات کو دے
غلامیِ شہِ کوثر کی عظمتوں کے گلاب
یہ آرزو ہے کروں عمر بھر ثنائے رسول
قلم سجائے مرا ان کی مدحتوں کے گلاب
سجا کے دیکھ لے ذکر رسول کی محفل
کھلیں گے تیرے بھی آنگن میں برکتوں کے گلاب
حبیب بس وہیں تقدیر مسکرائے گی
چلو مدینہ کھِل اٹھیں گے حسرتوں کے گلاب

مفتی احمد حبیب قادری قاضیِ شہر کوشامی

روشنی گنبدِ خضرا سے ملا کرتی ہے

سر بخم ہو کے تمنا جو دعا کرتی ہے
تب کہیں جا کے کوئی نعت ہوا کرتی ہے
لب تو ہلتے نہیں احساسِ ندامت سے مرے
خامشی میری مدینے میں نَوا کرتی ہے
ڈھونڈتی پھرتی ہے نقشِ قدمِ سرورِ دیں
اس لیے آنکھ ہر اک سمت پھرا کرتی ہے
پہلے رکھ دیتی ہے سر کوئے نبی میں اپنا
پھر کہیں آگے سفر بادِ صبا کرتی ہے
سینۂ عاشقِ سرکار سے اٹھتا ہے دھواں
آتشِ عشقِ نبی دل میں جلا کرتی ہے
تب کسی شوخ ہتھیلی کو ملے رنگِ جمال
کربلا والوں کا جب ذکر حنا کرتی ہے
جمع ہوتے ہیں مرے دل کی گلی میں مہ و مہر
نعت کی بزم یہاں روز جما کرتی ہے
جن کو آقائے دوعالم کی محبت نہ ملی
ایسے ذہنوں پہ فقط برف گرا کرتی ہے
دیکھنے کے لیے طیبہ کی وہ روشن گلیاں
آرزو روز نئے خواب بُنا کرتی ہے
غم کی سفاکیاں جب دل کو دوپارہ کر دیں
یادِ سرکار کرم مجھ پہ سوا کرتی ہے
میرے آقائے کرم میری سماعت اکثر
آپ کے پاؤں کی آہٹ کو سنا کرتی ہے
میرے کمرے میں اندھیرا نہیں ہونے پاتا
روشنی گنبدِ خضرا سے ملا کرتی ہے
کاش ہو جائے کچھ ایسا کہ میں اے نور کہوں
میری ہر سانس شہِ دیں کی ثنا کرتی ہے

سید محمد نورالحسن نور نوابی عزیزی

سفر آخرت

خلیفۂ قطب المشائخ شیخ طریقت استاذ الاساتذہ الحاج

حضرت مولانا حافظ محمد ناظر حسین خاں جالوی اشرفی علیہ الرحمہ

مبارک حسین مصباحی

بڑے غم کے ساتھ یہ الم ناک خبر دی جا رہی ہے کہ استاذ الاساتذہ شیخ طریقت حضرت مولانا حافظ و قاری الحاج الشاہ محمد ناظر حسین خاں اشرفی کا 5 ستمبر 2022ء بروز پیر 11 / بج کر 29 / منٹ پر وصال پر ملال ہو گیا۔ قضائے الٰہی سے رحلت کی خبر دیکھ کر کلمات استرجاع پڑھے اور اسی وقت ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا۔ بفضلہ تعالیٰ آپ انتہائی صالح، سچے عاشقِ رسول کریم اور سادات کرام کے حد درجہ شیدائی تھے، تارکِ سلطنت حضور مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز پر دل و جان لٹاتے تھے، اور مقدس اور بابرکت بارگاہ کی حاضری کا انداز قابلِ دید ہوتا تھا۔ آپ قطب المشائخ حضرت علامہ سید شاہ محمد قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ کے سچے مرید اور بافیض خلیفہ تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے مرکز عقیدت اشرفی خاندان کے بچے بچے سے عقیدت و وارفتگی کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔

اپنی قیام گاہ میں آپ کا وصال پر ملال ہوا، کولکاتا کی سرزمین پر آپ نے ساٹھ برس سے زیادہ کا عرصہ گزارا تھا، آپ جالے، بہار کے باشندے تھے، اس الم ناک خبر سے کولکاتا سے کچھوچھہ مقدسہ تک افسوس کی لہر دوڑ گئی، آپ کی لاش مبارک بذریعہ ایمبولنس کولکاتا سے جالے لائی گئی، محب گرامی وقار آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی منظر حسن خاں اشرفی مصباحی دام ظلہ العالی سے ہم نے اظہارِ تعزیت کیا، معلوم ہوا کہ وہ ممبئی سے وصال سے پہلے ہی روانہ ہو چکے ہیں، انھیں اس حادثۂ جاں کاہ کی خبر راستے ہی میں ملی، ہم نے تعزیتی کلمات فیس بک پر جاری کیے اور ان کے جنت الفردوسی ہونے کی مسلسل دعا کی۔

مفتی صاحب نے نمازِ جنازہ کے بعد فرمایا کہ ہمارے ابو جان بہت خوش نصیب ہیں کہ ان کی نمازِ جنازہ ان کے شیخ طریقت کے جانشین تاج الاسلام حضرت علامہ سید شاہ محمد نظام الدین اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی نے پڑھائی، دوسری اہم شخصیت اشرف العلما حضرت علامہ ابو الحسن سید محمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی سجادہ نشیں صوفیِ ملت، حضرت مولانا حافظ و قاری سید محمد محفوظ الدین چشتی فریدی ولی عہد خانقاہ چشتیہ فریدیہ کولکاتا، خلیفۂ شیخ اعظم حضرت مولانا محمد عابد حسین اشرفی منظری ممبئی، مولانا ریحان رضا انجم مصباحی، دربھنگہ، حضرت مولانا مفتی سید قمر عالم اشرفی جامعی، ہبلی، کرناٹک، حضرت مولانا سید مہتاب عالم اشرفی جامعی، کولکاتا بھی تشریف فرما تھے۔ مزید فرمایا کہ ابو جان علیہ الرحمہ کے نام ور تلامذہ، خاندانی اور قرب و جوار کے افراد بڑی تعداد میں موجود تھے، آپ کو بصد غم سپردِ خاک کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی جاہ میں دعا ہے کہ انھیں جنت الفردوس میں چشتی اشرفی مشائخ کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔

بفضلہ تعالیٰ آپ کے تین فرزند ہیں اور سب نے آپ کی درس گاہ میں حفظ مکمل کیا اور تینوں خانقاہ کچھوچھہ مقدسہ کے شیدائی اور فدائی ہیں، اسمائے گرامی یہ ہیں:

(1)- خطیب اہلِ سنت حضرت مولانا مفتی منظر حسن خاں اشرفی دام ظلہ العالی، آپ ممبئی میں دو اداروں کے بانی اور مہتمم ہیں، آپ عالمی سنی صوفی تحریک [الہند] کے بانی اور سربراہ ہیں۔

(2)- شاعر اہل سنت حضرت مولانا حافظ محمد وسیم اصغر اشرفی جالوی زید فضلہ، خطیب و امام مسجد محبوب رحمانی اور استاذ دار العلوم اشرفیہ قطبیہ تل جلا روڈ، کولکاتا۔

(3)- حضرت حافظ و قاری محمد ابو الخیر خاں اشرفی زید فضلہ خطیب و امام مسجد ہبلی، کرناٹک۔ ماشاء اللہ تینوں فرزند باصلاحیت، بلند اخلاق اور صالح ہیں اور اپنے اپنے دائرۂ عمل میں کامیاب اور ہر دل عزیز ہیں۔

حضرت خلیفۂ قطب المشائخ علیہ الرحمہ کی تاریخ ولادت باسعادت کاغذات میں نوٹ 1949ء ہے۔ آپ نے اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ مسجد محبوب رحمانی تل جلا روڈ کولکاتا میں چار وقت کی نماز پڑھانا شروع کی، مگر ہوتا یہ کہ جب آپ رہتے تو نمازی آتے باقی فجر میں نہیں آتے، پھر آپ پنج وقتہ نماز پڑھانے کا اہتمام کرنے لگے، انھی دنوں آپ نے مدرسہ اشرفیہ قطبیہ قائم فرمایا جو اب دار العلوم ہو گیا ہے، قریب 45 برس سے آپ اس مسجد اور مدرسے میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے باکمال اور مقبول ترین تلامذہ ملک کے مختلف گوشوں میں دین و سنیت اور علوم و فنون کی زریں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل سب کی مغفرت فرمائے، اہلِ خانہ، فرزندان، تلامذہ اور متعلقین کو صبر جمیل اور اجر جزیل سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

(22 اکتوبر 2022ء کو عرس چہلم کولکاتا میں ہو رہا ہے)

سفر آخرت

عالمی مبلغ حضرت علامہ شاہد رضا نعیمی کا وصال پُر ملال

مبارک حسین مصباحی

7/صفر1444ھ/5ستمبر2022ء کو معروف خطیب اور عالمی مبلغ حضرت علامہ شاہد رضا نعیمی اشرفی لندن میں وصال فرما گئے، ہر طرف غم و اندوہ کی لہر دوڑ گئی، آپ عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی شیخ الحدیث و صدر المدرسین جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے فرزند ارجمند تھے۔ علامہ شاہد رضا نعیمی اردو اور انگریزی میں زبردست خطاب فرماتے تھے۔ آپ کی نمازِ جنازہ 7 ستمبر بروز بدھ 4/ بجے سیفرن ہل قبرستان لیسٹر Le26ty میں ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض مفکرِ اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی نے انجام دیے، نمازِ جنازہ میں بڑی تعداد علما، مشائخ اور عوام اہلِ سنت کی تھی۔

آپ کی ولادت باسعادت موضع فتح پور ضلع بھاگل پور میں 1950ء میں ہوئی آپ نے بی ایس سی [بایولوجی] کیا، اس کے بعد ایم بی بی ایس کی تیاری کی، ٹیسٹ میں بیٹھے مگر کاتب تقدیر نے آپ کے مقدر میں عالمی دعوت و تبلیغ کا فریضہ لکھ دیا تھا، اس لیے رزلٹ حق میں نہیں آیا، اس کے بعد آپ نے تکمیل الطب کالج لکھنؤ میں داخلہ لیا، بڑی محنت اور شوق سے دو برس طب کی تعلیم حاصل کی۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ ایک طالب علم کسی خاص موضوع پر کسی کالج میں زیر تعلیم ہو اور اچانک اس کے مربی اور والد گرامی کا حکم پہنچ جائے کہ اسے ترک کردو اور جامعہ نعیمیہ میں علوم دینیہ حاصل کرنا شروع کردو۔ اس وقت اس طالب علم کے دل پر کیا گزرے گی! بلاشبہ حضرت علامہ شاہد رضا کے لیے یہ حکم نامہ سخت آزمائش کا مرحلہ تھا، مگر، آپ بخوبی جانتے تھے کہ میرے والد گرامی باعمل عالم ربانی ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی باتیں اور احکام بے مقصد نہیں ہوتے، یقیناً اس میں ہمارے فائدے کے ہی پہلو زیادہ ہیں، اس لیے آپ نے تکمیل الطب کالج لکھنؤ چھوڑ دیا اور علومِ نبوی کے حصول کے لیے اپنی فکر کے محور جامعہ نعیمیہ مراداباد آگئے۔

1971ء میں آپ نے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخلہ لیا، آپ کا داخلہ نمبر 523 ہے، حصول علم اور طلب فضل کا جذبہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا، یہاں پہنچ کر اپنے والد ماجد کی سرپرستی میں بصد شوق اپنا تعلیمی سفر جاری فرمادیا، طالب علم جب محنتی اور باذوق ہو تو اساتذہ کرام کی محبتوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ آپ نے 5 برس کا زمانہ دینی علوم و فنون کے اکتساب میں گزارا، محترم کی قلبی آرزو یہی تھی کہ میں اپنے والد گرامی کی درس گاہ میں دورۂ حدیث کی تکمیل کروں اور انھی کی سرپرستی میں سند فضیلت اور دستار بندی حاصل کروں مگر یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے موت کا ایک وقت متعین ہے:

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف، آیت:34)

ترجمہ: اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے۔ (کنزالایمان)

مئی 1975ء میں والدہ گرامی کا وصال پر ملال ہو گیا، ہر طرف غم و اندوہ کے بادل چھا گئے، تنہا ان کی اولاد یتیم نہیں ہوئی تھی بلکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان کے کثیر تلامذہ اور فیض یافتگان، اکابر علما و مشائخ اور متعلقین کی بڑی تعداد غم و الم کا پیکر بن گئی تھی بفضلہٖ تعالیٰ آپ جامعہ نعیمیہ کے سب سے بڑے نگراں اور محافظ تھے اور آج بھی جامعہ نعیمیہ کے گیٹ کے اندر ایک طرف آپ کا مزار اقدس نگہبانی کر رہا ہے جہاں بے شمار لوگ فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہتے ہیں، خادم مبارک حسین مصباحی بھی اس آستانے پر حاضری کی سعادت حاصل کر کے اکتساب فیض کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور پر رحمت و غفران کی مسلسل بارش فرمائے۔ آمین۔

جی ہاں گفتگو تھی حضرت علامہ شاہد رضا نعیمی کے دورۂ حدیث کی، والد ماجد کے وصال کے بعد آپ اردو سے ایم اے کرنے کے لیے میرٹھ یونیورسٹی تشریف لے گئے وہاں ایڈمیشن لے کر تعلیم شروع کر دی۔ اگست 1976ء میں آپ کی دستار فضیلت ہوئی اور سند فراغت سے سرفراز کیے گئے۔

1978ء میں ایک ذمہ دار کی حیثیت سے اسلامک سینٹر لیسٹر تشریف لے گئے، آپ کو دی مسلم کالج لندن میں ایڈمنسٹریٹو آفیسر منتخب کیا گیا، آپ لندن میں مقیم ہو گئے مگر تا حیات لیسٹر کی مسجد میں خطیب جمعہ کے فرائض انجام دیتے رہے، آپ نے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ ارشد القادری اور علامہ قمر الزماں اعظمی کی معیت میں ورلڈ اسلامک مشن لندن کی وسیع خدمات انجام دیں، آپ کو اس عالمی تحریک کا نائب صدر بنا دیا گیا۔

بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ مولا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی مغفرت فرما، پس ماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل کی دولت سے سرفراز فرما۔ آمین۔ (تفصیل آئندہ، ان شاء اللہ) ***

سفر آخرت

آہ! حضرت شاہ فرہاد عالم لطیفی ابوالعلائی

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (1372ھ/1340ھ) کے خاص معاصر اور نمایاں رفیق کار یعنی صاحب تصانیفِ جلیلہ، قدوۃ العلما، زبدۃ الفضلا حضرت مولانا شاہ حفیظ الدین لطیفی ابوالعلائی قدس سرہما النورانی (1245ھ/1333ھ) کی علمی و روحانی یادگار خانقاہ عالیہ مدرسہ لطیفیہ رحمان پور تکیہ شریف بارسوئی کٹیہار کے صدر اعلیٰ و مہتمم اول قائدِ ملت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت شاہ فرہاد عالم لطیفی ابوالعلائی پانچ بجے شام 19 جون 2022 کو راہی عالم بقا ہوئے اور ملت و مسلک کے جملہ اسباب و افراد کو سوگوار اور غمزدہ فرما گئے۔ 20 جون 2022 کو سہ پہر تین بجے آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور آبائی قبرستان میں پیوند خاک ہوئے، نماز جنازہ شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی شاہ خواجہ نیر عالم لطیفی نے پڑھائی، جنازے میں انبوہ کثیر تھا۔

حضرت موصوف مولانا شاہ حفیظ الدین لطیفی علیہ الرحمہ کے حقیقی حفید اور مرجع خلائق و انام، جہان رشد و ہدایت حضرت شاہ خواجہ وحید اصغر لطیفی علیہ الرحمۃ القوی (1319ھ/1407ھ) کے منجھلے صاحب زادے تھے۔ آپ کی تعلیم اسکول و کالج میں ہوئی تھی۔ گریجویٹ تھے لیکن خانقاہی رنگ ڈھنگ غالب تھا۔ تیرہ سال کی عمر سے جو نماز و روزہ کے پابند ہوئے تو دمِ آخریں تک تو یہی حال زندگی و شان بندگی رہا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد والد مکرم و مرشد برحق حضرت خواجہ صاحب کے حکم کی تعمیل میں زراعت کے مشغلہ سے جڑ گئے، دو دہائی تک یہی عالم رہا۔

بعض اسباب و علل کے تحت 1971-72 میں خانقاہ عالیہ لطیفیہ کا ایک نیا موڑ آیا۔ اس کی چولیں ہلنے لگیں۔ ماحول کشیدگی کا شکار ہو گیا اور حالات واقعات غم و اندوہ نیز تشویش و خطرات کی منہ بولتی تصویر بن گئے۔ ایسی صورت حال میں ہمدرد گروہِ علمائے حق و حساس عمائد و صنادیدِ ملت اور دیگر پر جوش خوش عقیدہ وابستگان خانقاہ ہذا نے فی الفور پیش قدمی کی۔ معاملات ایسے تھے کہ بحث و مباحثہ تکرار و مناظرہ یہاں تک کہ سیشن کورٹ سے لے کر پٹنہ ہائی کورٹ تک قانونی چارہ جوئی کی نوبت تک آ گئی۔ خانقاہ و مدرسہ عرصہ تک کے لیے جمود و تعطل کی بھینٹ چڑھ گئے۔

اس پورے دورانیے میں خواجۂ علم و فن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین قادری رضوی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم نور الحق، چرہ محمد پور فیض آباد، بادشاہِ علوم و معارف حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد، حضرت علامہ مفتی ایوب مظہر رضوی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم وارثیہ لکھنؤ، مجمع البحرین حضرت علامہ مفتی شاہ عبید الرحمٰن رشیدی مصباحی سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ رشیدیہ جون پور، کنز الدقائق حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری علیہ الرحمہ جیسے مردان کار و رجالِ با کمال پیش پیش رہے۔ ان حضرات گرامی کی وساطت سے ہی محقق عصر مناظر اہل سنت فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطؔر رضوی مدظلہ العالی اس آڑے وقت میں ادارہ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ بہار کو چھوڑ کر یہاں نزول اجلال فرمایا۔ اور پھر ان کے دم قدم کی باد بہار سے یہاں کا خزاں رسیدہ چمن یکایک لہلہا اٹھا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ گاہی نے جملہ خواص و عوام کی متفقہ آرا و مشوروں کے تناظر میں خانقاہ عالیہ مدرسہ لطیفیہ کی زمام قیادت حضرت شاہ فرہاد عالم کو تفویض فرمائی۔ اس طرح موصوف نے تقریباً ساڑھے چار عشروں تک اپنے جد کریم حضرت لطیفی علیہ الرحمہ کے اس روحانی علمی مرکز کی بڑی جاں فشانی و جگر کاوی کے ساتھ آبیاری و نگہ داشت کی۔ اس کی تعمیر و ترقی، فروغ و عروج میں شاہ کلید کا کردار نبھایا۔ پر شکوہ دو منزلہ لطیفی جامع مسجد، پانچ کمروں پر مشتمل خلوت خانے، چار کمروں پر مشتمل دو منزلہ مہمان خانہ اساتذہ کی رہائش گاہیں، حضرت خواجہ صاحب کی کوٹھریاں، ایک وسیع و عریض میٹنگ ہال بنام "وحید منزل" حضرت لطیفی کے مزار پاک میں سنگ مرمر و ٹائلس کی فٹنگ، حضرت خواجہ صاحب کا مزار شریف۔ آپ کے شوق و جذبۂ تعمیر کے وہ نمونے ہیں جو آپ کو تادیر یادوں کی بارات میں دولہا بنائے رکھیں گے۔ آپ حضرت علامہ مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی، حضرت علامہ مولانا غلام مجتبیٰ اشرفی کے محبوب نظر و قرارِ دل تھے، جب کہ حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطؔر رضوی، حضرت علامہ عبید الرحمٰن رشیدی مصباحی، حضرت علامہ مفتی ایوب مظہر رضوی حضرت علامہ حسن منظر قدیری کے بے تکلف دوستوں اور دیرینہ مخلص ہم نشینوں میں دیکھے گئے۔

آج یہاں آپ کے پاکیزہ خوابوں کی حسین تعبیر کے طور پر سب کچھ موجود ہے۔ مگر یہ جگہ کہہ رہی ہے۔

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا
تمہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

از: شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ عالیہ مدرسہ لطیفیہ

رحمان پور، تکیہ شریف، بارسوئی، کٹیہار (بہار)

صدائے بازگشت

سراج العربیہ پر تبصرہ، ہمارے لیے بڑا اعزاز

حامدا حمدًا کثیرا و مسلّما تسلیما وافرا

زمانے کی رفتار بہت ہی تیز ہے یارو
ذرا سوچو، ذرا سنبھلو کہیں پیچھے نہ رہ جاؤ
دین حق کی خدمت کا حوصلہ بلند کر
علم و فن سے گھر سجانا وقت کی پکار ہے

مکرمی! سلام مسنون

ستمبر 2022ء کے علمی وفکری شمارہ ماہ نامہ اشرفیہ کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوا، آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچی اور قلبِ مضطر کو سرور ملا۔

ماہ نامہ اشرفیہ کے قارئین کی فہرست میں ناچیز کا بھی نام شامل ہے۔، جب تک زیارت نہ کرلوں پیاس نہیں بجھتی۔

میرے لیے سونے پر سہاگا اور "چار چاند لگ جانا" اس وقت ہوا جب ناچیز کی کتاب سراج العربیہ پر بہترین علمی تبصرہ نباضِ قوم وملت صاحبِ قرطاس وقلم حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب قبلہ ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کا دیکھنے اور پڑھنے کو ملا، ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ قلتِ وقت کی وجہ سے حضرت موصوف نے "ظنوا المومنین خیرا" کے ضابطے کے مطابق چند کلمات حسنہ تحریر فرماکر ناچیز کی حوصلہ افزائی کی ہوگی۔

لیکن تبصرہ پڑھ کر میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ حضرت نے درس وتدریس اور ماہ نامہ اشرفیہ کی ترتیب وتبییض کی بہت ساری ذمہ داریاں ہونے کے باوجود ناچیز کی کتاب پر گہرے مطالعہ کے بعد تبصرہ لکھا ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ "ہماری لیے حضرت کا تبصرہ کسی نوبل پرائز سے بڑھ کر ہے۔

مولا تعالیٰ حضرت ممدوح وموصوف کا سایۂ کرم اہل سنت و جماعت پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محتاجِ دعا: **غلام طٰہٰ**، ناظمِ تعلیمات مدرسہ حمیدیہ گلشن رضا، باڑا

کھرگون میں بے یار ومددگار سسکتی انسانیت

مکرمی! مدھیہ پردیش کے علاقہ نماڑ کے شہر کھرگون میں 10 اپریل کو رام نومی جلوس کے دوران شرپسند ہندوؤں نے مسجدوں کے سامنے اشتعال انگیز گانے اور نعرے لگاکر پہلے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی، جب انھیں سمجھانے کے لیے گئے تو مشتعل ہوکر حملہ کردیا اور مسجدوں پر پتھر بازی کرنے لگے۔ دکانوں اور مکانوں کو نذر آتش کردیا۔

جلوس ختم ہونے کے کئی گھنٹوں بعد رات میں بھی مختلف علاقوں میں آگ زنی کرکے مظلوم مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ جب بھگوا گنڈوں اور شرپسند عناصر خون کی ہولی کھیل چکے تو پولس نے ظلم اور درندگی کی تمام حدوں کو پار کرتے ہوئے مظلوم مسلمان مردوں کو اور ساتھ میں چند ماہ کے چھوٹے بچوں کو ان کی ماؤں کے ساتھ جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا۔ نفرت کی آگ اس سے بھی سرد نہیں پڑی تو شیوراج سرکار نے بلڈوزر چلانے کا طالبانی فرمان جاری کرکے مسلمانوں کے گھروں کو مع سازوسامان زمین بوس کردیا۔ خبروں کے مطابق پچاس سے زائد مکانات اور گھر زمیں بوس کیے گئے۔ روزہ دار عورتوں پر ڈنڈے برسائے گئے، کمسن بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور بزرگ عورتیں بھی پولیس تشدد کا شکار ہوئیں۔ کم سن بچے بھوک کے مارے پریشان ہیں اور اشیاے ضروریہ سے دور ہیں۔

اس دردو وکرب کی گھڑی میں کوئی ان کا پرسان حال نہیں، ملک کی مسلم قیادتیں خاموشی کا روزہ رکھے ہوئے ہیں۔ (سوائے اسدالدین اویسی)

کانگریسی لیڈر ہمیشہ کی طرح گونگے بہرے بنے ہوئے ہیں، مدھیہ پردیش میں مسلمان یک طرفہ کانگریس کو ووٹ کرتا ہے لیکن کانگریسی لیڈر ضرورت کے وقت کبھی ان کی مدد کے لیے نہیں پہنچے۔ جب سارا معاملہ ختم ہوکر کرفیو لگ گیا تب دگ وجے سنگھ نے رسمی ٹویٹ

کرکے یہ احساس دلانے کی کوشش کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں تاکہ آپ ہمارا ووٹ بینک بنے رہیں۔ مدھیہ پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ کمل ناتھ اس دن شیوپور میں ایک شادی سے لطف اندوز ہورہے تھے لیکن مظلوموں کے حق میں ایک رسمی ٹویٹ کرنا بھی گوارا نہیں کیا۔ جیتو پٹواری جو مسلمانوں کے حق کے لیے لڑنے کی قسمیں کھاتا ہے اور دہائی دیتا ہے اس موقع پر منظر نامے سے ایسے غائب رہا جیسے زمین اس کے وجود سے خالی ہے۔ اس دن جس جس کانگریسی لیڈر کو کال کیا گیا سب کے یہاں ان کے پی اے نے کال ریسیو کرکے کہا کہ صاحب ابھی مصروف ہیں بعد میں بات کریں گے۔ حالانکہ یہ اپوزیشن ہے، حزب مخالف ہیں یہ بھرپور طریقے سے آواز اٹھا سکتے ہیں کہ سرکار کس ایکٹ اور قانون کے تحت مظلوموں کے مکانوں پر بغیر اجازتِ عدالت نیز مقدمے و تفتیش کے بلڈوزر چلا کر زمیں بوس کر رہی ہے، اس ناانصافی پر سرکار کو کٹہرے میں لا کر کھڑا کرسکتے ہیں۔ غیر جانبدارانہ جانچ کا پرزور مطالبہ کرکے ظلم کور کو اسکتے ہیں۔

مسلمانوں کو یہ دن یاد رکھنا چاہیے اور آنے والے الیکشن میں بڑی اور چھوٹی قیادتوں سے سوال ہونا چاہیے۔ یا تو ہمدردی کا بہانہ کرکے ووٹ بٹورنا بند کریں یا واقعی ہمدردی ہے تو کم از کم ایسے مواقع پر مسلمانوں کو تنہا نہ چھوڑیں۔

ویسے بھی ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارے ہمدرد نہیں ہیں، صرف یہ ہمیں ووٹ بینک کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور پھینک دیتے ہیں۔

اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم انھیں استعمال کریں۔

مدھیہ پردیش کانگریس کی تمام بڑی قیادتوں سے ایک وفد ملاقات کریں اور ان سے پوچھے کہ اس قدر سنگین معاملات میں وہ موجودہ حکومت کو کیوں نہیں گھیرتے ہیں، ؟ ناانصافیوں پر آواز بلند کیوں نہیں کرتے ہیں، ؟ ایک مکمل منصوبے کے ساتھ ان سے ملاقات کی جائے اور ہر ممکن طور پر اسے کارآمد بنانے کی کوشش کی جائے۔ بلڈوزر کے معاملے کو لیکر عدالت کا رخ کیا جائے، اور سرکار کے غیر جمہوری طرز عمل پر عدالت سے رجوع کیا جائے۔ علمائے مدھیہ پردیش وفد کی صورت میں فساد زدہ علاقے کا دورہ کریں اور نقصانات کی تلافی کی کوشش کریں نیز مدھیہ پردیش کے علما، مفکرین اور دانش ور حضرات باہم سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس مسئلے کا حل تلاش کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ بہت دیر ہوجائے اور ہم غفلت میں مارے جائیں۔

از: **بلال احمد نظامی مندسوری**، رتلام مدھیہ پردیش۔

پانچواں کل ہند مسابقہ علم حدیث و تصوف برائے طالبان علوم اسلامیہ و عصریہ

انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہر سال کی طرح امسال بھی 803/ویں عالمی روحانی سالانہ عرس سراپا قدس قطب ربانی، محبوب غوث جیلانی، محبوب الاولیا نبیر گان غوث اعظم سرکار شاہ میراں حضرت پیر میراں سید علی و حضرت پیر میراں سید ولی (کھمبات شریف، ضلع: آنند، گجرات، الھند) کے پر بہار موقع پر مورخہ 27/26 نومبر 2022ء بروز سنیچر و اتوار پیر طریقت، رہبر شریعت، مظہر کرامات غوث اعظم، رئیس ملت، ابوالایتام، حضرت علامہ الحاج الشاہ سید رئیس اشرف اشرفی الجیلانی میرانی دامت برکاتہم العالیہ جانشین سرکار شاہ میراں کی سرپرستی اور پیر طریقت، رہبر شریعت، شہزادہ شہید راہ مدینہ، معین المشائخ، حضرت علامہ الحاج الشاہ سید معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی دامت برکاتہم العالیہ جانشین مخدوم سمناں کی قیادت میں سرزمین کھمبات شریف میں پانچواں مسابقہ منعقد ہونے جا رہا ہے، جس میں شرکت کرنے والے طالبان علوم اسلامیہ و عصریہ کو گراں قدر انعامات دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی ان شاء اللہ عزوجل

چند ملاحظات برائے مشارکین: (1)-اس مسابقے کا مقصد اصلی طلبہ مدارس عربیہ و عصریہ کو علم حدیث و علم تصوف میں کامل رغبت و دلچسپی دلانا ہے۔ (2)-اس مسابقے میں زیر تعلیم طلبہ مدارس و یونیورسٹیز ہی حصہ لے سکتے ہیں۔ (3)-شرکت کے خواہشمند حضرات *15 اکتوبر 2022ء تک بہر حال درخواست بھیج کر اپنا اندراج کرالیں، تاخیر کی صورت میں شرکت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

(الف)- حفظ حدیث

(4)-مندرجہ ذیل عناوین میں سے ہر عنوان کے تحت کم از کم ایک آیت اور چار چار صحیح حدیثیں متصل السند مع ترجمہ و مختصر تشریح ضبط بالکتاب وضبط بالصدر کرلیں پھر ایک ٹائپ شدہ کاپی ہمارے دیئے گئے ایڈریس پر ترسیل کردیں اور ایک کاپی بوقت آمد اپنے ساتھ ضرور لائیں۔

❖ صبر ❖ شکر ❖ توکل ❖ توبہ ❖ مجاہدہ ❖ مذمت ریا ❖ مذمت تکبر ❖ مذمت حسد ❖ مذمت اکل حرام ❖ مذمت

ہوائے نفس

(ب)- متعلقات و مصطلحات تصوف

(5)- مندرجہ ذیل متعلقات و مصطلحات تصوف کے بارے میں معتبر و مستند کتب تصوف مثلاً حقائق التصوف، عوارف المعارف، کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ، لطائف اشرفی وغیرہ سے لازمی طور پر معلومات حاصل کرلیں کیونکہ انکی بابت بھی سوالات قائم کئے جائیں گے۔

❖ تعریف تصوف ❖ ثبوت تصوف از قرآن وسنت ❖ تصوف کی حقیقت و ماہیت ❖ تاریخ تصوف ❖ بیعت اور اس کے دلائل ❖ شیخ ❖ مرید ❖ سلسلہ ❖ تلوین ❖ تمکین ❖ تلقین وارشاد ❖ مراقبہ ❖ کشف ❖ کرامات ❖ صحبت ❖ خلوت ❖ محبت ❖ وجد ❖ اورادووظائف ❖ سیر الی اللہ ❖ سیر فی اللہ ❖ علم الیقین ❖ عین الیقیں ❖ حق الیقین ❖ شطحیات صوفیا ❖ وحدت الوجود ❖ سماع

(ج)- مقالہ

(6)- مندرجہ ذیل صوفیاء کرام میں سے کسی ایک کی علمی، دینی وروحانی خدمات پر کم از کم دس صفحات پر مشتمل مقالہ لکھ کر 10/نومبر 2022ء تک بہر حال ہمارے دیے گئے ایڈریس پر ارسال کردیں۔

(1)- سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ (2) شیخ المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ (3) غوث العالم، محبوب یزدانی حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ (4) قدوۃ العارفین مدار العالمین حضرت سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ (5) شیخ الشیوخ حضرت سرکار شاہ عالم احمد آبادی رضی اللہ عنہ (6) مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

(7)- مذکورہ بالا عناوین کے نمبرات مجموعی طور پر سو تجویز کئے گئے ہیں جس میں سے پچاس نمبرات حفظ حدیث کے پچیس نمبرات مصطلحات و متعلقات تصوف کے اور پچیس نمبرات مقالہ کے طے قرار پائے ہیں۔

(8) مسابقہ کچھ اس طرح منعقد ہوگا سب سے پہلے فیصل حضرات موصول شدہ مقالہ کی کاپیاں چیک کرکے حسب لیاقت نمبرات دیں گے پھر مورخہ 26/نومبر 2022ء بروز سنیچر کو صبح آٹھ بجے پہلی نشست منعقد ہوگی جس میں حفظ حدیث کے متعلق سوالات قائم کئے جائیں گے اور پھر دوسری نشست منعقد ہوگی جس میں متعلقات و مصطلحات تصوف کے متعلق سوالات قائم کیے جائیں گے بعدہ میرٹ کے حساب سے پوزیشن کی تعیین کی جائے گی

(9) فیصل بورڈ کا فیصلہ حرف آخر وحتمی ہوگا، کسی کو اس پر اعتراض کا کوئی حق نہیں ہوگا۔

(10) شرکا کی آمد و رفت میں صرف ہونے والے ٹکٹ کے اخراجات خانقاہ اشرفیہ میرانیہ کے ذمہ داران برداشت کریں گے ساتھ ہی ان کے قیام وطعام کا معقول انتظام وانصرام کریں گے۔

انعامات:

❖ ایک نمبر پر آنے والے امیدوار کو 25000 پچیس ہزار روپے نقد، اور توصیفی سند، ❖ دوسرے نمبر پر آنے والے کو 20000 بیس ہزار روپے نقد اور توصیفی سند، ❖ تیسرے نمبر پر آنے والے کو 15000 پندرہ ہزار روپے نقد اور توصیفی سند، ❖ چوتھے نمبر پر آنے والے کو 10000 دس ہزار روپے نقد اور توصیفی سند، ❖ پانچوے نمبر پر آنے والے کو 5000 پانچ ہزار روپے نقد اور توصیفی سند۔ ❖ اور چھٹے نمبر سے دسویں نمبر تک کے کامیاب ہونے والے شرکا کو 2100 اکیس سو روپے نقد، اور توصیفی سند، نیز مابقیہ شرکا کو بھی انعامات اور سند شرکت سے سرفراز کیا جائے گا

خوشخبری: اس مسابقے میں 90 فیصد سے زائد نمبرات حاصل کرنے والے امیدوار کو ان شاءاللہ بغداد معلی کی زیارت کرائی جائے گی۔ امید ہے کہ طالبان علوم اسلامیہ وعصریہ اس کار خیر میں حصہ لے کر اس عظیم علمی تحریک کو کامیاب بنانے میں ہماری مساعدت فرمائیں گے

نوٹ: اس مسابقہ میں ہرادارے کے صرف دو ہی طالبعلم شرکت کرسکتے ہیں نیز شرکت فرمانے والے حضرات پہلی فرصت میں ٹکٹ کی بکنگ کرالیں بعدہ ہمیں ضرور مطلع فرمائیں نیز بوقت آمد آدھار کارڈ یاپہچان پتر کا زیروکس اور دوعدد پاسپورٹ سائز فوٹو ضرور ساتھ لائیں۔

الداعی الی الخیر: سید جامی اشرف اشرفی الجیلانی میرانی ولی عہد آستانہ عالیہ سرکار شاہ میراں وناظم اعلیٰ جامعہ فیضان اشرف رئیس العلوم وشاہ میراں پبلک اسکول (انگلش میڈیم) اشرف نگر، کھمبات شریف، گجرات، انڈیا۔

مزید معلومات کے لیے ان نمبرات پر رابطہ قائم کریں:

7016753076-- 7408476710--7408139829

خیر و خبر

آل کرناٹکا بزم رضائے قدسی کی جانب سے ریلیف کی تقسیم

بنگلور9ستمبر2022۔آل کرناٹکا بزم رضائے قدسی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ بنگلور کی جانب سے مفتی کرناٹک حضرت مفتی انور علی حشمتی کی سرپرستی، مفتی سید ذبیح اللہ نوری کی قیادت اور مولانا سکندر علی خان رضوی و مفتی اصغر علی رضوی اور تنظیم علماے اہل سنت رام نگر کی رہنمائی میں رام نگر کے محلہ غوثیہ، ضیاء اللہ بلاک، ایکسٹنشن، یارب نگر وغیرہ کے سیلاب متاثرین کو بستر و کمبل تقسیم کیے گئے۔

اس سے قبل متاثرین کو دارالعلوم اہل سنت پیرن شاہ ولی میں جمع کر کے ان کو دلاسا اور تسلی دیتے ہوئے مفتی سید ذبیح اللہ نوری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔(پ2،البقرہ،آیت 651-551)

حدیث شریف میں ہے کہ صبر پہلے مرحلے کا ہے بعد میں دنیا کو صبر آ ہی جاتا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے کہا مومن کی شان ہے کہ رب کی رضا پر راضی رہنا، محبت رسول، عظمت صحابہ و اہل بیت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رہنا، ہر بلا و مصیبت پر صابر و شاکر رہنا، ہر آن ہر لمحہ اس سے ڈرتے رہنا، اس سے پناہ مانگتے رہنا، اپنے ہر کھلے اور چھپے گناہوں سے صدق دل سے توبہ و رجوع کرتے رہنا، تمام فرائض واجبات اور سنن و مستحبات کو ان کے وقتوں پر ادا کرتے رہنا، اللہ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کو ماننا، جائز و حلال روزی کی تلاش کرنا، اپنے اہل و عیال کو قرآن و سنت پر مضبوطی سے قائم رکھنا، انھیں دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت دینا۔ اے لوگو! یہ جو کچھ بھی ہوا وہ سب تمہارے اللہ تعالیٰ پر ایمان و عقیدے کا امتحان تھا یقینا اللہ تعالیٰ ہی مومنین کے جان و مال کا حقیقی حامی و ناصر اور محافظ و نگہبان ہے۔ دین پر ثابت قدم رہنا ہی تمھاری کامیابی کی ضمانت ہے۔

مفتی اصغر علی رضوی نے کہا کہ مومن کے لیے مدد چاہے اپنوں کی طرف سے آئے یا غیروں کی جانب سے ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ حقیقت میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے تصدق و طفیل اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ہے۔

مفتی انور علی حشمتی نے کہا کہ ان تحف و تحائف کے ساتھ آپ کو جو علمائے کرام نے نصیحتیں کی ہیں وہ سب سے بڑی نعمت اور امداد ہے اس کو سنبھال کر رکھنا ہی آپ کے لیے حقیقی کامیابی و کامرانی ہے۔

یاد رہے کہ اس سے قبل بھی متعدد تنظیمات اہل سنت اور امام احمد رضا مومنٹ بنگلور کی جانب سے منظم اور بڑے پیمانے پر ریلیف پہنچائی گئی تھی۔ بعدہ حاضرین کو بلا تفریق مذہب و ملت بستر و کمبل تقسیم کیے گئے۔

اس موقع پر قابل ذکر شرکا میں مولانا سکندر علی خان رضوی، مولانا فخر الدین رضوی، جناب سید صادق ارشاد قادری، صدر امام احمد رضا مومنٹ، حافظ شاہد علی خان رضوی، الحاج ایاز محمود قادری و دیگر اراکین بزم رضائے قدسی بنگلور کے علاوہ مقامی لوگ کثیر تعداد میں موجود رہے۔ **(از: شعبۂ نشر و اشاعت، امام احمد رضا مومنٹ بنگلور)**

عالم اسلام اور آزمائش

اس وقت مسلمان عام طور پر مختلف آزمائشوں سے گزر رہے ہیں، اقتصادی مسائل ہوں یا دینی و سماجی، تعلیمی مسائل ہوں یا سیاسی و ملی، مشکلات جان و مال کی بھی ہوتی ہیں اور عزت و آبرو کی بھی، ہمارے بزرگوں کی زندگیاں ہمارے لیے نمونۂ عمل ہیں، ان آزمائشوں میں مسلمانوں کو احکام دین پر سختی سے پابندی کرنا چاہیے اور صبر و شکر بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب ﷺ کے طفیل کامیابیاں اور سرفرازیاں عطا فرمائے۔ آمین

از: مبارک حسین مصباحی

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.2

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

OCT. 2022

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا علمی فیضان ہندوستان گیر ہی نہیں بلکہ اب عالم گیر ہوگیا ہے۔ اشرفیہ نے جس برق رفتاری سے ارتقائی منزلیں طے کی ہیں اشرفیہ کے معاونین اور دیگر اہلِ خیر اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وقت دو سو پچاس سے زائد افراد پر مشتمل ایک متحرک اور فعال اسٹاف اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مختلف شعبوں میں تقریباً گیارہ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کی خوراک، رہائش اور اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں پر ایک خطیر رقم سالانہ خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ادارہ بجا طور پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ والسلام

عبدالحفیظ عفی عنہ

سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

DONATION

You can make donation by cheque, Draft or by online in the favour of-

(For Education) برائے تعلیمی چندہ	(For Construction) برائے تعمیری چندہ
(1) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Central Bank of India** **A/C 3610796165** IFSC. Code: CBIN 0284532	(1) Aljamiatul Ashrafia **Central Bank of India** **A/c 3610803301** IFSC. Code: CBIN 0284532
(2) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Union Bank of India** **A/C 303001010333366** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301	(2) Aljamiatul Ashrafia **Union Bank of India** **A/c 303002010021744** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301
(3) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Punjab National Bank** **A/c 05752010021920** IFSC. Code : PUNB0057510	(3) Aljamiatul Ashrafia **Punjab National Bank** **A/c 05752010021910** IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN